منقبت الجواہر

حالاتِ وکراماتِ حضرتِ امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ



اردو ترجمہ
مولوی محمد ابراہیم

من تصنیف حضرت ملا حیدر بدخشیؒ

نظرِ ثانی
پروفیسر محمد طیب کاملی

نشر و اشاعت: انجمنِ مؤذنین بقعۂ عالیہ خانقاہِ فیض پناہ سرینگر کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ المتقون ولکن اکثرھم لا یعلمون

منقبت الجواہر

حالات و کشف و کرامات

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رح

تصنیف

حضرت ملا حیدر بدخشی رح

اردو ترجمہ

جناب مولوی محمد ابراہیم

نظر ثانی

جناب پروفیسر محمد طیب کاملی

جناب محمد امین واجدی

"منقبت الجواہر" کے ترجمہ اور اشاعت میں اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز نے مالی امداد فراہم کی ہے، انجمن مؤذنین اس پیش کش کے لئے اکیڈمی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے کتاب ہذا میں اگر کہیں غلطی وغیرہ ہو تو اکیڈمی اس کے لئے ذمہ دار نہیں ہے۔

نشر و اشاعت

انجمن مؤذنین لفجہ عالیہ خانقاہ فیض پناہ سرینگر کشمیر

قیمت ۲۵/= روپے

إنْ أولياؤُهُ إلّا المتّقونَ ولكنَّ أكثرَهُم لا يعلمونَ (الانفال)

مَنْ عَمِلَ صالحاً مِن ذَكَرٍ أو أُنثى وَهُوَ مُؤمِنٌ فلنُحييَنَّه حَيوٰةً طيّبةً ولنجزينّهم أجرَهُم بأحسنِ ما كانوا يعملونَ (النحل)

نشر واشاعت: انجمن موذنین بقعہ عالیہ خانقاہ معلی سرینگر

سرپرست: الحاج غلام محی الدین متو جنرل سیکرٹری اوقاف ہمدانیہ

تاریخ اشاعت: ۶ ماہ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

مجلسِ مشاورت

کتابت: میر محمد سلیم نصیر۔ انزیرخانیار

طباعت: علی پرنٹرس گوروبازار سرینگر

۷۸۶

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ "منقبت الجواہر" جس کی تصنیف مُلّا حیدر بدخشیؒ نے کی ہے ، اب قریب پانچ سو سالہ طویل عرصہ طے کر کے طباعت سے مزیّن ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔ دور حاضر کے برصغیر ہندوستان میں فارسی زبان کا رواج پیشرو زمانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہوا ہے اور چونکہ عجم میں اسلامی علوم و فنون کا بیشتر سرمایہ صدیوں سے فارسی زبان میں ملبوس رہا ہے اس لئے عامۃ الناس کا اس سرمایہ سے استفادہ کرنے کے لئے اس ضرورت کو شدّت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ ایک مناسب پروگرام کے تحت فارسی اور عربی میں مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کتب و رسائل کو اردو زبان بلکہ مقامی زبانوں میں بھی ترجمہ کی سہولت سے آراستہ کیا جائے۔ اس پس منظر میں منقبت الجواہر کے نادر قلمی نسخہ جو راقم الحروف کے خاندان نے پیش کیا کے فارسی متن کے ہمراہ اردو ترجمہ کا اجراء ہونا ہمارے لئے ایک نئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلاشبہ ترجمے نے کتاب کی افادیت دوبالا کر دی ہے۔

یہ کتاب مستطاب قطب ربانی، امام حقانی، غوث صمدانی، معشوقِ یزدانی، بحر الاسرار والمعانی، بانیٔ مسلمانی، الملقب والمخاطب بعلی الثانی، شاہ ہمدان، امیر کبیر جناب حضرت میر سید علیؒ ابن شہاب ابن محمد الحسینی الحسنی الہمدانی قدس سرہٗ کی ذات والا صفات پر لکھی گئی ہے۔ جناب سیادت کی ہمہ گیر شخصیت سے کون واقف نہیں۔ مقتدر

اولیاء، نامور علماء و اتقیاء اور مورخین صدیوں سے آپؒ کی بزرگی، برتری، اولوالعزمی اور اعلیٰ کردار منفرد منصب و عظمت پر تصانیف و تذکرات، مناقب و قصائد کے ذریعہ حتی المقدور خامہ فرسائی کرتے آرہے ہیں۔ اسی زنجیر کی ابتدائی کڑیوں میں "منقبت الجواہر" منسلک ہے۔

کتاب ہذا میں مندرج مضامین سے حضرت شاہ ہمدانؒ کی دعوت و تبلیغ اور اسلامی ریاست پر کافی مواد دستیاب ہے۔ بلکہ یہ مقدس کتاب آپؒ کی حکمت و سیاست، تقویٰ و پرہیزگاری، سیادت و قیادت، ولایت و امامت، عبادت و ریاضت، فتوت و معرفت، ایقان و عرفان، اخلاق و اخلاص، تحقیق و تدقیق، بلند خیالی، بالغ نظری، اعلیٰ ظرفی، شان درویشی بمتابعت "الفقر فخری و الفخر منی" کا ایک حسین و رنگین مرقع پیش کرتی ہے۔ جو بنی نوع انسان کیلئے عموماً اور اہل سلوک و ارادت کے لئے خصوصاً ایک مرشد برحق کے فیض بیکراں کے لامتناہی سلسلہ یعنی سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) کو جاری کرتا ہے۔

آپؒ کا اپنے مریدوں کے تئیں جود و سخا، فضل و عطا، رشد و ہدایت و خطابت و فیوضات، فتوحات و برکات و کمالات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک بحر بے پایاں مژدۂ جانفزا کا کام دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے حق میں بھی آپؒ کا رحم و کرم دکھانا اور ان کو نیک دعاؤں سے یاد کرنا آپؒ کی شرف و بزرگی، شرافت، کسر نفسی ہمہ دانی و ہمہ گیری کی واضح نشاندہی کرتا ہے۔

واقعات کو عقل و نقل کی روشنی میں شریعت و طریقت کی باریکیوں سے متعلق جناب سیادت مآبؒ کے سیر حاصل ارشادات ادا کرکے فاضل مصنف نے بوساطت اس کے پیر طریقتؒ، فکر انسانی کی تسکین و تلقین اور تشفی و تسلی کا گراں قدر سرمایہ بہم کیا ہے۔ جو اس دور پر آشوب کے لوگوں کی از سر نو شیرازہ بندی کے لئے

از بس ضروری ہے اور ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی پیدا کرنے کا سامان پیدا کرتا ہے جزاھم اللہ خیر الجزاء

کتاب پڑھکر ماننا پڑے گا کہ حضرت امیر کبیرؒ کی حیات قدسیہ اعلیٰ ترین قدروں بلکہ "احسن تقویم" کی عملی تفسیر کی حامل ہے آپ بیک وقت مخلص و جاں نثار، مبلغ، رفیع المرتبت ولی اللہ قطب الاقطاب، مجاہد اعظم، انقلابی تاریخ ساز بلکہ تقدیر ساز نگاہ سے سرفراز، اعلیٰ پایہ کے شاعر و انشاء پرداز، صاحب بے مثل تصانیف، جامع و ایمان افروز سیرت کے مالک، فعال دین کے فلسفہ کے علمبردار، جہاں بانی و حکمرانی کے اصول دینے والے، صنعت و حرفت اور علوم و فنون، تہذیب و تمدن کو فروغ دینے والے ہیں۔ آپ کے اسی اعلیٰ کردار کی اثر آفرینی گہرائی و گیرائی پر چھ صدیاں بیت جانے کے باوجود زمانہ زبان حال سے بآواز بلند نغمہ سرا ہے کہ:۔

این ہمدانی ہمہ دانی دہد	معرفت سر نہانی دہد
یعنی اگر باشدت این آرزو	از در شاہ ہمدانی بجو
گرچہ بسے راہ سوی مطلب است	راہ امام ہمدان اقرب است
چوں بعلیؓ نسبتش آمد تمام	ہم بحسب ہم بہ نسب ہم بنام
از رہ تعظیم نباشد عجب	گر علی ثانیش آمد لقب

کتاب کو پڑھکر ہی اس کی اصلی لذات و انوار پھوٹ پڑتی ہیں۔ رب قدیر ہمیں بوساطت حضرت سیادت مآب قدس سرہٗ مندرج حالات کے ظاہری و باطنی فیوض سے بہرہ ور فرمائے اور آپؒ کے جد امجد حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ کی شفاعت کبریٰ اور ہدایت یہاں سے ہمیں نوازے۔ آمین۔

یہ کتاب "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مصداق ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا، پڑھنا اور اسکو مشعل راہ بنانا باعث نجات ہے۔ انجمن مؤذنین کی اس سعی حسن کو اللہ تبارک و تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے۔ انجمن نے دیگر کتب کی اشاعت کے

علاوہ ابھی تک حضرت سیادت مآبؒ کی چار تصانیف مع اردو ترجمہ
کے منصۂ شہود پر لائی ہیں۔ امید ہے کہ راہ ہدایت کے متلاشی
اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاصل کر کے مزید اشاعتوں
کے لئے راہ ہموار کرنے میں مدد دیں گے۔

میر نذیر احمد کاملی
خاکسار درگاہ امیریہؒ
متولی و سجادہ نشین بقاع الکملیہؒ و عطائیہؒ

تصحیح الاغلاط

صفحہ نمبر	سطر	غلط	درست	صفحہ نمبر	سطر	غلط	درست
د	۵	۴۹	۶۸	۷۵	۱۵، ۱۶	شیخ محمد کامل ؒ	شیخ محمود کامل ؒ
۵	۱۴	افغان ن	افغانستان	۷۷	۱۲	(رس پوئنٹ)	قبولیت
و	۶	شیخ نورالدین جعفر ؒ	حضرت خواجہ اسحاق ختلانی ؒ	۷۸	۱۰	آپ نے دعوت	آپ سے بادشاہ نے
ط	۱۷	جو بنی	جو چیز بنی ؒ				دعوت کی التجا کی تھی
ا	۸، ۹	اس بے نیاز	اس بے نیاز خدا کی بیحد	۸۰	۷	(رس پوئنٹ)	"بسم چہ بود
		علامت ہے"	حمد و ثنا ہے کہ جسکے بارے	۹۷	۱۶	(رس پوئنٹ)	واقعہ کی خبر
			ہیں اسکے دو نشان	۹۸	۱	روزا پریشید	دو وسپیدا
			اللہ لا احصی ثناءً علیک	۱۰۰	۱۱	(رس پوئنٹ)	بے عمل عالموں
			وجس کی تعریف میری شمار	۱۳	۱۳	جد بزرگوار کی قبر	جد بزرگوار کے صفحہ ۴ سطر ۱۵
			سے باہر ہے) کی دلیل	۱۴	۱	جوات	جواب
			پیش کرتے ہیں۔	۱۱۴	۱	حاصل آمد	حاصل آید
۱۱	۱	ازاں باز	ازاں بعد	۱۱۹	۹	(رس پوئنٹ)	کہ از من طلب
۱۳	۱۱	سماع (گانا سننا)	سماع کی	۱۲۸	۱۱	بید مشک	بید خشک
		کا شوق پیدا ہو گیا	کیفیت میرے اندر پیدا ہوئی	۱۲۸	۱۰	(رس پوئنٹ)	می گوید کہ
۲۱	۸	(رس پوئنٹ)	در شہر ہمدان آں ستارہ	"	۱۵	لذت کا دل	جب آوا کی لذت دل اور
			طلوع خواہد بود۔			.... بیہوش	اور روح کا تالو چکھتا ہے
۲۲	۱۳	(رس پوئنٹ)	دانا سے دانت ہیں				تو لاچار آدمی بیہوش ہو جاتا ہے
۳۸	۸	تلاث	ثلاث	۱۲۹	۹	مرھیت	کم خلیست
۵۰	۱۵	گناروں	پیش کروں گا	۱۳۱	۶	دادمانده	دور مانده
۵۱	۸	(رس پوئنٹ)	کردند گفتیم کہ	۱۳۲	۶	پرسیدند	پہرسیدند
۵۴	۶	سفتند	گفتند	۱۳۳	۵	(رس پوئنٹ)	اور اہمال حال
۶۴	۳	نگنہ عشق	بکنہ عشق	۱۳۴	۱	کہ	کرد

صفحہ نمبر	سطر	غلط	درست	صفحہ نمبر	سطر	غلط	درست
۱۴۴	۱۷	آنجناب زندہ تھے	آنجناب بظاہر اس دنیا میں ہے	۱۹۳	۷	(مس پرنٹ)	دل دشاہدہ آں
۱۵۵	۱۹	باورچیوں	باورچیوں کو حکم ہوا کہ کھانا تیار کریں۔	۱۹۴	۴	باز بیہوش	باز بہ ہوش
				۲۰۹	۸	درکور	درگور
				۲۱۰	۱	آں کور	آں گور
۱۶۵	۱۰	یہ لوگ	یہ لوگ قدس اللہ اسرارہم	۲۱۱	۷	بتخانہ	بتخانہ
۱۶۶	۱۲	نورِ عزت	نورِ عزت سے پالا	۲۱۳	۲	مدانکہ	بداں کہ
۱۷۱	۱۹	موت کی…	وصال کی پیشین گوئی اور گولاب میں آخری آرام گاہ کا تعین	۲۱۵	۵	خر	نجر
				۲۱۹	۶	سخت	تخت
۱۷۴	۴	خفر	خضر				

صفحہ ۱۸۲ سطر ۱۲ "ایک ماہ کی مسافت (فاصلہ) جو صرف…… ۱۴ ماہ ذی الحجہ کو وہاں پہنچے"

وضاحت:۔

وضاحت کے طور پر یہ کہنا ضروری ہے کہ باختلاف روایت تابوت شریف حضرت سیادت پناہ ۵ ماہ ۱۹ دن کی اڑان کے بعد ۲۵ جمادی الاول ۷۸۷ھ ختلان شریف پہنچا

اس پر مصنف "خلاصۃ المناقب" حضرت نورالدین جعفر بدخشی رح اور مصنف فتحات کبرویہ حضرت شیخ عبدالوہاب نوری رح دونوں متفق ہیں۔ حالانکہ دیگر مورخین کے نزدیک یہ تاریخ ۶ جمادی الثانی ۷۸۷ھ ہے اور اسی تاریخ کو کشمیر میں عرسِ ختلان منایا جاتا ہے

صفحہ ۱۸۳ "ابن حیرت کی حاشیہ آرائی"

وضاحت:۔ رباعی "ہر فیض کہ سابقہ…… کو حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ سے منسوب کرنا محتاجِ ثبوت ہے۔ اس سلسلہ میں رسالہ ہمدانیہ کا شائع شدہ اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

میر نذیر احمد کاملی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت الجواہر

حالات و کشف و کرامات

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ

تصنیف

حضرت ملا حیدر بدخشیؒ

اردو ترجمہ

جناب مولوی محمد ابراہیم

تصحیح کتاب

جناب غلام محمد فوقؔ

نظر ثانی

۱۔ جناب پروفیسر سید محمد طیب کاملی

۲۔ جناب محمد امین داچھی

نشر و اشاعت

انجمن مؤذنین بقعۂ عالیہ خانقاہ فیض پناہ سرینگر کشمیر

قیمت =/25 روپے

۱- اِنْ اَوْلِیَآءُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (الانفال)

۲- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (النحل)

نشر و اشاعت : انجمن موذنین بقعۂ عالیہ خانقاہ معلی سرینگر

سرپرست : الحاج غلام محی الدین منٹو ۔ جنرل سیکرٹری اوقاف ہمدانیہ

تاریخ اشاعت : ۶ ر ماہ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

مجلس مشاورت : ۱۔ جناب مفتی جلال الدین صاحب صدر مفتی

۲۔ جناب نذیر احمد کاملی صاحب آئی ۔ اے ۔ ایس

۳۔ جناب پروفیسر محمد طیب کاملی صدر شعبہ عربی اسلامیہ کالج سرینگر

۴۔ جناب غلام محمد وفائی ۔ سابقہ پرنسپل اورینٹل کالج سرینگر

۵۔ جناب شمیم احمد صاحب ڈی ۔ ای ۔ او

۶۔ جناب پیر عزیز الدین امام صاحب

۷۔ جناب پیر محی الدین لوزی صاحب

۸۔ جناب محی الدین ظہرہ ہمدانی صاحب

۹۔ جناب سید ارشد حسین منطقی صاحب

کتابت : پیر محمد سلیم نصیر ۔ انز پیر خانیار

طباعت : علی پرنٹرس گورو بازار سرینگر

فہرستِ مضامین

مُقدمہ

کتاب منقبت الجواہر اور اُس کے مصنف سے تعارف

از قلم محمد ابراہیم مترجم کتاب ہٰذا

کتاب "منقبت الجواہر" امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ کے دو واسطوں سے مُرید مُلّا حیدر بدخشی کی تصنیف ہے "منقبت الجواہر" کے مُطالعہ سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے روحانی مرشد کا نام سید عبد اللہ برزش آبادی تھا اور یہ کہ وہ پہلے سلسلۂ شطاریہ میں مُرید تھے، لیکن قطب الواصلین سید عبد اللہ برزش آبادی کے ایماء سے سلسلۂ کبرویہ اپنا لیا تھا، جس پر آخر دم تک قائم رہتے ہوئے اس سلسلے کی خوبی اور مطلب برآری کے سخت قائل تھے اُنہیں مُرشدِ مُرشداں جناب سیادت امیر کبیر علی ثانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز سے زبردست مُحبّت و اعتقاد تھا، اور اس کا بہترین اظہار کتاب "منقبت الجواہر" کی تصنیف و تالیف ہے برزش آباد غالباً افغانستان کے صوبہ بدخشان کا کوئی قصبہ یا شہر ہے، اور اسی سے اُن کے پیرو مرشد سید عبد اللہ کی نسبت برزش آبادی ہے۔

اگرچہ مُلّا حیدر بدخشی کی نسبت یہ تو معلوم نہیں کہ وہ کب

پیدا ہوئے اور کب وفات پائی؟ لیکن کتاب کے تاریخی جملے "گفتم بگیر این مدح گو" جس کے بحساب حروف ابجد ۹۱۱ ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نویں صدی ہجری کے نصف آخر اور دسویں صدی ہجری کے نصف اوّل کے بزرگ تھے، اور اس طرح دو واسطوں سے حضرتِ امیر تک اُن کی نسبت درست ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مولانا سید عبد اللہ رح شیخ نورالدین جعفر بدخشی رح کے اور شیخ جعفر بدخشی رح حضرتِ امیر رض کے مُرید تھے۔

مولانا حیدر بدخشی کی پیشِ نظر تالیف "منقبت الجواہر" امیرِ کبیر میر سید علی ہمدانی کی کرامات اور خوارق و عادات (عادات کے برخلاف امور کا اظہار) بیان ہے جنہیں حالات و واقعات کی روشنی میں مُفصّل بیان کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ کتاب کا مُطالعہ کرتے وقت بعض قاری حضرتِ امیر کی بعض کرامات کو مصنف کی مبالغہ آرائی یا حُسنِ عقیدت سے تعبیر کریں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ایسا ہر ایک صاحبِ کرامات کے ساتھ کرنا پڑے گا، جبکہ بزرگانِ دین نے اولیاء اللہ کے خوارق عادات اور کراماتِ کو واضح طور پر تسلیم کیا ہے۔ بوستان کے تیسرے باب میں سعدی نے فاریاب کے ایک بوڑھے کی کہانی بیان کی ہے جو دریائے مغرب (غالباً بحیرۂ قُلزم یا بحیرۂ رُوم) سے صرف جائے نماز کے ذریعے عبور کر بیا گیا تھا۔ کہانی یہ ہے

قضا را من و پیری از فاریاب — رسیدم در خاک مغرب به آب
مرا یک درم بود برداشتند — به کشتی و درویش بگذاشتند
سیاهان براندند کشتی چو دود — که آن ناخدا ناخدا ترس بود
مرا گریه آمد ز تیمار جفت — بر آن گریه قهقه بخندید و گفت
مخور غم برای من ای پرخرد — مرا آن کس آرد که کشتی برد
بگسترد سجاده بر روی آب — خیال است پنداشتم یا بخواب
ز مدهوشیم دیده آن شب نخفت — نگه بامدادان بمن کرد و گفت
عجب ماندی ای یار فرخنده رای — ترا کشتی آورد و ما را خدای
چرا اهل صورت بدین نگروند — که ابدال در آب آتش روند
نه طفلی کز آتش ندارد خبر — نگه داردش مادر مهرور
پس آنانکه در وجد مستغرقند — چنین دان که منظور عین الحق اند
نگهدارد از تاب آتش خلیل — چو تابوت موسی ز غرقاب نیل
چو کودک بدست شناور براست — نترسد وگر دجله پهناور است
تو بر روی دریا قدم چون زنی — چو مردان که بر خشک تر دامنی

اتفاق سے میں اور ترکستان کے شہر فاریاب کا ایک بوڑھا مغرب کی سرزمین (مراد مراکش اور تیونس) میں پانی (سمندر) کے ذریعہ پہنچے میرے پاس ایک درہم تھا، اس لئے ملاحوں نے کشتی میں مجھے سوار کر لیا اور غریب درویش کو چھوڑ دیا۔ ملاحوں نے کشتی تیزی سے چلا دی اس لئے کہ ملاح بے خوف خدا تھا۔ مجھے ساتھی کے بچھڑ جانے پر

شدید رونا آیا، لیکن میرے رونے پر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا تمہارے
انتہائی دانا میرا علم نہ کہا، مجھے وہ ذات لائیگی جو کشتی کو ساحل
مراد پر پہنچاتی ہے۔ یہ کہہ کر پانی کی سطح پر مصلّیٰ (نماز کا کپڑا)
بچھا دیا۔ یہ کیفیت دیکھکر میں نے سمجھا کہ یہ خیال ہے یا خواب
کہ بلا مدد کشتی پانی پر جا رہا ہے اور ڈوبتا نہیں ہے۔ میرا حیرت
اور تعجب سے مری آنکھ اُس رات نہ لگی۔ درویش نے طلوع
صبح کے وقت میری طرف دیکھکر کہا۔ اے مبارک رائے والے یار
تو حیران تھا۔ تجھے کشتی لائی ہے اور ہمیں خدا لایا ہے۔ علمائے ظاہر یعنی
یا فلسفی میری اس بات کا کہ "ابدال پانی اور آگ پر چلنے کے
باوجود نقصان نہیں اُٹھاتے" اعتقاد نہیں کرتے۔ تمہیں معلوم
نہیں کہ وہ بچّہ جو آگ کی خبر نہیں رکھتا، مہربان ماں اُسے آگ
سے محفوظ رکھتی ہے۔ پھر ان لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی جو ہر
وقت حال میں ڈوبے ہوئے ہیں اور منظور ذات حق ہیں
اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ کو آتش نمرود سے محفوظ
رکھا اور موسیٰ کے صندوق کو دریائے نیل میں غرقابی سے
بچایا۔ جب بچّہ ماہر تیراک کے ہاتھ میں ہو۔ تو دریائے دجلہ کا
پاٹ گو کتنا ہی چوڑا کیوں نہ ہو۔ ہرگز نہیں گھبرائیگا (یہی کیفیت
اولیاء اللہ کی ہے جو حفظ خدا میں ہیں) خدا کے مردوں کی طرح
تو دریا پر کس طرح چل سکتا ہے، جبکہ گناہوں کے باعث خشکی

ہی تیرا دامن تر (بھیگا) ہوا ہے۔ یعنی فسق و فجور سے بھرا ہوا انسان کے لئے خشکی پر چلنا مشکل ہے، دریا کی بات ہی نہیں ہے" اس لئے اگر حضرت امیر سے بھی کرامات سرزد ہوئیں، تو اس میں اچنبھے کی کونسی بات ہے؟

کرامات اولیاء حق ہیں

علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک کراماتِ اولیاء حق ہیں اور کتاب (قرآن) وسنت (حدیث) سے ان کا ثبوت ہے کرامات معجزات کی فرع ہیں۔ فرق یہ ہے کہ معجزے انبیاء کے لئے اور کرامات اولیاء اللہ کے لئے ہوتی ہیں۔ البتہ معتزلہ اور اہلِ بدعت ان کے اس لئے منکر ہیں کیونکہ اُن کے یہاں اُن کا وجود نہیں ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر اولیاء اللہ کے لئے کرامات نہ ہوں۔ تب عام لوگوں اور اولیاء اللہ کے مابین امتیاز مشکل ہو جائیگا۔ انبیاء کی حجت مشرکین کے خلاف معجزات اور اولیاء کی حجت کرامات ہوتی ہیں تاکہ اپنے نفوس کی اصلاح کر سکیں اولیاء اللہ کو کرامات و خرق عادات کثرتِ مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت حاصل ہوتی ہیں جو اُن کے خلوص نیت کا انعام و ثمرہ ہے۔ ابن سبکی کے نزدیک جو چیز نبی کے لئے معجزہ ہے، ولی کے لئے کرامت ہے۔ دونوں کے مابین اگر فرق ہے تو تبلیغ (عقائد کی دعوت) سے ہے۔ اس بناء پر صلحاء کے ساتھ خلوص

ہونے والا، کرامات علی الاعلان دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ سچ ہیں۔ شیخ یافعی کے نزدیک کرامت اور جادو کے مابین امتیاز یہ ہے کہ جادو فاسقوں، بے دینوں اور ایسے کفار کے ذریعہ عمل میں آتا ہے جو شریعت اسلامیہ کے پابند نہیں ہوتے، لیکن کرامت ہمیشہ متبع شرع سے سرزد ہوتی ہے۔ شیخ کے نزدیک منکر کرامات چند قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو کرامات کے قطعاً منکر ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں جو گذشتہ زمانے کے اولیاء کی کرامات کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن اپنے اہل زمانہ کا انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ہیں جو نہ دیکھنے کے باعث حضرت موسیٰؑ کی تصدیق کرتے ہیں اور دیکھنے کے باعث حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو اولیاء کے قائل ہیں، لیکن کسی خاص شخص کو نہیں مانتے، چوتھے وہ لوگ ہیں جو کسی کو ہوا میں پالتی مارے بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ولایت نہیں بلکہ جنات سے کام لیا گیا ہے۔ اس تفصیل کے بعد امام یافعی لکھتے ہیں کہ کسی کے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ کرامات کی قبولیت سے ہچکچائے اور پس و پیش برتے، کیونکہ کرامات نہ صرف عقلاً بلکہ نقلاً دونوں طرح جائز ہیں۔ علمائے اہل سنت والجماعت، مشائخ اور فقہاء اسی بناء پر اولیاء اللہ کے لئے کرامات و خوارق عادات کے قائل ہیں۔

صحابہ سے کرامات کی عدم کثرت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانے میں لوگوں کے ایمان پختہ تھے، لیکن بعد میں جب ضعف آنے لگا تو اولیاء سے کرامات بکثرت سرزد ہونے لگیں۔ اس کی بیشتر مثالیں ہمیں امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کی کرامات سے ملتی ہیں جو مخالفین اور شک کنندگان کے شکوک کا توڑ ہیں۔

کرامت معجزہ کی فرع اس لئے بھی ہے کہ یہ نبوت کی طرح اسی وقت طاری ہوتی ہے جب ولی صحیح الحال و کیفیت ہوتا ہے۔ اس لئے بجائے کسبی کے وہبی ہے۔ البتہ بقول

شیخ محی الدین ابن العربی صاحب "الفتوحات المکیہ" اولیاء پر کرامات کا چھپانا واجب ہے، جبکہ انبیاء پر یہ پابندی عائد نہیں ہے۔ شیخ کے نزدیک کرامت کا اظہار بزرگانِ کرام کے نزدیک عزورِ نفس کی علامت ہے، البتہ کسی مصلحت یا دین کی سعادت کے لئے اظہار سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ حضرت امیر کی بیشتر کرامات اسی نوعیت اور مقصد کی ہیں۔ انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ یا منکرین کے رفع شک کے لئے کرامات وخوارق عادت کا اظہار کیا ہے۔ اُن کی بیشتر کرامات علمائے ظاہر کو اس بات کا سبق دیتا ہے کہ شریعت کی طرح طریقت بھی کوئی چیز ہے۔

کرامات کی دو قسمیں ہیں حسّی اور معنوی۔ جہاں تک حسّی کرامات کا تعلق ہے مثلاً پانی پر چلنا، ہوا کو چیرنا، غیب کی باتیں بتانا، طئ مکان نظروں سے چھپنا دل میں کوئی بات ڈالنا، فی الحال دعوت قبول کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تمام کرامات عوام کے لئے ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس معنوی کرامات کا تعلق اہل اللہ اور خواص کے ساتھ ہے اس کے ذیل میں آداب شریعت کی پابندی، بیہودگیوں سے اجتناب، اعلیٰ اخلاق کی حفاظت، سنن و واجبات کی ادائیگی، نیک کاموں میں جلد بازی، کینہ حسد اور کھوٹ سے اجتناب اور ہر بُری صفت سے دل کی پاکیزگی اور صفائی آتی ہے حضرت امیر کرامات کی ان دو قسموں کے حامل تھے۔ ولی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ بندہ اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر ساری دُنیا خدا سے غافل ہو جائے، تو اس ولی کی یادِ خدا تمام عالم کی نمائندگی کر سکے۔

حضرت امیر کی بعض یکساں کرامات و واقعات

امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضؔ کی بعض کرامات دیگر اولیاء کی کرامات سے ملتی ہیں

مثلاً یہ کرامت کہ حضرت امیر کبھی غصب کا مال نہیں کھاتے تھے، بلکہ خالص حلال غذا تھی اس کی مثال اُس بڑھیا کی ہے جو حضرت امیر کے لئے بطورِ نیاز ایک بھیڑ لا رہی تھی اور جسے بادشاہ کے ایماء پر حکومت کے کارندوں نے چھین کر حضرت امیر کو کھانا کھلایا تھا اور پھر بادشاہ نے بطورِ طنز کہا تھا کہ شاید اولیاء اللہ کے لئے مالِ مغصوب کھانا جائز ہے اور جناب امیر نے اصرار سے کہا تھا نہیں یہ ہمارے لئے حلال اور تمہارے لئے حرام ہے۔ بعد میں تحقیق پر معلوم ہوا کہ یہ بھیڑ فی الواقع جناب سیادت کے لئے لائی جا رہی تھی۔ اس لئے کھانے کی صورت میں حق بحقدار رسید والا معاملہ عمل میں آیا۔ بہرکیف اسی قسم کا واقعہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے ساتھ پیش آیا ہے جو امیر تیمور گورگانی کے فرزند شاہ رُخ میرزا کے عہد میں ایک پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ قصہ کی تفصیل یوں ہے:-

"شاہ نعمت اللہ ماہانی (کرمان) باوجود تصوّف و عرفان میں اعلیٰ مراتب کے حامل ہونے کے بسا اوقات حُکام اور لوگوں کے حقوق مارنے والوں کے تحفے تحائف قبول کر کے فقراء و صغفا، کو بخشدیتے تھے۔ ایک روز امیر تیمور لنگ (متوفی ۸۰۷ھ) یا اُس کا فرزند شاہ رُخ میرزا معترض ہوا اور شُبہ کے لقمے کے صرف کرنے کی حکمت دریافت کی۔ جواب میں شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانی نے فرمایا:-

گر شود خون جملہ عالم مال، مال کی خورد مرد خدا اِلاّ حلال

(اگر عالم کا تمام مال خون بھی ہو جائے۔ یعنی حرام ہو جائے، لیکن مرد خدا صرف حلال کھائیگا) شعر مذکور اس حدیث کا مضمون ہے۔ لو کانت الدُّنیا دمًا عبیطًا، لکان قوت

المؤمنین الرّحلال (اگر تمام دُنیا نا زہ اور بہنے والا خون بھی ہو جائے لیکن مومنوں کی غذا صرف حلال ہو گی)۔

"بعد ازاں از روے امتحان ایک بُڑھیا کی بھیڑ جو راستے پر چل رہی تھی ظلم و جبر اور نا پاکوں کے زور سے چھین لی اور کھانا تیار کیا گیا۔ شاہ نعمت اللہ ولی دعوت کے لئے مدعو کئے گئے۔ احضارِ طعام کے بعد کھانے کے حلال و حرام کے متعلق پوچھا گیا۔ شاہ نے کہا ہمارے لئے حلال ہے، اور تمہارے لئے حرام۔ یہ سنکر حاضرین کا رنگ فق ہو گیا۔ معاملے کی تحقیق کے لئے بڑھیا طلب کی گئی۔ وہ بولی میرا فرزند سفر میں تھا میں اس کے متعلق بُری اور دل گداز خبریں سنتی تھی۔ نذر کی تھی کہ اگر میرا بیٹا صحیح سلامت آئیگا تو بھیڑ شاہ نعمت اللہ کے حضور میں لے جاؤں گی۔ اسی دن نذر قبول ہوئی۔ پشت پر بھیڑ اُٹھا کر جناب شاہ کی خدمت میں آرہی تھی کہ ناگاہ آپ کے کارندے آئے اور بہ جبر بھیڑ مجھ سے لے لی۔ آہ و زاری نے کوئی فائدہ نہ دیا۔" بالآخر بادشاہ اور اُس کے کارندے سمجھ گئے کہ اہل اللہ کا باطن ہمیشہ شک و شبہ سے پاک ہوتا ہے"۔

منقبت الجواہر کی دیگر خصوصیات

علاوہ مجموعہ کرامات ہونے کے منقبت الجواہر کی دیگر خصوصیات

یہ ہیں کہ اس سے امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کی زندگی کے مختلف سوانحی و تاریخی واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہ برس کی عمر ہی میں شیخ شرف الدین محمود مزدقانی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو چکے تھے، اور یہ کہ روحانیت کے سلسلے میں مجاہدات و ریاضاتِ شاقہ روبہ عمل لائی تھیں۔ آپ کے مرشدین کی فہرست میں شیخ محمد اذکانی اسفرائنی، شیخ علی دوستی، شیخ محسن ترکستانی، شیخ محمد دستانی، شیخ علی مصری، ابوسعید معمّر حبشی، شیخ برہان الدین ساغرچی، شیخ جبرئیل کردی، شیخ نظام الدین غوری خراسانی، شیخ ابوبکر طوسی، اور شیخ خالد دوستانی شامل ہیں۔

کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ از منۂ متوسّط میں کشمیر کا بدخشان اور ختلان سے خصوصی ربط تھا۔ تجارتی اور روحانی لحاظ سے ان ممالک کے رشتے باہم استوار تھے، یہی وجہ ہے کہ ان زمانوں میں کشمیر میں آباد ہونے والوں کی ایک خاص تعداد بدخشان سے متعلق تھی۔ اب بھی بعض خاندانوں کا انتساب بدخشی اس امر کی روشن اور واضح مثال ہے۔ بدخشان

کے متصل اندراب کا علاقہ ہے۔ یہ دونوں شہر اس وقت ملک افغانستان کا ایک حصّہ ہیں اور شمال مغربی افغانستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں کے متصل ختلان کا علاقہ ہے جو قدیم ترکستان سے متعلق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں تصوّف و روحانیت کے سلسلے میں اہلِ کشمیر زیادہ تر انہیں علاقوں سے متاثر تھے۔ انہیں علاقوں سے کشمیر میں نظامِ خانقاہی کے ساتھ ساتھ پیری اور فارسی انداز کے کھانوں کا طریقہ رواج پذیر ہوا۔ کشمیر میں حضرت امیر کبیر کی شہرت کا باعث یہاں کے پشمینہ کے تاجر اور غلاموں کی تجارت کرنے والے ہوئے۔ سرد مقام ہونے کے باعث کشمیری تجار اون کی درآمد کے باعث ان علاقوں کا رُخ کرتے تھے۔ اسی طرح بعض بردہ فروشی میں بھی منہمک تھے، اور چونکہ اہلِ کشمیر شکل و صورت اور ناک و نقشہ کی رُو سے حسین و جمیل لوگ تھے، اس لئے ملک کشمیر ان علاقوں میں باعثِ کشش ثابت ہوا۔ ساتھ ہی ان لوگوں نے حضرت امیر کبیر کی مقبولیت بھی بہ چشم خود ملاحظہ کی اور داعی ہوئے کہ حضرت امیر

اُن کے ملک کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرّف فرمائیں۔
نیز اس وقت خود اہلِ کشمیر بھی ایک ترقی یافتہ مذہب
کے خواہشمند تھے جو اُن کی رُوحانی و سماجی مشکلات کا
حل بن سکے۔ خوش قسمتی سے اسلام ان امور کا حامل تھا۔ اس
چیز کے پیشِ نظر اس تاریک سرزمین میں انوارِ اسلام پھیلانے
کا حضرت امیر کو بہترین موقعہ ملا، اور کشمیر میں اشاعتِ
اسلام کا باعث ہوئے۔

منقبت الجواہر کا پیشِ نظر ترجمہ کتاب کے اُس نُسخے سے
کیا گیا ہے جسے میر یوسف ولد میر محمد شاہ نوشہری نے سلخ[1]
ماہ محرم ۱۲۸۱ھ (۵، جولائی ۱۸۶۴ء) میں نقل کیا تھا۔

★

---

[1] سلخ عربی میں ہر ماہ کے آخری دن کو کہتے، اور اس لحاظ سے
سلخ ہر اسلامی ماہ انتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ تاریخ ہوتی ہے (جیسا مہینہ ہو) (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنای بیحد مر بے نیازی راکہ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ دلیل از دوستان اوست و درود بیشمار بر فرستادۂ او کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ نزول در شان اوست و سلام بے پایان بر اولاد کرام و اصحاب عظام او کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا نزول در زمان اوست اما بعد مصنف این بدائع اللطائف و مؤلف این [illegible] لطائف فقیر الحقیر مولانا حیدر بدخشی [illegible] از [illegible] شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید عبداللہ برزش آبادی طال عمرہ

اُس بے نیاز و بے پروا خدا کی بے حد حمد و ثنا ہے کہ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ (جس کی تعریف میری شمار سے باہر ہے) اس کے دوستوں کی علامت ہے اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر پر بے شمار درود ہوں جس کی شان میں وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لئے محض مہربانی و ہمدردی بنا کر بھیجا ہے) نازل ہوا ہے۔ آپ کی معزز اولاد اور عظیم دوستوں اور ساتھیوں پر بے انتہا سلام جن کے زمانے میں — سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (وہ ذات انتہائی پاک ہے جو راتوں رات سیر کے لئے اپنے بندہ کو لے گئی) نازل ہوا۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہے کہ اس عمدہ اور عجیب و غریب لطائف و ظرائف کا مصنف و مؤلف فقیر حقیر مولانا حیدر بدخشی ہے جو شیخ الاسلام والمسلمین جناب سید عبداللہ برزش آبادی (خدا آپ کی عمر دراز کرے اور

و دام ارشاده الی یوم الیقین اگرچه این کمینهٔ خاکسار و ذرهٔ بمقدار را
از خود سرمایه و بضاعتی نداشت اما کلمهٔ چند از نوادر و خوارق عادات
حضرت مخدوم الانام سیّد الامام مفخر آل طٰه و یٰسین زبدة العارفین
و مرشد السالکین و مفخر الطالبین و زبدة العابدین غیاث الاسلام
والمسلمین و سلطان العارفین، قطب الربانی، غوث الصمدانی علی الثانی
امیر کبیر میر سید علی همدانی ابن سید شهاب الدین همدانی قدسهما الله بسره السبحانی
که بعضی از اصحاب آن سیّد السادات شنیده و درین بیان جمع نموده این
رساله را منقبت الجواهر نام نهاد تا که معتقدان این طریق و مخلصان این
فریق هر روز ورد خود سازند و هر شب دیدهٔ دل ازین نور برافرازند

ہدایت طویل) کے معتقدین میں سے ہے۔ اگرچہ یہ ادنےٰ اور بے مقدار
خاکسار خود میں علمی سرمایہ اور دولت کا حامل نہ تھا تاہم چند کلمات جناب
مخدوم الانام سید الانام، فخر خاندان طٰہ و یٰسین (مراد خاندان رسالت)
رہنمائے عرفاء، مرشد سالکین، فخر طالبین، عابدین کے خلاصہ، اسلام اور
مسلمانوں کی مدد، عارفوں کے بادشاہ، قطب پروردگار، بے نیاز خدا کی امداد،
علی ثانی، امیر کبیر میر سید علی فرزند سید شہاب الدین ہمدانی قدس اللہ سرہ
کے نوادر و اخلاق میں قلمبند کئے ہیں۔ یہ وہ نوادر (عجائبات) اور
اخلاق ہیں جو راقم نے آنجناب کے بعض رفقاء سے سنے ہیں اور یہاں جمع
کرکے رسالے کا نام "منقبت الجواہر" (جواہرات کی تعریف، مراد میر سید
علی ہمدانی اور آپ کے رفقاء) رکھا ہے۔ امید ہے کہ اس طریقے کے معتقد اور
مخلص لوگ اسے ہر روز اپنا ورد بنالیں گے اور دل کی آنکھ ہر رات اس سے روشن کرینگے

ہر کسکہ بود معتقد سلسلہ ہمدانی ساز دہمہ شب حرز دل و ورد زبانی
نامش چو بلند است ازاں گفت نبی ہم تعریف ہمیں بس کہ علیؑ ثانی
بر درت چوں بے بضاعت آمدم وز امید یک شفاعت آمدم
زانکہ ہستم عاجز و شرمندہ تر می ندانستم چہ باشد خیر و شر

ہر کسکہ بود معتقد سلسلہ ہمدان ساز دہمہ شب حرز دل و ورد زبانی

(جو شخص سلسلۂ ہمدان کا معتقد ہوا وہ ہر رات اسے دل کا تعویذ اور زبان کا ورد (ذکر) بناتا ہے۔)

نامش چو بلند است ازاں گفت نبی ہم تعریف ہمیں بسکہ علی ثانی

(چونکہ آپ کا نام بلند ہے اسلئے پیغمبر نے بھی کہا ہے کہ ان کی اتنی تعریف کافی ہے کہ وہ علی ثانی ہے)

بر درت چوں بے بضاعت آمدم وز امید یک شفاعت آمدم

(آپکے دروازہ پر بے پونجی (سرمایہ) آیا ہوں۔ لیکن سفارش کی ایک امید لایا ہوں)

زانکہ ہستم عاجز و شرمندہ تر می ندانستم چہ باشد خیر و شر

اس لئے کہ عاجز و شرمندہ ہوں، خیر و شر کو نہیں جانتا ہوں۔

چونکہ باشم خاکسارِ خادمان — وز ہمہ بہتر شوم اندر زمان

من کہ باشم تا کنم وصفت تمام — بہترین و مہتر نبی از انام

اسم تو آمد علی و وصف تو آمد ولی — ہم نبیؐ گفتہ علی و ہم علیؑ گفتہ ولی

شرف دودمان آلِ نبیؐ — منبع سرّ مہر شاہ علی

یادایں سلسلت نیام قیام — بر نبی و چہار یار سلام

چونکہ باشم خاکسارِ خادمان — وز ہمہ بہتر شوم اندر زمان

(چونکہ خادموں کا خاکسار (ادنیٰ) ہوں۔ اس لئے زمانے میں سب سے بہتر ہو جاؤں گا)

من کہ باشم تا کنم وصفت تمام — بہترین و مہتر نبی از انام

(میری کیا حقیقت ہے کہ آپ کی تعریف کروں۔ آپ تو مخلوق کے بہتر اور سردار ہیں)

اسم تو آمد علی و وصف تو آمد ولی — ہم نبیؐ گفتہ علی و ہم علی گفتہ ولی

(آپ کا نام علی اور ولی (دوست) وصف آیا ہے۔ نبی نے آپ کو علی کہا اور حضرتِ علیؑ نے ولی کہا ہے۔)

شرفِ دودمان آلِ نبیؐ — منبع سرّ مہر شاہ علی

(آلِ نبیؐ کے خاندان کی عزت اور شاہ علی کا سرِّ مہر منبع)

یادایں سلسلت نیام قیام — بر نبیؐ و چہار یار سلام

(خدا کرے یہ سلسلہ قائم ہی قائم رہے۔ اور نبی اور چاریاروں پر سلام ہو)

ذکر نسب ولایت پناہ روایت دستگاہ خلوت نشین زاویۂ لی مع اللہ معتکف صومعۂ فنا فی اللہ شاہ سریر بقا باللہ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی وہو ابن سید شہاب الدین ہمدانی بن سید محمد بن سید علی بن سید یوسف بن سید اشرف بن سید محب اللہ بن سید محمد بن سید جعفر بن سید عبد اللہ بن سید محمد بن سید علی بن سید حسن بن سید حسین بن سید جعفر الحجہ بن سید عبد اللہ زاہد بن سید حسین الاصغر بن حضرت امام زین العابدین وہو ابن حضرت امام حسین شہید کربلا وہو ابن فاطمۃ الزہرا وہی بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔ واز جانب والدہ نیز بآں سرور کائنات می رسد نظم

من معتقد و بندۂ شاہ ہمدانم زانست کہ ایں سلسلہ شد ورد زبانم

ذکر نسب ولایت پناہ، روایت دستگاہ، لی مع اللہ (میرا خدا کے ساتھ واسطہ ہے) کے زاویہ کے گوشہ نشین، فنا فی اللہ کے عبادت خانے کے معتکف، بقا باللہ کے تخت کے شہنشاہ جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کا نسب نامہ یوں ہے۔

امیر کبیر میر سید علی ہمدانی ولد سید شہاب الدین ہمدانی ولد سید محمد ولد سید علی ولد سید یوسف ولد سید محمد اشرف ولد سید محب اللہ ولد سید محمد ولد سید جعفر ولد سید عبد اللہ ولد سید محمد ولد سید علی ولد سید حسن ولد سید حسین ولد سید جعفر الحجہ ولد سید عبد اللہ زاہد ولد سید حسین اصغر ولد حضرت امام زین العابدین ولد حضرت امام حسین شہید کربلا ولد فاطمۃ الزہرا دختر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ والدہ کی جانب سے بھی آپ کا سلسلۂ نسب سرور کائنات تک پہنچتا ہے نظم

من معتقد و بندہ شاہ ہمدانم زانست کہ ایں سلسلہ شد ورد زبانم

ترجمہ: میں شاہ ہمدان کا معتقد و غلام ہوں۔ اسی لئے یہ سلسلہ میرا وظیفہ ہے

تا ابد نیست غمی بر دلِ این بندۂ او شکر حق است کہ شد مہر طریقش دل و جانم

سبب تالیفِ این سطورات آں بود کہ کلماتِ خوارق بر زبانِ عوام النّاس نہ افتند کہ تا تغیر نخواہند پذیرفت۔ بنا بر آں مُفصّلاً نوشتہ شد تا ناقل در غلط نیفتند و ہر روز این فقیر پیش مرشدِ خود نشستہ می بود و در خاطرم گذشت کہ البتہ جمع باید نمود ای رفیقِ طریق بدانکہ سبب دریافت ابوالمعالی حضرت شرف الدین محمود مزدقانی قدس سرہٗ از انجناب سیادت مآب پرسیدند کہ چہ بود زبانِ حال چناں تقریر کردند کہ در سنِ دوازدہ بودم کہ شبی در خواب دیدم کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بر سرِ کوشکی بمع اصحاب عظام نشستہ اند خواستم کہ پیش جدّ بزرگوار بر آیم۔ نردبانے نبود۔ ہر چہار طرف تگ و دو کردم

(تا ابد نیست غمی بر دلِ این بندۂ او شکر حق است کہ شد مہر طریقش دل و جان

قیامت تک اس بندہ کے دل کو غم نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس طریقہ کی محبت میرا دل اور جان بن گئی ہے)

ان سطور کا سببِ تالیف یہ تھا کہ عوام الناس کی زبان پر آپ کی جو کرامات کی باتیں تھیں ایسا نہ ہو کہ ان میں تغیر و تبدّل رونما ہو جائے۔ اسلئے بالتفصیل لکھی گئیں تاکہ ناقل غلطی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ علاوہ ازیں یہ فقیر ہر روز مرشد کے روبرو بیٹھا تھا کہ مجھ کو دل میں خیال آیا کہ انہیں اب جمع کیا جائے۔

شیخ شرف الدین محمود مزدقانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچنے کا بیان

سیادت مآب جناب امیر کبیرؒ سے ابوالمعالی حضرت شرف الدین محمود مزدقانی قدس اللہ سرہٗ کی دریافت (رہا لینے) کا سبب پوچھا گیا۔ زبانِ حال سے فرمایا کہ بارہ برس کی عمر میں تھا کہ ایک رات حضرت رسالتمآب کو صحابۂ کرام کی ایک جماعت کیساتھ بالاخانہ پر تشریف فرما دیکھا۔ چاہا کہ جدّ بزرگوار کے روبرو آؤں۔ سیڑھی نہ تھی۔ چاروں طرف دوڑ دھوپ کی۔ کوئی صورت اوپر جانے کی نظر نہ آئی۔ دل تنگی سے فریاد کی کہ ملے جدّ بزرگوار ہمیں اپنے پاس پہنچا لیجے۔ سرورِ کائنات نے زبانِ مبارک سے بیان کیا

راہی از جہت بالا رفتن ندیدم۔ دل تنگ شدہ فریاد کردم کہ یا جدِّ
بزرگوار ما را پیش خود برسان۔ آنسرور کائنات بزبانِ مبارک چنین
تقریر نمودند کہ یا ولدی لا تصلُ الی مقامی حتی لا ترجع الی مقدم
ابو المعالی شرف الدّین محمود المزدقانی" چوں بیدار شدم در فکر
بودم کہ ایں حال از خالِ خود پرسم کہ شرف الدین محمود مزدقانی کیست
از روی حجاب از وی نتوانستم۔ پرسید چوں بمکتب رسیدم در حالِ
اُستادِ شفیق خود را نظر کردم۔ دیدم کہ در خلوت رفتہ سر بسوی پستانِ
راست می جنبانند۔ ناگاہ ما را غیرتے بحصول آمد باز آں جدِّ بزرگوار ما
دیدم کہ با جمیع انبیاء مرسل و با ملائکہ مقرّب حاضر شدند در حال رفتم

یا ولدی لا تصلُ الی مقامی حتی لا ترجع الی مقدم ابو المعالی شرف
الدّین محمود المزدقانی (اے فرزند مجھ تک اُس وقت تک نہیں پہنچ سکتا
جب تک ابو المعالی شرف الدین محمود مزدقانی کی خدمت میں نہیں جاتا)
بیداری پر سوچا کہ کیفیتِ حال ماموں سے دریافت کروں کہ شرف الدین
محمود مزدقانی کون بزرگ ہیں۔ تاہم شرم مانع ہوئی۔ مکتب میں پہنچا
یہاں بزرگ استاد کو دیکھا کہ خلوت میں جاکر دائیں پستان کی
جانب سر ہلا رہے ہے۔ اچانک مجھے غیرت آئی۔ دوبارہ جدِّ بزرگوار
(پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ
مقربین کے ساتھ حاضر ہیں۔ وجد میں آکر پائے مبارک چومے
اور کہا "اے گمراہوں کے ہادی، نبوت کے سرچشمہ، اے قریشی لقب

وپای مبارکِ او بوسیدم وگفتم یا ہادی الضلالہ ویا سرچشمۂ نبوت یا قریشی لقب ویا ہاشمی مطلب مارا پیش خود برسان۔ در جواب فرمودند کہ از استاد پرس چوں بہوش آمدم نزد استاد رفتم وگفتم یا معلم وقتیکہ از شاگردان در خلوت می شوی در انجا رفتہ چہ کار می کنی۔ استاد گفت کہ ہنوز تو خورد سالی و در صغر سن این مطلب ہیچ کس نمی فہمد۔ دل تنگ شدہ گفتم کہ مرا در ہمین وقت جدّ مبارکِ خود فرمود کہ از استاد پرس در حال استاد را غیبتی بظہور پیوست وصحبتی کہ فقیر دیدہ بود او نیز مشاہدہ کرد چوں بحالِ خود باز آمد گفت کہ یا سید ذکر می کردم گفتم کہ ذکر را بسر جنبانیدن چہ احتیاج است۔ گفت کہ مرا شیخ چنین تعلیم کردہ است۔ گفتم کدام شیخ فرمود

ہاشمی مطلب، ہمیں اپنے پاس پہنچا"۔ جواب میں فرمایا "استاد سے پوچھ" ہوش میں آتے ہی استاد کے پاس گیا اور کہا "اے استاد جب تجھے شاگردوں سے فارغ ہو کر خلوت میں جاتا ہے تب وہاں کیا کام کرتا ہے؟" استاد نے کہا تو ابھی خورد سال ہے۔ یہ مطلب ہر آدمی نہیں سمجھتا" دل تنگ ہو کر کہا کہ مجھ سے اسی وقت اپنے جدّ بزرگوار نے فرمایا ہے کہ استاد سے پوچھ۔ فی الفور استاد کو غیبت (بے خودی) نمودار ہوئی اور جو ملاقات اس فقیر نے دیکھی تھی اس نے بھی دیکھ لی۔ تھوڑی دیر بعد جب معلّم ہوش میں آیا تو کہنے لگا "اے سید ذکر میں مشغول تھا"۔ میں نے کہا" ذکر کو سر ہلانے سے کیا تعلق"۔ کہا "شیخ نے ایسی ہی ہدایت کی ہے"۔ میں نے کہا "کون شیخ؟" فرمایا" واصلوں کے قطب، عابدوں کی راہ چلنے والے، زمین و زمان کے پیشوا، طالبانِ دین کے رہنما، وادیٔ حق کے رہبر، عرفاء کے فخر، ملنگیوں کے والد شیخ

کہ حضرتِ قطب الواصلین، سالک مسالک عابدین، مقتدای زمان و زمین پیشوای طالبانِ دین، دلیلِ وادیٔ حق گزین، مفخر العارفین ابو المعالی شرف الدین محمود مزدقانی قدس سرہٗ گفتم کہ اگر مہربانی باشد مارا نیز در خدمتِ شریف ایشان برسان استاد مراہمراہ گرفت و پیش حضرت شیخ برد حضرت شیخ چون مرا دید تعظیم کرد و فرمود کہ سیّد کجا تشریف آوردند گفتم کہ بخدمت آمدم لاجرم حضرت شیخ فرمودند چنانچہ من در مشاہدہ دیدم اگر بطلب ہمان آمدہ بہتر والّا فلا گفتم کہ کیفیت مشاہدہ چہ باشد گفتند کہ امشب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم را دیدم کہ فرمودند یا محمود فی ہذا الیوم ولدی مشافہک یا سیّد اگر برای طلبِ دین آمدہ آنچہ میفرمایم بکن و اگر بصحبت مخدومی

شرف الدین محمود مزدقانی قدس اللہ سرہٗ "میں نے کہا از راہِ کرم و مہربانی مجھے بھی ان کی خدمت شریف میں پہنچائیے" استاد نے ہاتھ پکڑا اور جناب شیخ کے روبرو لائے۔ حضرت شیخ نے دیکھتے ہی تعظیم کی۔ فرمایا "سید کہاں تشریف لائے ہیں" میں نے کہا "جناب ہی کی خدمت میں آیا ہوں" ناچار شیخ نے کہا "جس چیز کا میں نے مشاہدہ کیا ہے اگر اُسی کی طلب میں آیا ہے تو بہتر ورنہ نہیں" میں نے مشاہدہ کی کیفیت پوچھی کہا آج رات جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ فرمارہے ہیں یا محمود فی ھذا الیوم ولدی یشافہک (اے محمود آج کے روز میرا بیٹا تجھ سے ملیگا) اے سیّد اگر طلبِ دین کے لئے آیا ہے جو کچھ فرماؤں وہ کر۔ اور اگر ہماری خانقاہ میں مخدومی (مزدقانی) کے لئے آیا ہے۔ تو میں خدمت کروں گا۔ فی الحال رقت طاری

در خانقاہ ما آمدہ من خدمتِ شما میکنم در حال مرا ذوقی پیدا شد گفتم که یا حضرتِ شیخ برای خادمی خانقاہِ شریف آمدم زبان مبارک بیان کردند که اگر برای خادمی خانقاہ آمدہ کفش این غلام سیاہ که کناس خانقاہ است پیش باید گذاشت بجان تسلیم کردم و گفتم که در حقِ این فقیر فاتحہ خوانند فاتحہ خواندند۔ مدتی خدمت صوفیاں کردم روزے پیشِ شیخ رفتم و گفتم یا مولیٰ مارا حکم شود که مبرزِ خانقاہ پاک کردہ باشم تا شکستِ نفس بہم برسد۔ فرمودند که ہنوز تو نفسِ خود را پاک نتوانی کرد تا مبرز خانقاہ چہ رسد غمگین شدہ بدر رفتم۔ چند گاہ بذکر مشغول شدم اندک اندک حضوری پیدا شدن آغاز نمود۔ روزی حضرت شیخ زبان مبارک فرمودند که یا سید اگر حالا میتوانی مبرزِ خانقاہ پاک کن۔ چوں

ہوئی۔ بولا "اے شیخ خانقاہ شریف کی خادمی کے لئے آیا ہوں"۔ زبان مبارک سے کہا "اگر خانقاہ کی خدمت کے لئے آیا ہے تو اس حبشی غلام کی جوتی جو خانقاہ کا بھنگی ہے سامنے رکھو"۔ جان سے تسلیم کرتے ہوئے کہا "اس فقیر کے حق میں فاتحہ پڑھیں"۔ سب نے فاتحہ (دعا) پڑھی۔ مدتوں تک صوفیہ کی خدمت کی۔ ایک روز شیخ کے روبرو جا کر کہا "اے آقا حکم ہو کہ خانقاہ کا بیت الخلاء صاف کروں تاکہ شکست نفس حاصل ہو۔ فرمایا "ابھی اپنے نفس کو پاک نہیں کر سکا ہے تو پاخانہ کس طرح صاف کریگا"۔ غمگین ہو کر باہر چلا گیا۔

کچھ عرصہ ذکر میں مشغول رہا۔ تھوڑی تھوڑی حضوری پیدا ہونا شروع ہوئی ایک روز حضرت شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا اے سید اگر چاہو تو اب خانقاہ کا

شنیدم شاد شدم کہ باری خدمتی فرمودند ازاں باز بہر خانقاہ پاک کردن گرفتم۔ وچند کلوخی کہ برای بیت الخلاء حضرت شیخ می گذاشتم از جبین خود صاف وپاک می کردم۔ رفتہ رفتہ پوست وگوشت از جبیں دور شدہ استخوان در نظر آمد اما در زیر کلاہ می گذاشتم۔ روزی حضرت شیخ از بصارت خود دانست۔ گفت کہ یا سیّد اینقدر رنج بر جان خود نباید کرد وگفتند حالا اگر می توانی آب طہارت درویشاں آوردہ باش۔ لاجرم

پاخانہ صاف کر سکتے ہو[1]۔ سن کر خوش ہوا کہ بالآخر کوئی کام عطا کیا گیا اس کے بعد سے خانقاہ کا بیت الخلاء صاف کرنا شروع کر دیا۔ چند ڈھیلے جو شیخ کے بیت الخلا کے لئے چھوڑتا تھا انہیں پیشانی سے صاف کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ پیشانی سے کھال اُتر گئی، ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ انہیں ٹوپی سے چھپاتا تھا۔ ایک روز شیخ نے بصیرت سے جان لیا اور فرمایا کہ اے سیّد جان پر اتنی تکلیف نہیں ڈالنا چاہئے۔ ساتھ ہی کہا اگر ہو سکے تو درویشوں کے لئے طہارت کا پانی لایا کرو۔ ناچار ایک مدّت تک اس خدمت میں رہا۔

[1]۔ اس قسم کا واقعہ شیخ مجد الدین ابوسعید بغدادی کے ساتھ بھی پیش آ چکا ہے جو ابو الجناب شیخ نجم الدین کبریٰ (شہید ۶۱۸ھ = ۱۲۲۱ء) کے مرید بلا واسطہ تھے۔ بروایت غیاث الدین بن ہمام الدین الحسینی المدعو بہ خواندامیر شیخ نجم الدین نے ابتداء میں شیخ مجد الدین بغدادی کو مستراح (جائے راحت، مُراد بیت الخلاء) کی خدمت پر متعین کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو حبیب السیر، ذکر سلطنت سلطان محمد خوارزم شاہ، جزو چہارم از جلد دوم ص ۱۷۹)

رقی در خدمت بودم۔ روزی حضرت شیخ در سفر بودند۔ بعضے خواستند کہ نماز مغرب باید کہ بہ تیمّم بگذاریم۔ چوں این ندا بسمع فقیر رسید مشکی کہ بر اسپ می بود آنرا بدوش خود کردہ بعد از نماز عصر بہ بست و چہار فرسنگ راہ برفتم بر سر چاہے رسیدم کہ نہ ریسمان داشت و نہ دلو لاجرم حیران شدہ ماندم و گفتم کہ بار خدایا از میان یاران اینقدر راہ آمدم کہ آب طہارت برای برادران دینی خود برم الحال وقت نماز نزدیکست اینقدر مسافت راہ آمدم بچہ روز روم چوں درین تضرع بودم کہ ناگاہ حضرت خضر پیدا شد و گفت کہ یا سیّد بگیر این دلو و ریسمان چوں گرفتم غائب شد پس آب گرفتہ پیش از مغرب رسیدم آنقدر آب گرفتم کہ دو روز

ایک روز جناب شیخ سفر میں تھے بعض نے نماز مغرب تیمم سے ادا کرنا چاہی جونہی یہ آواز فقیر کے کان میں پہنچی گھوڑے پر رکھی ہوئی مشک کندھے پر ڈالی نماز عصر کے بعد چوبیس کوس کی راہ چلا۔ ایک ایسے کنویں پر پہنچا جس پر نہ رسی تھی نہ ڈول۔ناچار ہو کر کہا اے خدا یاروں کے درمیان سے اتنی راہ چل کر آیا ہوں کہ آب طہارت برادران دینی کے لئے لاؤں۔اب جبکہ نماز کا وقت قریب ہے کس طرح اتنی مسافت طے کر سکوں گا۔" اسی عاجزی وانکساری میں تھا کہ اچانک حضرت خضر نمودار ہوئے۔بولے "اے سیّد یہ ڈول اور رسّی پکڑ" اتنا کہکر غائب ہوگئے۔پانی لیکر مغرب سے پہلے پہنچ گیا۔اتنا پانی تھا کہ دو دن کے قیام کے باوجود رفقاء کے کھانے پینے اور طہارت کے لئے

دران مقام قرار گرفتند۔ کفایت خوردن و طہارت تمام پایان کردہ
چون چند گاہ گذشت بذکر دیگر علی اجازت شیخ مشغول شدم سماع در
من پدید آمد ہر ہفتہ دو بار سماع در صحن خانقاہ می کردم آن قدر غالب
شد کہ مارا زنجیر کردند شش ماہ طعام بازار دادند اندک اندک بہوش
آمدم شیخ بارہا باہلِ خانقاہ تکراری کرد کہ پیش سید ذکر بلند نگوئید
کہ خوفِ از ہاق روحست چنان در خدمت شریف حضرت شیخ مشغول
بودم کہ حدّ بشر نیست ۔

کار آسان نیست در درگاہِ او | خاک می باید شدن در راہِ او
سالہا بردند مرداں انتظار | تا یکے شاں بار یافت از صد ہزار

کافی ہوا۔ کچھ مدت بعد شیخ کی اجازت سے دوسرے ذکر میں مشغول ہوا۔
سماع دگانا سننا کا شوق پیدا ہوگیا۔ چنانچہ ہر ہفتے دو بار خانقاہ کے صحن میں
گانا سنتا تھا۔ اتنی عادت پڑگئی کہ زنجیر پہنا دیا گیا۔ چھ ماہ تک بازار کا کھانا دیتے
رہے۔ بالآخر آہستہ آہستہ ہوش میں آیا۔ شیخ اہل خانقاہ سے بارہا کہتے کہ سید
کے روبرو اونچی آواز میں ذکر نہ کیا کرو۔ جان نکل جانے کا خوف ہے۔ خلاصہ
کلام شیخ کی خدمتِ اقدس میں اتنی تکالیف اٹھائیں کہ طاقت انسانی سے باہر ہیں

کار آسان نیست در درگاہ او | خاک می باید شدن در راہ او
(اس کی درگاہ میں کام آسان نہیں ہے - اس کی راہ میں خاک ہو جانا چاہیئے)
سالہا بردند مرداں انتظار | تا یکے شاں بار یافت از صد ہزار
(مردوں نے برسوں انتظار کیا ہے۔ تب کہیں لاکھ میں ایک کو باریابی ملی ہے)

ونیز کلام آنجناب سیادت مآب بدین منوال است۔ شعر

تا بادیۂ درد بیابان نبری ۔۔۔ از ہیچ طرف راہ بدرمان نبری

تا بر سر نام و کام گامی نزنی ۔۔۔ بوئی زنسیم وصل جانان نبری

از جناب سیادت مآب پرسیدند کہ سبب اجازت حضرت قطب الاقطاب غوث الحق والدین سلطان العارفین شیخ محمد از کانی الاسفرانی قدس سرہٗ چہ بود فرمودند کہ روزی در اسفراین رفتیم چوں درمیان بازار رسیدیم صاحب جمالی دیدیم درحال او نظر کردم بے ہوش شدم تمام مردم بہ نظارۂ من آمدند یک درویشی کہ دراں مجلس از مریداں

نیز جناب سیادت مآب کا کلام ہے:۔

تا بادیۂ درد بیاباں نبری ۔۔۔ از ہیچ طرف راہ بدرماں نبری

(جب تک درد کا بیاباں طے نہیں کرے گا تب تک کسی طرف سے علاج نہ پائے گا)

تا بر سر نام و کام گامی نزنی ۔۔۔ بوی زنسیم وصل جانان نبری

(جب تک نام اور مقصد کو ٹھکرائیگا نہیں تب تک وصل جانان کے جھونکے کی خوشبو نہیں پائیگا)

شیخ محمد از کانی اسفرائینی کی اجازت کا بیان

جناب سیادت مآب یعنی میر سید علی ہمدانی رضؓ سے پوچھا گیا کہ حضرت قطب الاقطاب غوث الحق والدین سلطان العارفین شیخ محمد از کانی قدس اللہ سرہ کی اجازت کا سبب کیا تھا۔ فرمایا ایک روز اسفراین میں ہم گئے جب بازار کے بیچ پہنچے تھے کہ ایک حسین شخص نظر پڑا۔ دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا۔ تمام لوگ میرے نظارے کے لئے آئے۔ ایک درویش اس مجلس میں حضرت شیخ

حضرت شیخ حاضر بود در خدمت شیخ رفته تقریر کرد که قلندری را
دیدم که در حسن پسری نظر کرده افتاد ناگاه در خاطر مبارک شیخ گذشت
که آن فقیر را بیارید چون بہوش آمدم بگوش من آمده گفتند که شیخ
محمد از کاتی ترا طلب می کند دل شاد شده در خدمت شریف رفتم وچون
بخدمت مشرف شدم شب در واقعه دیدم که حضرت رسالت پناه صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر آمدند وفرمودند که یا ولدی خدمت شیخ محمد
از کاتی را غنیمت شمر چوں بیدار شدم بعد از نماز بامداد شیخ ما را طلب
کرده در خلوت بردو گفت که امشب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
از برای شما ارشاد فرمودہ باید که بیعت ما را قبول کنی۔ بعدہٗ از ایشان
بیعت کردم۔ چندگاه در خدمت شریف ایشان بودم و خرقۂ مبارک

کے مریدوں سے حاضر تھا۔ خدمت میں جا کر ماجرا بیان کیا کہ ایک قلندر (آزاد
منش) کو دیکھا ہے جو ایک لڑکے کا حسن دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑا۔ خاطر
مبارک میں شیخ کے گذرا کہ فقیر کو یہاں لاؤ۔ جب ہوش میں آیا تو دیکھا کہ
لوگ کہہ رہے ہیں کہ شیخ محمد از کاتی تجھے بلاتے ہیں۔ دلشاد ہو کر خدمت
اقدس میں گیا اسی رات خواب میں دیکھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرما رہے ہیں "اے میرے بیٹے شیخ محمد از کاتی کی خدمت کو غنیمت
جان"۔ بیدار ہونے پر شیخ نے فجر کی نماز کے بعد خدمت میں طلب کر کے
خلوت کی۔ بولے "آج رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
ہے کہ ہماری بیعت قبول کرو"۔ بیعت کے بعد کچھ عرصہ خدمت شریف میں رہا

از ایشاں گرفتم وچیاں عنان خدمت بدست گرفتم کہ ملائک ما را افتخر
آمد ای رفیق بدانکہ از جناب سیادت مآب پرسیدند کہ سبب اجازت
شیخ اخی علی دوستی و شیخ محسن ترکستانی وحضرت شیخ محمدؒ دہستانی
و شیخ علی مصری چہ بود- فرمودند کہ وقتیکہ بقدوم شریف حضرت شیخ
اخی علی دوستی مشرف شدم- پرسیدم کہ یا شیخ سبب مہربانی این فقیر
چہ بود فرمود کہ یا سید تمام یاران در خدمت سلطان الوقت حضرت
مرشدی شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ حاضر بودیم فرمودند کہ یا اخی

اور خرقہ مبارک لیا- انہی خدمت کی کہ فرشتے بھی فخر کرنے لگے۔

شیخ علی دوستی، شیخ محسن ترکستانی، شیخ محمد دہستانیؒ اور شیخ علی مصری کی اجازت کا سبب

اے رفیق جناب سیادت مآب سے شیخ علی اخی دوستی، شیخ محسن ترکستانی حضرت شیخ محمدؒ دہستانی اور شیخ علی مصری کی اجازت کا سبب پوچھا گیا- فرمایا "جب میں حضرت شیخ اخی علی دوستی کی تشریف آوری سے مشرف ہوا، پوچھا اے شیخ اس فقیر پر آپ کی مہربانی کی کیا وجہ ہے"؟- فرمایا اے سیدؒ ہم سب یار سلطان الوقت حضرت مرشدی شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ فرمایا "اے اخی علی دوستی تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جونہی سید علی ہمدانی کو دیکھو اسے میری زبان سے ذکرِ چار ضربؔ وغیرہ کی تعلیم کرنا

لہ فقراء اور درویشوں کے تمام سلسلوں میں ذکر کا بکثرت رواج ہے- یہ دو قسم کا ہے ذکر جلی (بلند آواز سے ذکر) اور ذکر خفی (پست آواز سے) ماسوائے سلسلہ نقشبندیہ

علی دوستی شما را وصیتی می کنم که سید علی ہمدانی را می بینید او را از من نیابت من بذکر چہار ضرب وغیرہ تعلیم خواہید کرد۔ گفتم یا شیخ سید علی ہمدانی کیست و کے خواہد بود فرمودند کہ من ظاہراً او را نمی بینم و شما او را خواہید دید چرا کہ من امروز پیغمبر صلوات اللہ وسلام علیہ را حاضر دیدم گفتند کہ برای اولاد من چیزی خواہید گذاشت۔ گفتم کہ یا رسول اللہ اولاد

ہم نے کہا "اے شیخ! سید علی ہمدانی کون ہے؟ اور کب ہوگا؟" فرمایا میں بظاہر اسے نہیں دیکھ پاؤں گا۔ البتہ تم دیکھ سکو گے۔ اس لئے کہ میں نے آج پیغمبر صلوات اللہ وسلام علیہ (اس پر اللہ کے درود و سلام نازل ہوں) کو حاضر دیکھا ہے۔ فرما رہے تھے کہ میری اولاد کے لئے کچھ چھوڑنا چاہیئے۔" میں نے کہا "یا رسول اللہؐ آپ کی اولاد کون ہے اور اس کے لئے کیا چھوڑوں؟"

کے فقراء کے تمام سلسلے ذکر جلی کے قائل ہیں۔ قول الجمیل میں مولینا شاہ ولی اللہ دہلوی کے نزدیک ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ عابد نماز کی حالت کے طریقہ پر بیٹھکر لفظ "اللہ" زور سے بولتا ہے۔ یہ آواز بائیں طرف اور پھر گلے کی جانب سے نکلتی ہے۔ اس حالت میں بیٹھے ہوئے یہ آواز تدریج بلند ہوتی جاتی ہے۔ گھٹنوں کی طرف سے اور پھر بائیں جانب سے۔ ٹانگیں جوڑ کر لفظ "اللہ" پہلے دائیں گھٹنے سے پھر بائیں گھٹنے سے اور آخر میں سامنے سے نکالتا ہے۔ یہ آواز لمحہ بہ لمحہ بلند ہوتی جاتی ہے۔ قبلہ کی طرف آنکھیں بند کرکے پہلے "لا" کہتا ہے گویا کہ آواز ناف سے ہوکر کندھوں کی جانب جارہی ہے۔ پھر "الہ" کہتا ہے۔ اس وقت آواز دماغ سے ہوتی ہے اور آخر میں پوری طاقت کے ساتھ "الا اللہ" کہتا ہے۔ ذکر کے اس طریقہ کو صوفیہ کی اصطلاح میں

تو کیست و چه خواہیم یادگذاشت۔ فرمودند کہ اولادِ من سید علی ہمدانی ست

بعد از تو بعرصہ خواہد آمد اما بدرویشانِ خود بگو کہ وقتی کہ او را بینند خرقۂ تو

باو رسانند۔ شیخ فرمودند کہ بنا براں بشما می گویم وقتی کہ او را ببینی این

خرقۂ من باو رسانی و او را تلقینِ ذکر کنی و آنجناب سیادت نیز در استخارہ

شد۔ آنحضرت قریشی لقب را دید کہ می گفت یا ولدی خذ بیعۃ

فرمایا ہماری اولاد علی ہمدانی ہے جو تمہارے بعد دُنیا میں آئیگا۔ تاہم اپنے

درویشوں سے کہو کہ جوں ہی اسے دیکھیں تیرا خرقہ اسے پہنچادیں۔" شیخ نے

کہا اِس بنا پر تم سے کہتا ہوں کہ جوں ہی علی ہمدانی کو دیکھو یہ میرا خرقہ بھی

اسے پہنچا دو اور تلقینِ ذکر کرو۔ بعد ازاں حضرت امیر بھی استخارہ میں چلے

گئے۔ حضرت قریشی لقب (مراد پیغمبرؐ) کو دیکھا۔ فرمارہے تھے یا ولدی

ضرب کہتے ہیں۔ یہ ضرب سینکڑوں مرتبہ دہرائی جاتی ہے اور مذکورہ طریقہ سے آواز

بدلتی رہتی ہے۔

ذکر خفی (پوشیدہ ذکر) میں آنکھیں اور ہونٹ بند کرکے دل میں یہ الفاظ کہتا ہے

"اللہ سمیعٌ" (اللہ بہت سُننے والا ہے) اللہ بصیرٌ (اللہ بہت دیکھنے والا ہے) اللہ

علیمٌ (اللہ بہت جاننے والا ہے) پہلا ذکر ناف سے سینہ تک، دوسرا سینہ سے دماغ تک

اور تیسرا دماغ سے آسمان کی طرف منہ کرکے کیا جاتا ہے۔ پھر بار بار آگے پیچھے کی طرف کیا جاتا ہے

تیسری ضرب میں دائیں گھٹنے کے پاس سے اور پھر بائیں کے پاس سے اللہ و پست آواز میں کہتا

ہے۔ ہر سانس کے اختتام پر 'لا اِلٰہ' کہتا ہے اور ہر سانس کے لیتے وقت 'الا اللہ' کہتا ہے

ضرب کی یہ تیسری قسم نہایت ہی تھکا دینے والی ہے اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بار

دہرائی جاتی ہے۔ چوتھی ضرب پہلی ضرب کی طرح پڑھے (مترجم محمد ابراہیم)

اخی علی الدوستی بعد از آن از ایشان بیعت گرفتم و خدمت ایشان را غنیمت شمردم و بجان و دل در خدمت ایشان کوشیدم والسلام نقلست از جناب سیادت پرسیدند که سبب اجازت حضرت ابوسعید معمرؒ حبشی چه بود۔ بزبان حال تقریر کردند که چوں بخدمت شریف ایشان مشرف شدم در سن بیست و دو بودم از ایشان پرسیدم که یا مرشد و یا مولیٰ ترا معمرؒ از چه و چرا می گویند۔ فرمود که من از صحابۂ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام بودم و مدتی یاور خدمت بودم چوں ایشان بفرمان قہار ذوالجلال واہب العطیات غافر جمیع الکبائر والخطیات بسماوات عروج کردند از ایشان درخواستم که در

خذ بیعۃ اخی علی الدوستی (میرے بیٹے میرے بھائی علی دوستی کی بیعت کر) یہ ہدایت سن کر بیعت کر لی۔ خدمت کو غنیمت جانا پھر جان و دل سے خدمت کرنے لگا۔ والسلام۔

حضرت ابوسعید معمرؒ حبشیؒ کی اجازت کا سبب

بعد ازاں جناب سیادت مآب سے پوچھا کہ حضرت ابوسعید معمرؒ حبشیؒ کی اجازت کا سبب کیا تھا؟۔ زبان حال سے فرمایا کہ جب خدمت شریف سے مشرف ہوا بائیس ۲۲ سالہ تھا۔ دریافت کیا کہ اے مولیٰ (آقا) و مرشد آپ کو معمرؒ (عمر رسیدہ) یا طویل عمر والا کیوں کہتے ہیں۔ فرمایا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ (حواریوں) میں سے تھا۔ ایک عرصہ تک خدمت میں تھا۔ جب آپ قاہر ذوالجلال بخشش کرنے والے، خطاؤں اور گناہوں کو بخشنے والے خدا کے حکم سے آسمانوں پر عروج کر گئے۔ ان سے (حضرت

توراة و انجیل دیده بودم که بعد از عیسیٰ محمدؐ نام پیغمبر آخرالزمان
بعرصه خواهد آمد بنابران از ایشان دعا خواستم تا محمدؐ را دیدم و از
حضرت محمدؐ دعا خواستم تا ترا دیدم و از زبانِ معجز بیانِ ایشان نیز
صفتِ تو شنیده بودم ۔ بنابرین مارا معمرؒ گویند و بعده در خدمتِ
شریفِ پُرنورِ حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم و مفخر موجودات
شفیع جمیع الصغائر وسایر الخطیات مشرف شدم ۔ چند گاه در خدمتِ
مطهره و منوّر ایشان بودم ناگاه روزی آن سیّد مختار و آں کاشفِ جمیع
اسرار و آن واقف تمام استار با کلّ صحابهٔ ابرار نشسته بودند چند مرغِ
طیران از هوا بسوی زمین فرود آمدند۔ آنسرور بزبانِ مبارکِ خود فرمودند
که مرحبا من هذا الروح الولد بنده در خدمت آن طبیبِ حاذق علتِ گناه

عیسیٰ سے) دعا چاہی کہ تورات و انجیل میں دیکھا ہے کہ عیسیٰ کے بعد محمدؐ نام
کے پیغمبر آخرالزماں عرصۂ دنیا میں آئیں گے۔ اِس لئے خواہش کی کہ محمد کو دیکھ
لوں اور حضرت محمدؐ سے تجھے (یعنی میر سید علی ہمدانی) دیکھنے کی درخواست کی
نیز آپ کی معجز بیان زبان سے بھی تمہاری تعریفیں سُنی تھیں۔ یہ وجہ ہے کہ
مجھے معمرؒ (طویل العمر) کہتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم، فخر موجودات، شافع صغائر وکبائر کی خدمت پرنور سے بھی مشرف ہوا
کچھ عرصہ آپ کی خدمت مطہرّ و منوّر میں رہا۔ ایک روز اچانک جناب سیّد مختار،
کاشفِ اسرار، واقف اسرار تمام صحابۂ ابرار کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ چند پرندے
فضا سے زمین پر آئے۔ آنسرور نے زبانِ مبارک سے فرمایا مرحبا من ھذا

حاضر بودم۔ پرسیدم کہ ای قریشی لقب و ای ہاشمی مطلب و ای زینتہ الارض والفلک و ای راحت کل عرش وملک این جانوران کہ بودند؟ فرمودند کہ یا اباسعید حبشی این ہا چندروحے از سراج امتان من بودند گفتم یارسول اللہ مرحبا من ہذا الروح الولد بسوی کہ فرمودند گفتند دریں جانوران روحی از اولاد من بود اگر من نبودمی علی ابن ابیطالب بجای من بودی واگر علی ابن ابی طالب نبودی او بودی گفتم یارسول اللہ پس کے خواہد بود فرمودند کہ بعد ہجرت من ہفت صد و سیزدہ سال در زمین عراق در شہر ہمدان آنجا طلوع خواہد نمود گفتم یارسول اللہ

الرّوح الولد (فرزند کی اس روح کو خوش آمدید) اس موقعہ پر یہ بندہ (معمرّ حبشی) بھی گناہگاروں کے اس طبیب حاذق کے پاس موجود تھا۔ پوچھا "اے قریشی نقب، اے ہاشمی مطلب، اے زمین و آسمان کی زینت اور اے عرش و ملک کی راحت یہ جانور کون تھے؟" فرمایا "اے ابوسعید حبشی یہ میری امتوں کے چراغ کی چند روحیں تھیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مَرحبًا مِنْ ھٰذَا الرُّوح الولد" آپ نے کس شخص کے متعلق فرمایا ہے؟" فرمایا "ان پرندوں میں میری اولاد کی بھی ایک روح تھی۔ اگر میں نہ ہوتا تو علی ابن ابی طالب میری جگہ پر ہوتے اور اگر علی بن ابی طالب نہ ہوتے تو وہ ہوتا۔ میں نے عرض کیا " یا رسول اللہ یہ شخص کب ہوگا؟" فرمایا "میری ہجرت کے سات سو تیرہ (۷۱۳) برس بعد سرزمین عراق میں شہر ہمدان سے وہ ستارہ طلوع ہوگا۔" عرض کیا اے تمام نبیوں کی آنکھ کی ٹھنڈک اس کا نام کیا

ویافرۃ چین جمیع انبیاء نامِ او چہ خواہد بود. فرمود علی ہمدانی بعدہ از حضرت نبوی
دعا خواستم کہ اللہ تبارک وتعالے مرا نصیب کند کہ او را بہ بینم لاجرم آنسرورِ
کائنات وآن مفخر کل موجودات دعا کردند اللہ تبارک وتعالیٰ اجابت کرد کہ
تا اکنوں من منتظرِ تو بودم وامروز بشما ملاقات شدم اکنون تلقین ذکر وآداب
خلوت بطریق آن جدّ بزرگوار تو بتو بسپارم وشمارا ممتاز این معنی بکنم بعدہ آنجناب
بیادت فرمود کہ درخدمت ایشان کوشیدن گرفتم ہر چند مانع می شدند کہ من
بخدمتِ تو آمدم ہرگز قبول نکردم وصحبتِ شریفِ ایشان از حد گذشتہ غنیمت
شمردم وسر در قدم شریفش نہادم روزی از شیخ مُعمّر پُرسیدم کہ یا حضرت!
سن مُبارک چند باشد فرمودند کہ قیاس کنید کہ در زمان مہترِ عالم ہفت صد

ہوگا؟" ارشاد فرمایا "علی ہمدانی" بعد ازاں جناب نبوی ؐ سے دُعا چاہی کہ اللہ تبارک وتعالے
نصیب کرے کہ اسے دیکھوں۔ سرور کائنات مفخر موجودات نے دعا فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول کی
تب سے تیرا منتظر تھا۔ اور آج ملاقات ہوگئی۔ اب تلقین ذکر وآداب
خلوت جو دادا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں ملے ہیں آپ کے سپرد کرتا
ہوں اور امتیاز بخشتا ہوں۔ بعد ازاں جناب سیادت نے فرمایا کہ معمّر حبشی کی
خدمت میں آمد ورفت شروع کردی۔ ہر چند منع کیا، مگر میں نہ مانا اور حد سے
متجاوز خدمت شریف کو غنیمت جانتے ہوئے قدموں میں سر رکھدیا۔
ایک روز شیخ معمّر حبشی سے دریافت کیا کہ " یا حضرت سن مُبارک
کتنی ہوگی؟ فرمایا اندازہ لگالو کہ آفتاب عالم (مراد پیغمبر ؐ) کے زمانے میں
سات سو بائیس (۷۲۲) سالہ تھا۔ اب حساب کرو کتنی مدّت گُذر چکی ہے
جب جناب میر سید علی ہمدانی نے حساب کیا تو بہت سے عدد تحریر میں آئے

و بیست و دو ساله بودم الحال تا اینجا حساب کن که چقدر گذشته باشد چون
آنجناب بیادت حساب کردند سالهای بسیار در صد قلم در آوردند جمله
یک ہزار و چہار صد و سی و پنج شد و آنجناب متحیر ماند و گفت یا شیخ
مُعمّر در زمانِ آخرین امت شنیدم که این قدر سن نمی باشد۔ ترا از
چہ سبب دادند فرمود که از برای لقای تو چنانکہ سرورِ عالم فرمود

گر من نبودی علی بودی بجای من | ور او نبی بدی پس علی علای من
ملوکِ عشق بایں گنج فقر نازانند | ز ناز و نعمتِ کونین بی نیاز انند
بساطِ عالمِ ناسوت در نوردیدند | فراز کنگرہ عرش سر فرانا نند

جو کل ملا کر ایک ہزار چار سو پینتیس (۱،۴۳۵) برس ہوتے ہیں حضرت امیر
متحیرؒ ہو کر بولے اے عمر رسیدہ شیخ میں نے سُنا ہے کہ آخری زمانے میں اتنی
عمر نہیں ہوتی، آپ کو کیسے دیدی گئی ہے؟" فرمایا "محض تیری ملاقات کے
لئے جیسا کہ سرورِ عالم نے فرمایا ہے نظم

گر من نبودی علی بودی بجای من | ور او نبی بدی پس علیؑ علای من
(اگر میں نہ ہوتا تو میری جگہ علی ہوتے ، اور اگر وہ نبی ہوتے تو علی علائی[1] ہوتے)

ملوکِ عشق بایں گنج فقر نازانند | ز ناز و نعمتِ کونین بے نیانانند
شاہانِ عشق فقر کے اس خزانے (مراد میر سید علی) پہ نازاں ہیں اور کونین (دونوں
جہاں کے ناز و نعمت سے بے نیاز (بے پروا) ہیں۔

بساطِ عالمِ ناسوت در نوردیدند | فراز کنگرہ عرش سر فرانانند
(انہوں نے عالمِ ناسوت کی بساط (فرش) لپیٹ دی اور عرش کے کنگرہ (مینارہ) پر سر بلند ہیں)

[1] شاعری میں علائی حضرت امیر کا تخلص ہے۔ اس لئے علائی سے خود آپ کی ذات مراد ہے۔ مترجم

ہُمای ہمت شان کز فضای لاہوت است | بہ ہیچ باز نیایند کہ شاہباز انند
بیکقدم ہمہ شب بر بساط بزم شہود | چو شمع ز آتش عشق تو جانگداز انند

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

ای رفیق سبب اجازت وارشاد شیخ برہان الدین ساغرچی و شیخ جبرئیل کردی و شیخ نظام الدین غوری خراسانی و شیخ ابوبکر طوسی و شیخ خالد لرستانی از جناب سیادت پرسیدند کہ چہ بود بزبان مبارک فرمودند کہ ایشان ہر کدام پیش از مولود من روح مرا دیدہ بودند تا اکنون از زبانِ شریف ایشان می گذشت کہ ای کریم لم یزل ولی

ہمای ہمت شان کز فضای لاہوت است | بہ ہیچ باز نیایند کہ شاہباز انند
(ان کا ہمای ہمت لاہوت کی فضا سے ہے شاہباز ہونے کے باعث کسی کام سے باز نہیں آتے)
بیک قدم ہمہ شب بر بساط بزم شہود | چو شمع ز آتش عشق تو جانگداز انند
(ایک قدم سے تمام رات بزم شہود کی بساط پر ہیں۔ شمع کی طرح آتش عشق سے جان پگھلاتے ہیں)

شیخ برہان الدین ساغرچی، شیخ جبرئیل کردی، شیخ نظام الدین غوری خراسانی، شیخ ابوبکر طوسی اور شیخ خالد لرستانی کی اجازت و ارشاد کا سبب۔

جناب سیادت مآب، میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ شیخ برہان الدین ساغرچی، شیخ جبرئیل کردی، شیخ نظام الدین غوری خراسانی، شیخ ابوبکر طوسی اور شیخ خالد لرستانی کی اجازت و ارشاد کا کیا سبب تھا؟ زبان مبارک سے فرمایا "ان لوگوں میں

عزیزے بدل این ہمای ہمت در کدام جا پا بر زمین خواہد شد. چون
تولد شدم حضرتِ مرشدی و مولائی شیخ نظام الدین غوری الخراسانی
آں شب در واقعہ دید کہ حضرت خضر والیاس جامہ گرفتہ براہے می روند
از ایشان پرسید کہ کجامی روید و این جامہ بہ کہ می دہید فرمودند کہ این
جامۂ قطب است در خانۂ سیّد شہابُ الدّین ہمدانی فرزندے تولد شدہ
است. حکم شد کہ این جامہ باو بدہید. شیخ از ایشان پرسید کہ این مرتبہ
کے خواہد یافت. گفتند بعد از بیست و دو سال. چوں چند روز گذشت
شنیدہ شد کہ در خانہ سید شہاب الدین ہمدانی پسری تولد شد. در خاطر

سے ہر شخص نے میری پیدائیش سے پہلے میری روح دیکھ لی تھی اور اب
تک زبانوں پر جاری تھا کہ اے کریم دل والے عزیز یہ ہمای ہمت کس جگہ زمین
پر اترے گا۔" جب پیدا ہو گیا، تب مرشدی و مولائی شیخ نظام الدین غوری
خراسانی نے اُس رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خضر والیاس کپڑا لے کر راستے
پر چل رہے ہیں۔ شیخ نے پوچھا کہاں چلتے ہو؟ اور یہ کپڑا کس کو دوگے۔ فرمایا
" یہ قطب کا لباس ہے۔ سیّد شہاب الدین ہمدانی کے گھر میں فرزند تولّد
ہو گا۔ حکم ملا ہے کہ یہ کپڑا اس کو دیدو۔" شیخ نے پوچھا " یہ مرتبہ (یعنے
مرتبہ قطب) کب حاصل کرے گا؟" بولے " بائیس سال کے بعد"۔ چند روز
گذرے ہی تھے سنا گیا کہ سید شہاب الدین ہمدانی کے گھر بیٹا تولد ہوا ہے

شریف شیخ رفت کہ البتہ آن واقعہ بظہور خواہد پیوست - لاجرم تا اکنون کہ آنجناب سیادت در خدمتِ شریف الشان رسید ہر کدام ازین مشائخ کبار خدمتی فرمودند کہ تا معاینہ کنند چوں در یافتند بعد از ان ما را اجازت دادند و قطعہ پارہ ہر کس کہ تبرکاً عنایت نمودند بر خرقہ خود دوختم و از ہر کدام ازین مشائخ کبار ارشاد برگرفتم بعدہ پای در سیاحت نہادم و تمام عالم را سہ مرتبہ گشتم

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جُدا نہ باشند

والسلام علی من اتبع الہدی - ای رفیق بدان و آگاہ باش کہ کلمۂ چند از خوارق عادات آنجناب سیادت مآب تحریر نمودہ آید

روزی کہ آنجناب سیادت بسفرِ حج می رفتند - لاجرم چون بلب دریا

ہے - مگر شیخ کے دل میں آیا کہ یقیناً وہ واقعہ ظہور پذیر ہوگا - ناچار جب جناب سیادت (میر سید علی) ان لوگوں کی خدمت میں گئے ہر ایک نے ان مشائخ سے آداب بجالایا تاکہ مشاہدہ کرلیں - بعد ازاں ان لوگوں نے اجازت دیدی اور کپڑے کا جو ٹکڑا تبرکاً عنایت کیا خرقہ پر سی لیا - پھر ہر ایک سے ارشاد لیکر سیر و سیاحت پر چلے گئے اور تین مرتبہ ساری دُنیا کے اردگرد پھیرے - مردانِ خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

(خدا کے آدمی خدا نہیں ہوتے - لیکن خدا سے الگ بھی نہیں ہوتے ہیں)

جناب سیادت مآب کی چند خوارقِ عادات و کرامات کا بیان

ایک روز جناب سیادت سفرِ حج پر جا رہے تھے کہ لب دریا پہنچے اس وقت

رسیدند و دیدند که جهاز از کناره گذشته. غمگین شده طهارت کرده نماز ظهر
ادا کردند. بعد از نماز در فکر شدند که اگر شب درین وادی بگذرانم چه ثمره خواهد
داد و اگر برگشته بروم نیت حج چون ادا کنم. برقّت تمام مناجات بسوی عالم
السّر والخفیات کردم فلاجرم شخصی را دیدم که زورقی گرفته حاضر شد و گفت که
یا سیّد التماس دارم که درین زورق نشینی که بمنزل رسانم ۲ آنجناب سیادت
فکری کرده در جواب گفت که ای ملّاح بموافق شرع درین دریای محیط
در زورق نشسته گذشتن از شرط عقل بیرونست. لاجرم هاتفی آواز
داد که یا سیّد باید گذشتن چون مستعد شدم حضرت خضر پیدا شد و همراهی
کرد در میان یکروز بکناره دیگر رسیدم خضر غائب شد نه زورق دیده شد

جہاز کنارے سے جا چکے تھے۔ بحالتِ غمگین وضو کرکے نماز ظہر ادا کی۔ ادا کی
نماز کے بعد سوچنے لگے کہ اگر اسی وادی میں رات گذارنی پڑی تو کیا نتیجہ ہوگا۔
و اگر لوٹتا ہوں تو حج ادا نہیں ہو سکتا۔ پوری رقّت کے ساتھ عالم سر و خفیات کی
جانب رجوع کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کشتی لاکر حاضر ہوا اور یہ التماس کی
"اے سید کشتی میں بیٹھ جائیے آپ کو منزل پر پہنچا دوں گا" تھوڑی دیر سوچنے
کے بعد جواب دیا "اے ملّاح از روے مذہب اس سمندر سے کشتی میں جانا خلاف
عقل ہے" اتنا کہا ہی تھا کہ ہاتف (فرشتہ غیبی) سے آواز آئی کہ "اے سید
گذر جاو" تیار ہوتے ہی حضرت خضر پیدا ہوئے اور ہمراہی کی۔ ایک دن سفر کے
بعد کنارے پر پہنچے خضر غائب ہوگئے۔ نہ کشتی دیکھی گئی اور نہ ملاح۔ اس
سفر میں جب حج مبارک پر پہنچ گیا اہل مکّہ معظمہ حیران و متعجب تھے۔ کیونکہ اس

در نه طلاح فلاجرم چوں دراں سفرِ حج مبارک رسیدم اہل مکہ معظمہ در تعجب شدند و حیرانی کشیدند کہ سید کجا بود۔ چوں قبل ازو خبر داشتند کہ سید در خراسان است ہرکس استفسار کردند کہ یا سیّد اگر از راہ خشکی آمدہ اید تنہا چوں رسیدہ اید واگر در جہاز بودید اہل قافلہ کو۔ چون دانستم کہ در اینجا مثل ہدف شدم۔ خود را از شہر بدر کشیدم تا رسیدنِ کاروان تمام وادی عرب را سیاحت نمودم فلاجرم بوقت حج در عرفات حاضر شدم و آداب حج بجا آوردم بعد از طواف روبسوئے مدینہ منوّرہ مطہرہ کردم چوں از بیرعلی گذشتم فی الحال داخلِ چوک مدینہ شدم و پیش از ہمہ آداب طواف بجا آوردم چند روز در ہماں جا گذرانیدم و در خاطرم گذشت

سے قبل جانتے تھے کہ سید خراسان میں ہیں۔ ہر ایک شخص پوچھنے لگا سید صاحب اگر خشکی کی راہ سے آئے ہیں تو اکیلے کس طرح پہنچا ہُوا اور اگر جہاز سے آئے ہیں تو اہل قافلہ کہاں ہیں جب دیکھا کہ سوالات کا نشانہ بن چکا ہُوں تو خود کو شہر سے باہر نکال لیا اور جب تک قافلۂ حجاج پہنچے تمام وادی عرب کی سیر و سیاحت کی۔ حج کے وقت میدان عرفات میں قدم تھا آداب حج بجا لایا۔ طواف کے بعد مدینہ منوّرہ روانہ ہوا۔ بیرعلی (علی کا کنواں، نام مقام) سے گذرتے ہی فی الفور مدینہ کے چوراہے میں داخل ہوگیا۔ سب سے پہلے آداب طواف بجا لایا۔

کچھ روز مدینہ میں گذارنے کے بعد دل میں خیال آیا کہ ایک رات روضہ (مزار شریف) کے پاس بطور استخارہ (یعنی میرے حق میں کیا اچھا ہوگا) بیٹھوں اور جد بزرگوار (پیغمبرؐ) سے پوچھوں کہ جواہرات جمع کئے گئے ہیں۔ اگر اجازت

کہ شبی نزدیک روضۂ بطریق استخارہ نشینم و در دل گذرانیدم کہ از جد بزرگوار
می پرسم کہ اورادی را کہ جمع کردم اگر اجازت شریف باشد خواندہ باشم
چون در خواب رفتم لقای پُرنور آن سید السادات و آن مفخر موجودات و
آن سرور کائنات را دیدم کہ از آستین مبارک خود نسخہ کشیدہ دادند و فرمودند
کہ یا ولدی خذ ہٰذہ الفتحیہ بیدی فلا جرم آن نسخہ را دیدم کہ
وا کردم ہمان اوراد فتحیہ بود کہ من جمع کردہ بودم از درود مسنونہ و از فرائش
مشائخ کبار و از اولیاء نامدار و از ادعیۂ سید مختار مطابق ہمان نسخہ این ہم ہست
و بنا بر مُریدان رخصت دادم کہ بعد از ہر نماز بامداد خواندہ باشند۔ چنانچہ
تمام علماء و مشائخ بموافق احادیث و نص در اکثر کتب آوردہ اند
و آنجناب سیادت در نسخۂ اورادیہ این حدیث شریف آوردہ است

ہو حضور میں پڑھوں۔ یہ کہکر خواب میں چلا گیا۔ سید السادات و مفخر موجودات کی
شکل پرنور دیکھی اور اوراد کا ایک نسخہ (کاپی) آستین مبارک سے کھینچ کر میرے
حوالے کر دی ساتھ ہی فرمایا۔ یا ولدی خذ ہذہ الفتحیہ بیدی "اے بیٹے۔ یہ
فتحیہ ہاتھ سے پکڑ" نسخہ کو جب کھول کر دیکھا تو "اوراد فتحیہ (کامیابی اور حل
مشکل کے اوراد) تھی جسے میں نے جمع کیا تھا۔ یہ اوراد مسنونہ مشائخ و اولیای
نامدار اور سید مختار کی دعاؤں کے مطابق ہے۔ تمام مریدوں کو اجازت دیدی کہ ہر
صبح کو نماز کے بعد پڑھا کریں۔ یہ اوراد تمام علماء و مشائخ بمطابق احادیث
و قرآن اکثر کتابوں میں لائے ہیں۔ جناب سیادت نسخۂ اوراد یہ میں یہ حدیث
لائے ہیں۔

روى الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة وابي سعيد الخدري
رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لله
ملائكة يطوفون في الطريق يلتمسون اهل الذكر فاذا
وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم
قال فيحفونهم باجنحتهم فيسالهم قال فيسالهم الى السماء
الدنيا ربهم وهو اعلم بهم منهم ما يقول عبادي
قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك
ويمجدونك فيقول عز وجل هل رأوني قال
يقولون لا والله ما رأوك قال فيقول كيف رأوني
قال فيقولون لو رأوك كانوا اشد لك عبادة واشد
لك تمجيدا واكثر لك تسبيحا قال فيقول فما يسئلون قالوا
يسئلونك الجنة قال يقول وهل رأوها قال فيقولون

(ترجمہ) اعمش نے ابو صالح رح سے، اس نے ابو ہریرہ رض اور ابو سعید
خدری رض سے روایت کی۔ ان دونوں نے متفقہ طور پر کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ فرشتے راستے
میں اہل ذکر کی تلاش کرتے ہیں۔ اور جب لوگوں کو خدا کی یاد
کرتے ہوئے پاتے ہیں تو پکارتے ہیں اپنی حاجتیں لاؤ بعد
ازاں پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ خدا فرشتوں سے آسمان دنیا سے
پوچھتا ہے (حالانکہ بندوں کے متعلق اچھی طرح جانتا ہے) میرے

لا والله يا رب ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو انهم رأوها كانوا اشد عليها حرصاً واشد لها طلباً واعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون قالوا يتعوذون من النار قال يقول فهل رأوها قال يقولون لا والله يا رب ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو رأوها كانوا اشد منها فراراً واشد لها مخافة قال فيقول فاشهدكم انى قد غفرت لهم قال فيقول ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم وانما جاء لحاجة قال هم القوم لا يشقى بهم جليسهم (رواہ البخاری)

بندے کیا کہتے ہیں۔ راوی کہتا ہے فرشتے جواب دیتے ہیں۔ تیری تسبیح، تکبیر، تحمید اور بندگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہتے ہیں بخدا تجھے نہیں دیکھا ہے۔ خدا کہتا ہے انہوں نے مجھے کیسا دیکھا؟ کہیں گے اگر تجھے دیکھ لیں تو سخت عبادت، بندگی اور تسبیح بیان کریں گے۔ پھر خدا کہیگا یہ لوگ کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیں گے جنت۔ پوچھے گا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ کہیں گے بخدا نہیں دیکھی۔ پھر کہے گا یہ لوگ کیا مانگتے ہیں۔ کہیں گے اگر دیکھ لیں گے تو طلب و حرص زیادہ ہو جائے گی۔ خدا کہے گا کس سے یہ لوگ پناہ مانگ رہے ہیں کہیں گے آگ سے۔ خدا کہے گا کیا دوزخ دیکھی ہے؟ کہیں گے بخدا نہیں

بعد ازاں استخارہ کردم و آداب زیارت بجا آوردم و گفتم کہ یا جدی اگر حکم شریف باشد بعد از ہر فرض اوراد صغیرہ خواندہ باشم در حال سرور کائنات آواز داد کہ خواندہ باشید فلا جرم نیز درین باب احادیث بسیار و روایات مشہور باوصال ایصال آوردہ شد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سبح اللہ فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ ثلاثاً و ثلاثین

اور اگر دیکھ لیں گے تو اس سے فرار اور خوف شدید ہو جائیگا۔ یہ سن کر اللہ کہیگا گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ اس پر ایک فرشتہ کہے گا ان میں ایک شخص اس نوعیت کا نہیں ہے بلکہ اپنی ضرورت کے لئے آیا ہے۔ خدا جواب دیگا، ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوگا۔ یہ حدیث بخاری سے[1] روایت کی ہے۔

بعد ازاں استخارہ کیا اور آداب زیارت بجالایا اور کہا اے دادا اگر ارشاد گرامی ہو تو ہر فرض کے بعد اوراد صغیرہ (چھوٹے درود) پڑھوں! سرور کائنات[2] نے اسی وقت آواز دے کر فرمایا پڑھا کرو۔ چنانچہ اس بارے میں بہت سی احادیث اور روایات مشہور لائی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم من سبح اللہ فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ ثلاثاً وثلاثین

ا۔ اسی نسخہ کے حاشیہ پر یہ حدیث اس طرح آئی ہے

روی عن الاعمش عن ابی ھریرۃ وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم قال قال

وحمد الله ثلاثاً وثلاثين وكبّر الله ثلاثاً وثلاثين

فذلك تسعة وتسعون وقال تمام المائة لا اله الا الله وحده

لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

قد غفرت خطاياه وان كان مثل زبد البحر رواه مالك والشيخان

و در روایات نیز مذکور است۔ چنانچہ ذکر شمس الائمہ الحلوانی رحمۃ الله

علیہ ولا بأس بان یقرأ بین الفریضۃ والسنۃ الاوراد وفی

شرح حصن الحصین ما یدل علی جواز تاخیر السنن عن حال

وحمد الله ثلاثاً ۔ خیر السنن عن حال

ابوہریرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس آدمی نے

ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار اللہ اکبر کہا جو ۹۹

ہوتے ہیں اور سو کو لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد

وهو على كل شيء قدير " (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں

اسی کے لئے ملک اور تعریفات ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) سے مکمل کیا تو

اس کی تمام خطائیں خواہ سمندر کے جھاگوں جتنی ہیں معاف ہو جائیں گی) یہ

حدیث مالک اور شیخین (بخاری شریف اور مسلم شریف) نے روایت کی ہے

اور روایت میں مذکور ہے جیسا کہ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ نے کہا ہے "کوئی

حرج نہیں ہے اگر فرض اور سنت کے مابین اوراد پڑھے جائیں"۔ شرح

حصن الحصین (اوراد کی ایک کتاب کا نام جس کے معنی ہیں سنگین اور مضبوط

قلعہ) میں فرض نماز کے بعد بلا کراہت درود کی خاطر سنت کی تاخیر جائز ہے

رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لله عز وجل ملائكة سياحين في الارض فضلوا عن كتاب الناس

اداء المکتوبۃ بلا کراھۃ کذا ذکر شمس الائمۃ الحلوانی و
ذکر فی فتاوی التیمیۃ سئل التقانی رح عن الامام الذی
یصلی الفرض فی الاوقات الشریفۃ الاولی و فی حقہ ان یشتغل
بالدعاء ثم بالسُّنۃ فیکون ھذا الاستیجاب الامام والمقتدی و
المنفرد جمیعًا ھکذا اور در مشکوٰۃ نیز آوردہ است کہ روزے
بعد از نماز فرضی از فرائض خمسہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم مع یاران
باستغفار مشغول شدند یکے از اصحاب درمیان ایشاں بسنت گذاردن
آغاز کرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ برخاست و کتف آں صحابہ گرفت
و بنشاند۔ و گفت کہ بعد از فرض باستغفار مشغول شوید کہ امت

اور فتاوی تیمیہ میں درج ہے کہ تقانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس امام کے متعلق
دریافت کیا گیا جس نے فرض نماز اول وقت میں ادا کی ہے۔ فرمایا اس کے
لئے دُعا اور سنت میں مشغول رہنا مناسب ہے۔ یہ استحباب امام، مقتدی اور
منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والے) دونوں کے لئے ہے) مشکوٰۃ شریف میں وارد
ہے کہ پنج وقتہ نمازوں میں سے کسی ایک فرض نماز میں پیغمبرؐ یاروں کے ساتھ
استغفار میں مشغول ہو گئے۔ ان میں ایک صحابی سنت ادا کرنے لگے کہ حضرت
عمرؓ نے اُٹھکر کندھا پکڑکر نیچے بٹھا دیا اور کہا کہ ادائیگی فرض کے بعد استغفار
میں مشغول رہو کیونکہ گذشتہ قومیں فرض نماز کے بعد استغفار میں مشغول نہیں

بقیہ حاشیہ
فاذا وجدوا قومًا یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم فیحفونھم باجنحتھم
فاذا تفرقوا عرجوا الی السماء فیقول اللہ تعالیٰ علی ای شی ترکتم عبادی
مایصنعونھم فیقولون ترکنا ھم یحمدونک ویسبحونک فیقول سبحانہ

پیشینیان بعد از نماز فرض باستغفار مشغول نمی شدند۔ خدای تعالی ازیں
وجہ آنہا را ہلاک گردانید و شما را باید کہ بعد از مکتوبات باستغفار مشغولی کنید و
آں صحابہ بنشست و باستغفار مشغول شد و سالک ایں طریق را باید کہ ہرگز را
ز دست ندہد کہ مہتر عالم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات فرمود کہ احب
الاعمال الی اللہ تعالی اَدْوَمُہَا وَاِنْ قَلَّ وسئلت عائشۃ من اعمال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت کان عمل دایمۃ فکان اذا اعمل عملا
اثبتہ و نیز متقدمین فرمودند کہ العاقل ما یفہم بالاشارۃ
از نور الدین جعفر بدخشی کہ در خلاصۃ المناقب آورده است کہ روزی از

ہوتی تھیں اور خدا تعالی نے اسی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا۔ تمہیں چاہیئے کہ فرائض
نماز کے بعد استغفار میں مشغول رہو۔ وہ صحابی بیٹھکر استغفار کرنے لگے۔ اس
راستے (تصوّف و روحانیت) کے راہ گیر کو چاہیئے کہ جس چیز کو سرور عالم (اُن
پر بہترین درود اور سلام ہو) نے فرمایا ہے ہرگز ہاتھ سے نہ دے۔ آپ کا ارشاد
گرامی ہے اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَدْوَمُہَا وَاِنْ قَلَّ (خدا کو سب سے
پیارے وہ اعمال ہیں جن میں ہمیشگی ہو۔ خواہ تھوڑے ہی ہوں) حضرت عائشہ
صدیقہ رض رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اعمال کے متعلق دریافت کی گئیں۔ کہا
آپ کے اعمال دائمی تھے۔ جب کوئی کام کیا کرتے تو اُس پر ڈٹے رہتے تھے
نیز متقدمین (پہلے بزرگ) کا قول ہے اَلعَاقِلُ مَا یَفْہَمُ بِالْاِشَارَۃِ (دانش
مند اشارہ سے سمجھتا ہے)

حاشیہ: رهل رأوني فيقولون لا فيقول كيف لو رأوني فيقولون لو رأوك لكانوا

جناب بیادت مآب پرسیدہ شد کہ سبب دریافت چہار صد و چہار ولی
نامدار کہ ہر یک با آنجناب رخصت ذکر و فاتحہ دادہ بودند چہ بود بزبان
مبارک تقریر کردند کہ روزی در خاطر بادشاہ شہر ما گذشت کہ تمام علماء و صلحاء

چارسو اولیاء کی اجازت اور ارشاد کا سبب

نورالدین جعفر بدخشی سے نقل ہے جو خلاصتہ المناقب میں بیان کی ہے کہ ایک
روز جناب بیادت مآب رضؓ سے پوچھا گیا کہ چارسو نامور اولیاء ؤں سے جنہوں نے
آپ کو اجازت ذکر و فاتحہ دی تھی کیا تھا؟ زبان مبارک سے فرمایا" ایک دن
ہمارے شہر کے بادشاہ کے دل میں گذرا کہ عراق، سمرقند اور ماوراءالنہر کے

بقیہ حاشیہ

اشد تسبیحًا و تحمیدًا و تمجیدًا فیقول لھم من ای شیٔ یتعوذون فیقولون
من النّار فیقول ھل رأوھا فیقولون لا فیقول اللہ تعالیٰ کیف لو رأوھا
فیقولون لو رأوھا لکانوا اشد ھربًا منھا و اشد نفورًا فیقول سبحانہ تعالیٰ
و ای شیٔ یطلبون فیقولون الجنۃ فیقول اللہ انی قد غفرت لھم فیقولون
کان فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحاجۃ فیقول ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم
(اعمش نے ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا پیغمبرؐ نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ کے زمین میں گھومنے پھرنے والے فرشتے ہیں (یہ فرشتے کراماً کاتبین سے
جداگانہ ہیں) یہ فرشتے کسی جماعت کو خدا کا ذکر کرتے سنتے ہیں تو پکارتے ہیں کہ اپنی
حاجتیں لے آؤ، پھر پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہ لوگ جب منتشر ہو جاتے ہیں تو فرشتے آسمان
پر چڑھتے ہیں۔ خدا ان سے پوچھتا ہے میرے بندوں کو کس طرح چھوڑا کیا کر رہے تھے
کہتے ہیں ہم نے تجھے تیری تعریف اور تسبیح کرتے ہوئے چھوڑا ہے۔ اللہ پاک کہے گا کیا انہوں نے مجھے

وزہاد واہل عراق واہل سمرقند واہل جمع ماوراء النہر جمع باید کرد۔ از وزراء تدبیر این معنی پرسیدند کہ بکدام نوع این ہارا جمع کنیم ہر یک موافق عقل خود جوابی دادند در ضمیر ایشان قبول نیامد و تخابی من گفت کہ ای پادشاہ موجب جمع کردن این جماعۃ بموافق این تاویلات درست نیست۔ یک خانقاہی و یا مدرسہ بنا باید فرمود کہ بوقت اتمام ہمہ ہارا طلب کنیم کہ بہتر باشد و در دل پادشاہ این سخن جا کرد و فرمود کہ مدرسہ کلانی بنا کنید چوں در بنای آن

تمام علماء، صلحا اور زہاد کو جمع کرنا چاہیئے۔ وزراء سے مشورہ کیا گیا کہ کس طرح ان لوگوں کو اکٹھا کیا جائے۔ ہر ایک نے اپنی عقل و دانست کے مطابق جواب دیا۔ بادشاہ کے دل میں ان کی بات نہ بیٹھی لیکن میری کند ذہنی نے جواب دیا کہ ان تاویلات (تشریحوں اور مشوروں) کے بموجب اس جماعت کا اجتماع درست نہیں ہے۔ میرے نزدیک ایک خانقاہ یا مدرسہ تعمیر کیا جانا چاہئے۔ تکمیل کے وقت ان سب کو طلب کرنا بہتر ہوگا۔ بادشاہ کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی اور

دیکھا ہے۔ فرشتے کہیں گے نہیں۔ کہا اچھا اگر دیکھ لیں تو کیا ہوگا۔ کہیں گے اگر دیکھ لیں تو اور زیادہ تعریف و تسبیح کہیں گے۔ پھر پوچھے گا کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے۔ کہیں گے جہنم سے خدا کہیگا کیا جہنم انہوں نے دیکھا ہے؟ کہیں گے نہیں۔ خدا کہیگا اگر دیکھ لیں تو کیا ہوگا؟ کہیں گے تو بہت زیادہ متنفر ہونگے اور بھاگیں گے۔ خدا کہیگا یہ کس چیز کے طلبگار ہیں۔ کہیں گے جنت کے۔ خدا کہیگا میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتے کہیں گے ان میں فلاں آدمی ان میں سے نہیں ہے۔ یہ حاجت کے لئے آیا ہے۔ خدا کہے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین بدنصیب نہیں ہوتا)

کوشیدن گرفتند۔ ہر طرف نامہ ہا نوشتند و مضمون نامہ این بود کہ باید کہ فلان روز
در مدرسہ حاضر شوند کہ برای خدا سوال فقیر است چون با تمام رسید تمام علماء
وصلحاء کبار آنجا بار دیگر حاضر آمدند و ہر اکل دعوت نشستند۔ چون از
طعام فارغ شدند من خورد سال بودم۔ پدر و خال من دست مرا گرفتہ
در پیش ہر یک بردند والتماس فاتحہ نمودند۔ ہر کدام مارا دعای خیری کردند
وکلہم اجازت بالارشاد سبب آن این بود واللہ اعلم **نقلست** از جناب
سیادت مآب کہ بزبان مبارک خود فرمودند کہ سہ نوبت تمام ربع مسکون را
سیاحت نمودم و سلح الارض المعمورۃ ثلاث مرات۔ مرتبۂ اول شہر بشہر

فرمایا کہ ایک عظیم و شاندار مدرسہ کی تعمیر عمل میں لائی جائے۔ جب تعمیر میں لگ گئے
تو ہر طرف خطوط لکھے گئے جن کا مضمون تھا کہ فلاں روز مدرسہ میں حاضر ہو جائیں
کہ فقیر کا یہ سوال برائے خدا ہے۔ تکمیل مدرسہ پر مذکورہ ممالک کے علماء و صلحاء حاضر
ہو گئے اور دعوتِ طعام میں شرکت کی۔ میں اس وقت خورد سال تھا۔ جب
کھانے سے فارغ ہو چکے تو باپ اور ماموں نے ہاتھ پکڑ کر مجھے ان سب کے روبرو
لیا اور التماس فاتحہ کی۔ ہر ایک نے ہمارے حق میں دعای خیر کی اور ساتھ ہی ارشاد
(مرشد ہونے) کی اجازت دی۔ سبب یہ تھا اور خدا زیادہ جانتا ہے۔

رُبعِ مسکون (دنیا) کی سیاحت

جناب سیادت مآب سے نقل ہے کہ انہوں نے زبان مبارک سے فرمایا کہ تین مرتبہ
میں نے ربع مسکون (دنیا) کی سیر کی۔ پہلی مرتبہ شہر بشہر، دوسری مرتبہ

بشہرے مرتبہ دوّم قریہ بقریہ مرتبۂ سیوم خانہ بخانہ واز سیاحت افلاک چہ
نویسم کہ بحری بود بی ساحل وہیچکس از ملایک و نبی مرسل نبود کہ او را ندید چنانچہ
فرمود کہ در پس ہر یک از نبی مرسل نماز گذاردم واز ہر کدام فاتحہ گرفتم در عالم
سرو سالک این طریق را باید کہ معتقد قوی باشد کہ استاد گفتہ است بہ یقین
سلسلۂ ہمدانی از ہمہ سلسلہ ہا بہ دانی زانکہ در راہ خدا وقت طلب ہست از جملہ
طریق این اقرب و نیز گفتہ اند کہ خیر الطرق طریق الکبرویہ فقد وصل تعجیلاً الی
طریق الحقیقۃ۔ **نقل است** از شمس الدین ختلانی کہ بلا واسطہ خلیفہ
آنجناب است۔ گفت کہ روزی جناب سیادت در اربعین نشستہ بودند این
فقیر کہ خادم درویشان بود در شہر فریاد و شوری برخاست این فقیر

گاؤں گاؤں اور تیسری مرتبہ گھر گھر پھرا۔ باقی رہی آسمانوں کی سیر تو اس کے متعلق
کیا لکھوں۔ یہ ایک سمندر تھا جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ کوئی فرشتہ اور نبی ایسا نہ تھا جس
نے مجھے نہ دیکھا ہو۔ پھر فرمایا کہ ہر نبی کے پیچھے نماز ادا کی اور ہر ایک سے فاتحہ پڑھوائی۔
عالم اسرار میں اس راہ کے سالک کو چاہیئے کہ پختہ اعتقاد والا ہو۔ کسی استاد نے کہا ہے

بہ یقین سلسلۂ ہمدانی — از ہمہ سلسلہ ہا بہ دانی
(یقین سے ہمدانی سلسلہ کو تمام سلسلوں سے بہتر جان)
زانکہ در راہ خدا وقت طلب — ہست از جملہ طریق این اقرب
(اسلئے کہ راہ خدا کی "تلاش" میں یہ طریقہ سب سے زیادہ قریب ہے)

انیز سالکین نے کہا ہے خیر الطرق طریق الکبرویۃ فقد وصل تعجیلاً الی الحقیقۃ
(تمام راستوں میں بہترین راستہ کبرویہ ہے کیونکہ حقیقت کی طرف اس سے جلد پہنچا جاتا ہے۔

حضرت امیرؒ کی خدمت میں شاہ جنیاں کی آمد

شمس الدین ختلانی سے جو بلا واسطہ خلیفہ حضرت امیرؒ تھے۔ نقل ہے کہ ایک روز جناب

بلا اختیار بیرون آمد دیدم کہ ماری بزرگ و سیاہ بہیبت تمام بسوی خانقاہ دویدن گرفت۔ ترسیدم در دروازۂ خانقاہ بستم مدتی ایستادہ ناگاہ آنجناب برای طہارت بیرون آمدند۔ عرض کردم یا بزرگوار بر در خانقاہ ماری عظیم ایستادہ است و تمام شہر از ترس او گریختہ۔ آنجناب بزبان مبارک گفت کہ زود در وا کنید۔ چون در وا کردم دیدم کہ بصورت آدمی در خانقاہ در آمد و از آنجناب بیعت کرد و باز بصورت اژدہا گریخت۔ این فقیر از جناب سیادت پرسید کہ این چہ کس بود۔ گفتند کہ پادشاہ جنیان بود امروز من در خلوت بیکبار دعای سیفی خواندہ بودم۔ ازین وجہ برای بیعت حاضر

سیادتؒ چلّے میں تشریف فرما تھے اس فقیر نے جو خادم درویشاں تھا، شہر میں شور و فریاد سُنی۔ بلا اختیار باہر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا کالا سانپ پوری ہیبت کے ساتھ خانقاہ کی جانب دوڑ رہا ہے۔ ڈر کر جلدی سے خانقاہ کا دروازہ بند کر لیا۔ سانپ تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اسی اثناء میں آنجناب وضو کے لئے خانقاہ سے باہر تشریف لائے۔ عرض کی اے بزرگوار خانقاہ کے دروازے پر ایک بڑا سانپ کھڑا ہے اور تمام شہر خوف سے بھاگ رہا ہے۔ آنجناب نے زبان مبارک سے کہا " جلدی دروازہ کھولو " جب دروازہ کھولا دیکھتا ہوں کہ آدمی کی شکل میں خانقاہ میں آیا۔ آنجناب سے بیعت کی اور پھر بصورت اژدہا بھاگ کھڑا ہوا۔ فقیر نے جناب سیادت سے پوچھا کہ یہ کون آدمی تھا۔ فرمایا کہ "جنات کا بادشاہ آج خلوت میں ایک بار دعائے سیفی پڑھی تھی۔ تبھی بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا۔" پوچھا "یا حضرت تبدیل صورت کیونکر تھی" فرمایا اللہ تعالےٰ نے انہیں قدرت

گشت۔ پرسیدم کہ یا نزد گوار تبدیل صورت چہ بود۔ گفت اللہ تعالےٰ بایشاں قدرت دادہ است کہ صورت را بدل کنند چنانچہ مولانا نورالدّین جعفر بدخشی در خلاصۃ المناقب آوردہ است کہ آنجناب سیادت فرمود وقتی کہ مار پیش کسے برسد اوّل باید کہ سہ مرتبہ سوگند حضرت سلیمان دہد اگر گریخت پس جن باشد واگر نرود پس بکُشد۔ ایضاً از شمس الدین ختلانی کہ گفت روزی در خدمتِ جناب سیادت مآب حاضر بودم۔ دیدم کہ جماعہ صوف پوشان از در خانقاہ در آمدند و با آنجناب سیادت مصافحہ کردند۔ آنحضرت مرا فرمود کہ بیرون رو۔ چوں بیرون آمدم ساعتی بودم کہ آوازے پرمہیبت از درون شنیدم۔ ترسیدم۔ بعد از مدتی در وا شد

دی ہے کہ صورت تبدیل کر سکیں۔ مولانا نورالدین جعفر بدخشی خلاصۃ المناقب میں راوی ہیں کہ جناب سیادت نے فرمایا "سانپ جب کبھی کسی آدمی کے پاس جائے تو پہلے تین مرتبہ حضرت سلیمانؑ کی قسم دے۔ اگر بھاگ گیا تو جن ہے اور اگر نہ بھاگا تو مار دیا جائے۔"

اوتادوں کی حضرت امیرؒ سے ملاقات

انہیں شمس الدین ختلانیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز جناب سیادتؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ صوف (اون یا پشمینہ) پوشوں کی ایک جماعت خانقاہ میں آئی اور آنجناب سے مصافحہ کیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ باہر جاؤ۔ باہر جا کر تھوڑی دیر بعد ایک مہیب آواز اندر سے سُنی ڈیا۔ کافی دیر بعد دروازہ کھُلا۔ اندر آ کر کسی کو نہ دیکھا صرف آنجنابؒ موجود تھے

چوں درون آمدم کسی ندیدم۔ الا آنجناب پرسیدم کہ یا حضرت این صحبت چہ بود۔ بزبان حال تقریر کردند کہ این جماعۂ اوتادان بودند کہ بیاری صحبت من آمدہ بودند۔ گفتم کہ یا بزرگوار پس وقت رخصت ہیچ یکی ندیدم و نعرۂ شنیدم گفتند کہ درا ثنای صحبت ایشان و بوقت تعلیم و تلقین ابلیس لعین حاضر آمدہ بود چوں ایشان را دید کہ ہمہ شائستہ حق بودند نومید شدہ نعرۂ زد و برفت و بواسطہ ایشانرا بوقت رخصت ندیدہ اید والسلام **نقلست** از شمس الدین ختلانی گفت کہ روزے در ایام اربعین در خدمت بودم۔ بعد از نماز اشراق دیدم کہ لشکری عظیم بہر سید جماعۂ زر بفت پوش دیدم۔ درمیان ایشان مردی دیدم با تاج

پوچھا یا حضرت یہ کیا ملاقات تھی؟ فرمایا یہ لوگ اوتاد تھے اور مجھ سے ملنے آئے تھے۔ میں نے کہا بزرگوار واپسی کے وقت تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور نعرہ سنا۔ بولے ان سے ملاقات اور تعلیم و تلقین کے وقت ابلیس لعین آدھمکا تھا جب دیکھا کہ سب لوگ شائستہ حق ہیں تو ناامید ہو کر نعرہ مارا اور چلا گیا۔ اسی لئے بوقت رخصت تم نے انہیں نہیں دیکھا۔ والسلام۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے ملاقات

شمس الدین ختلانیؒ نے کہا ایک روز چلے کے دوران خدمت میں تھا بعد نماز اشراق کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھاری لشکر جمع ہے۔ ساتھ ہی زربفت کا لباس پہنے ہوئے ایک جماعت نظر پڑی۔ ان کے درمیان جڑاؤ تاج پہنے ہوئے

مرصع و بر سر چند کس نیز تاج های مرصع بودند حیران شده متفکر گشتم
کہ بارِ خدایا اگر پادشاہ این شہر است این سلطنت از کجا آورد و گر از
ولایتی دیگر آمد قبل از این خبری نشنیدم کہ کدام کس خواہد بود چون
در خانقاہ درآمدند از بی اختیار سر در قدم نہادم باز من پرسیدند کہ
سید در کدام حجرہ خلوت نشستہ است۔ بدستِ راست حجرۂ مبارک
نمودم۔ پنج کس در حجرہ درآمدند۔ چون وقت نماز چاشت رسید
دیدم کہ آنجناب سیادت از حجرہ بر آمدند و دیگر کسی ندیدم در لون
من تغیرے پذیرفت۔ آن بزرگوار بزبانِ مبارک فرمودند کہ چرا
ترسیدہ۔ جد بزرگوار من مع خلفاء الراشدین برای تلقین ذکر من
آمدہ بودند والسلام نقل آشت از نور الدین جعفر بدخشی کہ روز

ایک آدمی دیکھا۔ ساتھ ہی کچھ اور لوگ بھی تاج پہنے ہوئے تھے۔ متفکر ہو کر کہنے
لگا بارِ خدایا اگر بادشاہ شہر ہے تو سلطنت کہاں سے لائی اور اگر کسی دوسری ولایت
(حکومت) سے آیا ہے تو اس سے پہلے کیوں معلوم نہیں ہوا۔ جوں ہی یہ لوگ خانقاہ
میں آئے بے اختیار سر ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ آتے ہی پوچھا سیّد کہاں ہے اور
کس حجرہ میں خلوت گزین ہے۔ دائیں ہاتھ سے کمرہ دکھایا۔ یہ پانچ آدمی
تھے۔ چاشت کے وقت حضرتِ سیادت رضؓ کمرہ سے باہر نکلے۔ کوئی ساتھ نہ تھا۔ رنگ
فق ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ تم کیوں اندر نہیں آئے۔ میرے جد بزرگوار خلفاء راشدین کے
ہمراہ تلقینِ (تعلیم) ذکر کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ والسلام

آنجناب سیادت مآب در قریہ رسید کہ در ان موضع گنبدے بود و حجرہ داشت جناب سیادت خواستند کہ در آن حجرہ در آیند سکان آں قریہ مانع آمدند۔ جناب سیادت فرمود کہ چرا منع می کنید گفتند کہ ہر کس درین حجرہ شب در آید روانہ بہ تابوت روانہ می شود۔ سید چوں از زبانِ مردم چنیں شنید در غیرت در آمد و در حجرہ کشادہ دردن رفت۔ چوں نصف شب گذشت دید کہ زنے صاحب جمال پیدا شد۔ آہستہ نزدیک آں بزرگوار آمدن گرفت۔ چوں سیدؒ بغیرت در و نظر کردند منتشر شد مثل دانہائے اذن دروانہ سید بسلامت بیروں آمد۔ اہل آں قریہ در تہنیت

زن صاحب جمال کا پارہ پارہ ہونا

نورالدین جعفر بدخشیؒ سے نقل ہے کہ ایک روز جناب سیادتؒ ایک گاؤں میں پہنچے۔ یہاں ایک گنبد اور ایک حجرہ تھا۔ جناب سیادتؓ نے حجرہ میں داخل ہونا چاہا۔ دیہات کے باشندے مانع ہوئے۔ جناب سیادتؒ نے منع کرنے کا سبب دریافت کیا۔ کہنے لگے جو بھی اس کمرہ میں رات کو آتا ہے دن کو تابوت پر روانہ ہوتا ہے۔ لوگوں کی زبان سے یہ بات سن کر جناب سید کو غیرت آئی حجرہ کا دروازہ کھول کر اندر چلے گئے۔ آدھی رات کو ایک صاحب جمال عورت پیدا ہو گئی اور آہستہ آہستہ جناب سیادت کے قریب آنے لگی۔ لیکن جوں ہی سید نے قہر کی نظر ڈالی لہٰذا کے دانوں کی طرح پارہ پارہ ہو گئی۔ دن ہوتے ہی حضرت سیدؓ صحیح سلامت حجرہ سے باہر آئے۔ گاؤں والے مبارک باد دینے لگے اور خوشی سے بیش بہا ہدیئے اور تحفے آنجناب کو پیش کئے +

شدند و ہر کدام تحفہ ہا و ہدیہ ہا پیش آں جناب آوردند نقلست ای رفیق طریق بدانکہ روزی آنجناب سیادت باتفاق جمیع یاران بسفر بر آمدند۔ چوں نزدیک بزمین فرنگ رسیدند در یک منزل نزول کردند و قوام الدین بدخشی کہ یکی از خلفاء آنجناب سیادت چہل سال در سفر و حضر در خدمت شریف حاضر بود او را ہم ہمراہ گرفتند و بسوی آں قریہ روان شدند۔ چوں دران موضع رسیدند دیدند کہ اہل آں دیار ہمہ عیسوی اند و کلمۂ حضرت عیسیٰؑ میخوانند جناب سیادت قوام الدّین بدخشی را فرمودند کہ برو و یاران را طلب کُن۔ در خاطر قوام الدّین گذشت کہ ظاہرا سیّد ہمراہ این مردم جنگ خواہد کرد جناب سیادت بزبانِ مُبارک فرمودکہ در خاطر وسوسہ را راہ مدہ۔ چوں قوامُ الدّین

حضرتِ امیر کا ستّر مردوں کو زندہ کرنا اور مسیحی گاؤں کو مُسلمان بنانا

نقل ہے اے رفیقِ طریقت جان! ایک روز جنابِ سیادت تمام رفقاء کے ساتھ سفر کو نکلے۔ سرزمینِ فرنگ کے نزدیک پہنچکر ایک منزل میں پڑاؤ کیا۔ قوام الدین بدخشیؒ جو آپ کے خلفاء سے تھے اور چالیس برس تک سفر و حضر میں حاضرِ خدمت تھے انہیں بھی ہمراہ لیا اور گاؤں کی طرف چل دئے۔ یہاں پہنچکر دیکھا کہ اہل دیہات عیسوی مذہب ہیں اور حضرتِ عیسیٰؑ کے کلمہ گو ہیں۔ یہ دیکھکر جناب سیادتؓ نے قوام الدین بدخشیؒ کو حُکم دیا کہ جاکر یاروں کو طلب کرو۔ معاً قوام الدین کے دل میں خیال آیا کہ غالبًا سید ان لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اِس پر جناب سیدؓ نے زبانِ مُبارک سے فرمایا دل میں وسوسہ مت رکھ۔

حسب ارشاد قوام الدینؒ رفقاء کو بلانے گئے۔ اسی اثنا میں دیہاتیوں کی ایک

بطلب یاراں رفت۔ جماعۂ از اہل قم بہ پیش آں جناب آمدند و پرسیدند
کہ شما از کجا می آئید۔ آنجناب فرمودند کہ فی الحال از زمین مکہ می آئیم۔ چون
مردم نصاری نام مکہ شنیدند در دل آں ہا اثری پیداشد۔ ہمہا پیش آنجناب
سیادت نشستند و یاران ہم در خدمت زود رسیدند۔ درمیان این مردم
باآنجناب مباحثہ روئیداد۔ آنجناب سیادت پرسید کہ ملت و مذہب شمایان
چیست۔ گفتند مایاں کلمۂ عیسوی می خوانیم۔ آن جناب سیادت فرمودند
کہ چرا کلمۂ محمدیؐ نمی خوانید۔ در جواب گفتند کہ پیغمبر ما مردہ ہا زندہ می کردند در این
زمان کیست کہ یک مردہ زندہ می کند کہ کلہم مسلمان می شویم۔ چوں این
سخن ایں ہا جناب سیادت شنیدند در مناجات شدند۔ ہاتفی آواز داد
کہ اگر شما دعا کنید تمام مردہ ہای ایں ہا زندہ خواہیم کرد۔ در دل آنجناب تقویتی

جماعت جناب سیدؓ کے روبرو آئی۔ بولی آپ کہاں سے آئے ہیں۔ آنجنابؓ نے
کہا ہم فی الحال مکہ سے آرہے ہیں۔ نصاریٰ (عیسائیوں) نے جونہی مکہ کا نام سُنا
دل میں ایک خاص اثر ہوا۔ سب کے سب آنجنابؓ کے روبرو بیٹھ گئے۔ ادھر
رفقاء بھی جلدی سے آ گئے۔ یہاں عیسائیوں اور حضرت امیرؓ کے مابین مباحثہ چل
رہا تھا۔ جناب سیدؓ نے دریافت کیا کہ تم لوگوں کا مذہب کیا ہے۔ بولے ہم حضرت
عیسیٰ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ جناب سیادتؓ نے کہا کلمہ محمدیؐ کیوں نہیں پڑھتے؟
بولے ہمارا پیغمبر مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ اس زمانے میں کون ہے جو ایک مردہ
بھی زندہ کر دے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم سب مُسلمان ہو جائیں گے۔ یہ بات سنتے
ہی جناب سیادتؓ مناجات میں گئے۔ فرشتۂ غیبی نے آواز دی کہ اگر آپ نے دُعا کی

بعد سید و سکان اہل آن بقعہ را فرمود کہ اگر کسے از میان مایان مردہ ہا از شما زندہ می کند دینِ محمدی قبول خواہید نمود یا نہ گفتند کہ البتہ خواہیم کرد آن جناب سیادت با چند کس از اہل آن دیار بسوی گورستان رفتند۔ چون آنجناب سیادت در دعای آن جماعہ شروع کرد بمجرد دعا ہفتاد کس از مردہای آن دیار زندہ شدند۔ در حال سکان اہل آن قریہ کلمہ محمدی خواندند و دست بیعت از آنجناب سیادت گرفتند۔ نظم

مردہ چوں زندہ کردن از مسیحا دور نیست ۔۔۔ در علی بین ہم بقدرت مردہا چون زندہ کرد

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم در شانِ ایشان فرمود

گر من نبودمی علی بُدی بجای من ۔۔۔ در او نبی بدی پس علیؓ علای من

توان لوگوں کے تمام مُردے زندہ کر دیئے جائیں گے۔ اس سے آنجنابؓ کے دل کو تقویت ملی۔ گاؤں والوں سے کہا اگر ہم میں سے کوئی تمہارے مُردے زندہ کر دے تو کیا دینِ محمدیؐ قبول کر لو گے۔ بولے یقیناً۔ اس کے بعد جناب سیادتؓ قریہ (گاؤں) کے چند لوگوں کے ساتھ قبرستان گئے۔ ابھی دعا پورے طور پر شروع بھی نہ کر پائے تھے کہ ستر مردے یکلخت دُعا سے جی اُٹھے۔ یہ دیکھکر اہل گاؤں سب کے سب مسلمان ہو گئے اور کلمہ محمدیؐ پڑھ لیا اور ساتھ ہی بیعت بھی کر لی۔ نظم

مردہ چوں زندہ کردن از مسیحا دور نیست ۔۔۔ در علی بیں ہم بقدرت مردہا چون زندہ کرد

(مسیحا سے مردوں کو زندہ کرنا بعید نہیں ہے دیکھو علی نے قدرت سے مردوں کو زندہ کیا)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کی شان میں فرمایا ہے۔

گر من نبودمے علی بُدے بجای من ۔۔۔ در او نبی بدی پس علیؓ علای من

(اگر میں نہ ہوتا علی میری جگہ ہوتے اور اگر علی نہ ہوتے تو میرا علیؓ علائی ہوتا)

چنانچہ تخلص آنجناب علائی است۔ در چہل اسرار آوردہ است:۔

"قفل این درشد علائی و کلید آن نیاز   گر نیازی داری اینجا بر سریر ناز شو"

والسلام علی من اتبع الہدیٰ **نقل است** از شیخ محمد طالقانی کہ بلا واسطہ خلیفۂ آنجناب بود۔ فرمود کہ روزی ہمراہ آنجناب تنہا می رفتم۔ ناگاہ صورتی پدید آمد۔ اگر در پیمائش آمدی کم از دو ہزار گز نبودی چون آن شمائل دیدم بی اختیار لرزہ در اندام من پدید آمد۔ چون آنجناب بسوی این فقیر نظر کرد مرا بیطاقت دید گفت مردانہ باش این صورت کہ می بینی صورتِ جن است۔ ہنوز فکر ما خواہد کرد۔ بعد از زمانی مانند صورتِ آدمی شد۔ چون آنجناب ادعیہ ماثورہ بر زبان راندن گرفت مثل سگ شد۔ چون ادعیہ

علائی آنجناب کا تخلص ہے۔ چہل اسرار میں وارد ہے:۔

"قفل این درشد علائی و کلید آن نیاز   گر نیازی داری اینجا بر سریر ناز شو"

(علائی اس دروازہ کا "تالا" ہے اور عاجزی اس کی کنجی۔ اگر نیاز رکھتے ہو تو ناز کے تخت پر بیٹھو۔ یعنی عاجزی سے ہی بلندی ملتی ہے۔)   ہدایت کے پیروکار پر سلام

حضرتِ امیر کا جن کو مسلمان بنانا۔

حضرت شیخ محمد طالقانیؒ سے جو بلا واسطہ خلیفۂ آنجنابؓ تھے، نقل ہے کہ ایک روز آنجناب کے ہمراہ تنہا جا رہا تھا۔ ناگاہ ایک صورت نمودار ہوئی۔ پیمائش میں دو ہزار گز سے کم نہ تھی۔ دیکھتے ہی بے اختیار جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آنجنابؓ نے جب بے طاقت دیکھا فرمایا حوصلہ رکھو۔ یہ شکل جو دیکھ رہے ہو جنّ کی ہے ابھی مکر و فریب کریگا۔ کچھ دیر بعد انسانی شکل پر آ گیا۔ اب جب آنجنابؓ نے حدیث شریف میں وارد

تمام کردہ مانند روباہ شد دو در پای جناب سیادت افتاد۔ بعد از زمانی غائب شد۔ پرسیدم کہ یا حضرت این قوم کدام قوم بودند؟ جواب گفتند کہ جن بود کافر بود و الحال پیش من مسلمان شد۔ گفتم کہ یا بزرگوار اگر مسلمان نمی شد چہ می کردیم۔ گفتند اگر دیگری بودی بدیدن او جان دادی پس از جناب سیادت پرسیدم کہ بے حکم مسبب الاسباب جن را قدرت ہست کہ آفت بآدمی رساند گفتند آری پس پرسیدم کہ وجہ آں چیست۔ گفتند اگر مردی بے طہارت و بے غسل در گذرہای ایشاں می رود البتہ آفت رسانند۔ پس پرسیدم کہ مردم می گویند کہ گاہی آدمی ہم بجن آفت می کند۔ گفتند آری اگر آدمی جن را بکشد قصاص از قاضی طلب می کردند۔ الحال قدرت آں ندارند۔

دعائیں پڑھیں تو کتا ہو گیا۔ پھر دعاؤں کے اختتام پر لومڑی بن گیا اور بالآخر جناب سیادتؓ کے قدموں پر گر پڑ کر غائب ہو گیا۔ دریافت کیا "یا حضرت یہ کون قوم ہے"۔ جواب میں کہا جن تھا۔ اور کافر تھا۔ فوراً میرے پاس مسلمان ہو گیا۔ میں نے کہا اے بزرگوار اگر مسلمان نہ ہوتا تو ہم کیا کرتے"۔ فرمایا اگر کوئی اور ہوتا تو دیکھتے ہی مر جاتا۔ بعد ازاں جناب سیادتؓ سے پوچھا کہ کیا خدائے بزرگ کے حکم کے بغیر جن کو طاقت ہے کہ آدمی کو گزند پہنچائے؟ کہا ہاں اگر آدمی بے طہارت اور بے غسل ہو اور ان کے راستوں پر چلے تب یقیناً گزند پہنچاتے ہیں۔ پھر دریافت کیا کہ کیا کبھی آدمی بھی جن کو تکلیف پہنچاتا ہے فرمایا ہاں اگر آدمی جن کو قتل کر دے تو قاضی سے انتقام کی درخواست کرتے ہیں مگر اب یہ طاقت نہیں رہی ہے۔

نقلست جناب سیادت روزی باتفاق جماعۂ یاران در قریۂ علیشاه رفته بودند۔ چوں دران منزل نزول کردند شخصی بود که تمام عمر تفاخر می کرد۔ که ام روز سید در اینجا خواهد رسید چوں این آواز بسمع او رسید شاد شد واز خانه خود بر آمد۔ گفت که اوّل پیش سیّد روم بعد ازان نذری که دارم خواهم برد۔ چوں پیش آن جناب سیادت رسید قدمبوسی کرد بعدهٗ سوال کرد که یا حضرت امروز در خانه فقیر درویشان را سوال است آنجناب سیادت قبول کردند۔ چوں آں مرد بخانه آمد آنچه برای ضیافت تیار کرده بود همه دزداں بردند شرمنده شده از خانه خود گریخت۔ چوں وقتِ طعام نزدیک شد، جناب سیادت باتمام درویشاں در خانهٔ او رفتند دیدند که آں مرد در خانه نیست متعلقان او را گفتند کجا رفت

علی شاہیوں کے مُرید ہونے کا سبب

جناب سیادت ایک روز یاروں کے ساتھ علی شاہ کے گاؤں گئے۔ ایک منزل میں پہنچکر دیکھا کہ ایک شخص فخریہ کہہ رہا تھا کہ سید کسی روز یہاں پہنچیں گے۔ جوں ہی حضرت سید کے آنے کی بھنک کان میں پڑی نہایت شادمان ہوا۔ گھر سے نکل کر بولا کہ پہلے سید کے پاس جاؤں گا اور اس کے بعد نذر گذارنوں گا۔ سید کے پاس جاکر قدمبوسی کی۔ پھر التجا کی کہ آج فقیر کے گھر میں درویشوں سے سوال ہے کہ تشریف لائیں۔ حضرت سیّد نے آنا مان لیا۔ لیکن جونہی گھر پہنچا چور تمام ضیافت کا سامان لیگئے۔ شرمندگی سے گھر بھاگ کھڑا ہوا۔ کھانے کے وقت جناب سیادت درویشوں کے ساتھ آدمی کے گھر تشریف لے گئے لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا۔ متعلقین نے صورت حال خدمت اقدس میں بیان

آنہا کیفیت حال گذشتہ در خدمت شریف ایشان معروض داشتند۔ جناب سیادت بزبانِ مبارک خود فرمودند کہ او را بیایید اگر نصیب ماست خود خواہد رسید اما او چرا غم می خورد۔ آں مرد شرمندہ شدہ پیش آنجناب سیادت آمدہ نشست۔ ناگاہ جماعہ کہ اموال او را بردہ بودند ہمراہ آں از خود چیزے گرفتہ در خدمت شریف مشرف شدند۔ جناب سیادت فرمود کہ بردن چہ بود و آوردن چہ۔ کلان ترین دزدان کہ بود برخاست و عرض داشت کرد یا بزرگوار چوں ایں گوسفند و برنج از خانۂ ایں مرد بردیم وقتیکہ در خانۂ خود رسیدیم دیدیم کہ ترک چند خانہای ما را گرد کردند ... بایان چہ با خانہای ما را گرد کردند ... آزار میدہند۔ آنجناب ... ما را باید از ما بگیرید گفتند چیزی کہ الحال شما آوردید این نذر حضرت

کی۔ جنابِ سیادت نے کہا تلاش کرکے لاؤ۔ کھانا اگر ہمارے نصیب میں ہے تو خود پہنچ جائیگا۔ اسے غم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ آدمی آکر شرمندگی سے جناب سیدؒ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اس کا مال ہمراہ لے گئے تھے اپنی طرف سے بھی کچھ چیزیں لیکر خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ جناب سیدؒ نے پوچھا لے کیوں گئے تھے اور لائے کیوں ہو۔ چوروں کا سردار اٹھا اور بولا "بزرگوار جونہی یہ بھیڑ اور چاول اس آدمی کے گھر سے لیکر اپنے مکان پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ چند ترکوں نے ہمارے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ ہم نے کہا بارے ہمارا مکان کیوں گھیر رکھا ہے اور بچوں کو ایذا دے رہے ہو۔ جو خواہش ہے مانگو۔ بولے جو چیزیں ہمراہ لائے ہو وہ میر سید علی ہمدانیؒ کی نذر ہیں اس فقیر کے گھر سے یہ کیوں لائے ہو۔ اگر جلدی دوبارہ

پیر سید علی ہمدانی بود۔ چرا از خانۂ آں فقیر کشیدہ آوردید۔ اگر زود در خانۂ او باز می رسانید بہتر والّا شما ہا را ہلاک خواہیم کرد۔ چوں ایں بگفتند غائب شدند۔ بنا براں در خدمتِ شریف از خود ہم چیزی گرفتہ آمدیم اگر مہربانی باشد تقصیرے کہ کردیم بخشند والّا آنچہ کہ سزاوار باشیم بکنند۔ آنجناب سیادت بزبان مبارک خود فرمودند کہ بروید گناہاں شما بخشیدیم۔ بعدہٗ قدم بوسی شریف کردہ در خانہا ی خود مراجعت کردہ قرار گرفتند و آں مرد مضیف شادان و خندان آنچہ لوازم ضیافت بود کردہ بیعت آنجناب گرفت و در تمام شہر شہرت شد۔ سبب مرید شدن علی شاہیان ایں بود۔ والسلام۔ **نقلست** از شاہ شہیداں خواجہ اسحاق ختلانی قدس سرہٗ آنکہ چوں سبب مرحمت

دہیں پہنچادو گے تو ٹھیک ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ یہ کہتے ہی غائب ہو گئے اسی لئے چند چیزیں اپنی طرف سے بھی لائے ہیں۔ از راہِ کرم گستاخی معاف ہو ورنہ واجبی سزا کے مستحق ہیں۔ آنجناب سیادتؓ نے فرمایا چلے جاؤ۔ تمہاری خطائیں معاف ہیں۔ قدم بوسی کے بعد سب کے سب گھروں کو لوٹ گئے۔ میزبان شادان و فرحاں ہوا اور فی الفور مرید ہو گیا۔ شہر میں بھی شہرت ہو گئی۔ علی شاہیوں کی ارادت کا یہی سبب تھا۔ والسلام۔

خواجہ اسحٰق ختلانی کے مُرید ہونیکا سبب

شاہ شہیداں خواجہ اسحاق ختلانی قدس سرہٗ سے نقل ہے کہ جب سیادت مآبؓ اس فقیر پر مہربان ہو گئے چاہا کہ کسی بزرگ کی خدمت میں جاؤں۔ ہر

آن جناب باین فقیر شد خواستم که در خدمت بزرگی می رفتم از هر کس تدبیر می پرسیدم پیش که تائب می شوم همه کس جواب می گفتند که پیش حضرت میر سید علی ہمدانی برو ناگاه شبی در واقعه دیدم که مارا پیش پادشاه می برند متحیر شده می گویم که ای یاران برای چه پادشاه مارا طلب کرده است که خون ناحق نکردم و دزدی نکردم که مارا باین عتاب می برند در جواب گفتند که غم مخور که ترا حضرت میر سید علی ہمدانی طلب کرده است شاد شده دویدن گرفتم چون در خدمت رسیدم دیدم که آن جناب بر سر تختی بطریق پادشاهان نشسته است۔ سر در قدم شریف نهادم۔ و آداب خدمت بجا آوردم بزبان مبارک فرمودند که کسی را که طلب باشد البته بمطلوب می رسد چنانچه فرمودند مَن طلبنی وَجَدنِی در همان زمان بیدار شدم گفتم

ایک سے پوچھا تھا کہ کس کے ہاتھ پر تائب ہوں۔ سب نے میر سید علی ہمدانیؒ کا نام بتایا۔ اچانک خواب میں دیکھا کہ مجھے بادشاہ کے روبرو لے جا رہے ہیں۔ حیران ہو کر کہہ رہا ہوں دوستو بادشاہ نے ہمیں کس لئے طلب کیا ہے۔ نہ میں نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے اور نہ چوری کی ہے۔ جواب میں کہا غم نہ کھا کہ تجھ کو حضرت میر سید علی ہمدانیؒ نے طلب کیا ہے خوش ہو کر بھاگنا شروع کیا۔ جب خدمت میں پہنچا دیکھا کہ آنجنابؒ تخت پر بطور بادشاہوں کے جلوہ گر ہیں۔ سر قدموں میں رکھ کر آداب بجا لایا۔ زبان مبارک سے فرمایا جس کو طلب ہوتی ہے مطلوب (مقصود) کو پہنچتا ہے۔ پھر فرمایا مَن طَلَبَنی وَجَدَنی (جس شخص نے مجھے طلب کیا پایا) اسی وقت بیدار ہو کر کہنے لگا بار خدایا صبح کب روشن ہوگی کہ میر سید علیؒ کی خدمت میں جاؤں۔ صبح ہوتے ہی گھر سے نکلا۔ نماز فجر

کہ یا بار خدایا کے صبح روشن شود کہ در خدمت میر سید علی ہمدانی بروم۔ چون صبح روشن شد از خانۂ خود بر آمدم۔ نماز فجر در وادی ختلان خواندم و تمام روز در راہ رفتم۔ شبانگاہ در خانقاہ پر نور ایشان رسیدم مسافت کہ آن قدر بود کہ اگر اسپ راہ دار سہ روز می رفت در خدمت شریف می رسید۔ القصّہ چوں پرسیدم جناب سیادت بعد از نماز عشا بزبان مبارک فرمودند کہ بوئی از اسحٰق می آید البتہ از ختلان کسی آمدہ باشد۔ چوں بشنیدم شاد شدم و برخاستم و زود سر در قدم میمنت نہادم و بیعت کردم۔ چوں در خواب رفتم لقای پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدم کہ در خانقاہ نشستہ اند از حاضران مجلس پرسیدم کہ این کدام شمائل است۔ گفتند شمائل پیغمبر خدا است صلعم گفتم کہ امروز مدتیست کہ ایشان از دار فنا بدار بقا رحلت فرمودہ بودند۔ شاید کہ در واقعہ می بینم در جواب گفتند کہ ایشان زندہ اند بلکہ آن بطالان

وادی ختلان میں پڑھی۔ سارا دن سفر کرتا رہا اور رات کے وقت خانقاہ پر نور میں پہنچا فاصلہ اس قدر زیادہ تھا کہ چلنے والا گھوڑا تین دن میں خدمت شریف میں پہنچتا تھا۔ القصّہ جب پہنچا جناب سیادت رضؓ نے فرمایا کہ اسحٰق کی خوشبو آ رہی ہے۔ یقیناً ختلان سے کوئی آیا ہے۔ سنتے ہی میں خوش ہوا۔ اٹھ کر جلدی سے سر ان کے مبارک قدموں پر رکھ دیا اور بیعت کر لی رات کو خواب میں لقاء (صورت) پر نور حضرت محمد الرسول اللہ کو دیکھا کہ وہ خانقاہ میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ شمائل پر نور کن کی ہے؟ بولے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ میں نے کہا وہ تو بہت عرصہ پہلے دار بقا کی طرف رحلت فرما چکے ہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ بولے وہ زندہ ہیں۔ وہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں جو آپؐ کو

تیرہ روزگار کہ در قیاس می آیند کہ آنہا مُردہ اند۔ بعدہٗ پرسیدم کہ اینجا برای چہ
آمدند۔ در جواب گفتند کہ ایں خانقاہ اولادِ او دوست ہر روز بجہتِ مدد اولادِ خود
می آیند۔ چوں بیدار شدم اعتقاد درمن زیادہ از حد شد بعدہٗ در خدمتِ
شریف بودم بمجردِ سلوک چہل روز احتیاجِ طہارت بمن نشد۔ بعدہٗ ما را
خدمت خانقاہ فرمودند۔ چندگاہ آب طہارت درویشاں می آوردم و چند
گاہ ہیمہ برای مطبخ آوردم۔ بعد ازاں ما را اجازت خلوت دادند۔ اینقدر
بس بود خردمنداں را نقلست از شیخ نورالدین جعفر بدخشی و از شیخ
عبداللہ رکن الدین شیرازی آنکہ روزے از زبانِ مبارک جناب سیادت
شنودہ شد کہ از زبان شیخ نظام الدین غوری شنیدم کہ حضرت شیخ

مُردہ کہتے ہیں۔ پھر دریافت کیا کہ آپ یہاں کس لئے تشریف لائے ہیں۔ ان حضرات نے جواب دیا کہ یہ خانقاہ آپ کی اولاد کی ہے اور اس لئے ان کی مدد کے لئے یہاں تشریف تشریف لائے ہیں۔ میں بیدار ہو کر جناب سیادت کا اور زیادہ معتقد ہو گیا۔ اس کے بعد سے میں ہمیشہ آپ کی خدمتِ شریف میں رہا۔ سلوک (تصوّف کی اصطلاح ہیں جب صوفی راہ معرفت ہیں قدم رکھتا ہے۔) کے باعث چالیس روز تک احتیاج طہارت (وضو) نہ ہوئی بعدہٗ خدمت خانقاہ کا حکم ہُوا۔ کچھ عرصہ درویشوں کا آب طہارت لاتا تھا۔ بعد ازاں ایندھن لانے لگا۔ پھر اجازتِ خلوت عطا ہوئی۔ عقلاء کے لئے اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔

حضرت امیر کا ایک سو ستر (۱۷۰) دنوں کے روزے رکھنا

نقل ہے کہ شیخ نورالدین جعفر بدخشی اور شیخ عبداللہ رکن الدین شیرازیؒ سے کہ ایک روز جناب سیادت کی زبان مُبارک سے سنا گیا کہ شیخ نظام الدین غوریؒ کی زبان سے

نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی در دو اربعین افطار نکردند۔ در خاطرم گذشت که بارے بیازمایم۔ چون آزمودم صد وہفتاد روز احتیاج خوردن نشد۔ شبی در حجرۂ خود بودم که جد بزرگوار خود را دیدم که زبان مبارک فرمودند که اگر من نفس خود را شکست می دادم در تمام عمر چیزی نمی خوردم اما بدیگرے مشکل می شد التماس است که افطار کنید چون روز روشن شد آفتاب از زرین نقاب بیرون آمد فرمودم که برای خوردن چیزی تیار کنند از آن باز بے اجازتِ جدّ بزرگوار ہیچ کار نکردم۔ نقلست از بہرام شاہ خوشی که یکے از خلفاء آن جناب بود و پادشاہ تمام بدخشان بود می گفت که روزی شراب خوردہ بودم و در عالم مستی خواستم که کار بدی کنم۔ ہر چند سعی می کردم دستی پیدا

سُنا کہ حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی دو چلوں میں بھی افطار نہ کیا کرتے تھے دل میں خیال آیا ذرا میں آزماؤں۔ چنانچہ آزمانے پر ایک سو ستر دنوں تک کھانے کی احتیاج نہ ہوئی۔

ایک رات حجرہ میں تھا کہ جدّ بزرگوار (پیغمبرؐ) دیکھے۔ زبان مُبارک سے فرمایا تھے اگر اپنے نفس کو شکست دیتا تمام عمر کچھ نہ کھاتا لیکن دوسرے کے لئے مشکل ہو جاتا التماس ہے کہ افطار کیجئے۔ جب دن چڑھ گیا اور آفتاب زرین نقاب سے باہر آ گیا حکم دیا کہ کھانے کے لئے کچھ تیار کریں۔ اس کے بعد سے بلا اجازتِ جدّ بزرگوار کوئی کام نہ کیا۔

حضرت امیر کا بہرام شاہ خوشی کو قتل سے روکنا

نقل ہے کہ بہرام شاہ خوشی سے جو آنجناب کا خلیفہ اور تمام بدخشان کا بادشاہ تھا اس کا بیان ہے کہ ایک روز شراب پی تھی اور عالم مستی میں چاہا کہ بُرا کام کروں۔ ایک ہاتھ پیدا

می شد و مرا می گرفت۔ چوں بہوش آمدم تمام خدمتگارانِ خود را جمع کردم
و گفتم کہ امشب مرا کہ گرفتید۔ ہیچ کس جواب نداد۔ چون تمام امراء ووزراء
حاضر شدہ ازین ہا نیز پرسیدم کہ امروز من در عالم مستی بودم۔ خواستم کہ خون ناحق
کنم۔ ہر زماں دستی پیدا می شد و ما را از ان کار باز می داشت وزراء نیز ازین
معنی متحیر شدند و جواب عاجز آمدند۔ چون شب شد در واقعہ دیدم کہ حضرت
میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ حاضر شدند و فرمودند کہ ای پادشاہ مجازی اگر
چہ ازین ملک بادشاہی می کنی اما فکر بر اصل کن کہ تا فردای قیامت شرمسار
و نگونسار نشوی کہ انما مثل الحیٰوۃ الدنیا کماءٍ انزلناہ من السماء فاختلط
بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتیٰ اذا اخذت الارض

ہوا اور مجھے پکڑ لیا۔ ہوش میں آکر تمام خدمتگاروں کو جمع کرکے پوچھا آج رات کس نے
مجھے پکڑا ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بعد ازاں امراء و وزراء سے بھی دریافت کیا۔ ان سے
بھی پوچھا کہ آج جب کہ عالم مستی میں تھا اور خون ناحق کرنا چاہتا تھا ہر گھڑی ایک ہاتھ پیدا
ہوتا تھا اور ہمیں اس کام سے روکتا تھا۔ وزراء حیران ہوگئے اور جواب سے عاجز آگئے
رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ حاضر ہوئے اور
فرمایا کہ اے بادشاہِ مجازی اگر چہ تو اس مُلک پر بادشاہی کر رہا ہے تاہم اصل کی فکر کر
تا کہ کل کو روزِ قیامت شرمسار و نگونسار (اوندھے منہ) نہ ہو۔ شاید نہیں سُنا ہے انما
مثل الحیٰوۃ الدنیا کماءٍ انزلنا...... اذا اخذت الارض (یقیناً دنیوی) زندگی کی
مثال اُس پانی کی ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا اور پھر زمین کی نباتات سے ملا
دیا جسے لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں جب زمین اپنی آب و تاب اور زینت کو پالیتی

زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتَاهَا
اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ گفتم کہ یا حضرت چہ کار کنم کہ
دیروز من در عالم مستی بودم خواستم کہ خون ناحق بکنم دستی پیدا شد مانند
دست مبارک آنجناب فرمودند کہ من بودم کہ ترا از آن کار مانع آمدم۔ چون
بیدار شدم از بستر خواب برخاستم۔ بخدمت شریف رفتم و تائب شدم
خواستم کہ ترکِ سلطنت گیرم آنجناب مانع آمدند۔ بعد از آن سر در خدمت مبارکِ
آنجناب نہادم ہر چہ فرمودند بجای آوردم در عدل چنان کوشیدم کہ بامر آنجناب

زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قَادِرُوْنَ ...... نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (رہے اور کھیتی کے مالک یقین کر بیٹھتے ہیں کہ ہمیں اس پر قدرت حاصل ہو گئی۔ تب رات یا دن کو ہمارا حکم تباہی کا آجاتا ہے اور ہم اسے ایسا کٹا ہوا کر دیتے ہیں کہ گویا یہ کھیتی کل تھی ہی نہیں۔ اسی طرح سوچ سمجھ والی قوم کے لئے ہم اپنی نشانیاں بالتفصیل بیان کرتے ہیں)

میں نے عرض کی یا حضرت کیا کروں۔ کل میں عالم مستی میں تھا۔ اور خونِ ناحق کرنا چاہتا تھا۔ کہ غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہو گیا۔ یہ ہاتھ آپ کے دستِ مبارک جیسا تھا فرمایا ہاں میں ہی تھا اور تجھے اس کام سے باز رکھا تھا۔ بیداری پر بستر خواب سے اٹھا اور خدمت شریف میں جا کر تائب ہوا۔ چاہا کہ سلطنت چھوڑ دوں۔ آنجناب مانع ہوئے سر خدمت مبارک میں رکھدیا تا کہ جو فرمائیں بجا لاؤں۔ پھر عدل انصاف میں اتنی کوشش کی کہ آنجناب کے حکم سے ولی (خدا دوست) کا لقب حاصل

طلب بولی شدم در ہیچ کاری بی رخصت شیخ خود نکردم واللہ اعلم۔
نقلست کہ جناب سیادت مآب شیخ نورالدین جعفر بدخشی را بسیار دوست
می داشتند۔ روزی جماعتی در خدمت شریف نشستہ بودند۔ شخصی از نیشاپور
آمدہ قدم شریف را بوسیدہ ایستادہ شد۔ جناب سیادت از وی پرسید
کہ از کجا می آیند۔ علی الفور نورالدین در جواب گفت کہ یا حضرت ایشان
از نیشاپور می آیند حالانکہ او را نمی دانستند۔ آنجناب سیادت بزبان مبارک
فرمودند کہ مقام نورالدین بلندتر است از مقام بایزید بسطامی خواہ در

کرلیا۔ کوئی کام شیخ (مرشد) کی اجازت کے بغیر نہ کیا کرنا۔

شیخ نورالدین جعفر بدخشی کا درجہ

نقل ہے کہ جناب سیادت شیخ نورالدین جعفر بدخشیؒ کو نہایت دوست رکھتے تھے۔ ایک دن ایک جماعت خدمت شریف میں بیٹھی تھی کہ ایک شخص نیشاپور سے آکر قدمبوس ہوا۔ جناب سیادت نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ نورالدین فی الفور بول اٹھے یا حضرت یہ بزرگ نیشاپور سے آرہے ہیں حالانکہ نورالدین جعفر بدخشیؒ اسے نہیں جانتے تھے اس وقت جناب سیادت کی زبان مبارک سے نکلا کہ نورالدین کا درجہ بایزید بسطامیؓ[1] سے خواہ کرامات میں اور خواہ علم کی باریکیوں میں زیادہ بلند ہے

[1] ۔ سلطان العارفین ابویزید بسطامی طبقہ اوّل کے عرفاء اور اہل طریقت سے تھے جنید بغدادی باوجود علو مرتبت کے جو انہیں عرفان میں حاصل تھا اپنے اور بایزید کے درمیان جبریل اور دیگر فرشتوں کا فرق محسوس کرتے تھے۔ ابویزید کینیت تھی لیکن تخفیف سے بایزید ہوگئی صاحب کرامات عالیہ تھے جن کا تذکرہ کتب متصوفہ میں بالتفصیل درج ہے۔ کہتے ہیں ایک سو تیرہ مشائخ کی خدمت کی تھی ۲۳۱ھ (۸۴۵-۴۶ء) میں فوت ہو گئے۔ بسطام ب کے زیر کے ساتھ خراسان کا ایک شہر ہے۔ دامغان سے اسکا فاصلہ ایک کوس ہے (محمد ابراہیم)

کرامات خواه در دقایق عالم غیب والسلام۔ نقل است از نورالدین جعفر بدخشی که در خلاصۃ المناقب آورده است که آنجناب سیادت روزے بزبان مبارک فرمود که شبی در ایام زمستان در جامع دمشق بودم چون نصف شب بگذشت خواب بمن غلبه کرد و بعد از زمانی محتلم شدم خواستم که برخاسته غسل کنم اندک نفس کہالت کرد در غیرت شدم و برخاستم دیدم که تمام جاهای آب یخ بسته بود چنان سردی بود که جائے خالی از یخ نبود عاجز شدم۔ سنگی برگرفتم و بلب دریا رسیدم و یخ را بشکسته غسل کردم بعد از آن همان سنگ در دست گرفتم و در مسجد گذاشتم

آدھی رات کو حضرت امیرؒ کا انتہائی سرد پانی سے غسل کرنا

نقل ہے نورالدین جعفر بدخشیؒ سے جسے انہوں نے "خلاصۃ المناقب" میں بھی ذکر کیا ہے کہ آنجناب سیادت نے ایک روز زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک روز جاڑوں میں جامع دمشق میں تھا۔ آدھی رات کو خواب کا غلبہ ہو گیا اور ضرورت غسل محسوس ہوئی۔ چاہا کہ اٹھکر غسل کروں۔ کہالت نفس پیدا ہو گئی۔ غیرت سے اٹھا۔ ہر طرف یخ بستہ تھا۔ کوئی جگہ یخ سے خالی نہ تھی۔ عاجز آ کر ایک پتھر لیا اور دریا کے کنارے پہنچا اور یخ کو توڑ کر غسل کیا۔ اس پتھر کو دوبارہ ہاتھ میں لیکر مسجد میں ڈال دیا۔ اسی طرح چالیس رات تک آدھی رات کو اٹھتا رہا۔ پتھر

چہل روز بنصف شب بر میخاستم و سنگ بر می گرفتم و زخم شکستہ غسل
می کردم ۔ چوں شب چہل و یکم شد ناگاہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حاضر
آمدند و بزبان مبارک فرمودند کہ ایں قدر رنج بر جان خود نباید کرد و چون
بیدار شدم آں روز غسل نکردم بعدہ از انجا نقل کردم و بسوی بدخشان
آمدم و چہار اربعین پیہم دراں موضع کشیدم و باز بسیاحت پای نہادم
تا اکنون سیر می کردم **نقلست** جناب سیادت فرمود کہ چوں بزیارت
روضۂ منبرکہ منورہ حضرت امام العرفاء شاہ علی موسی الرضا رضی اللہ عنہ
رسیدم و آداب زیارت بجا آوردم شب بیرون روضۂ مبارکہ بودم چون
نصف شب بگذشت دیدم کہ حضرت امام از مرقد شریف بر آمدند و جماعۂ
پیش پیش می رفتند ۔ چوں بنزدیک من رسیدند برخاستم و تعظیم

کھولے کر زخم توڑا کرتا ۔ اکتالیسویں رات کو اچانک حضرت پیغمبر خدا حاضر ہوئے ۔ زبان
مبارک سے فرمایا اس قدر تکلیف جان پر رکھنی مناسب نہیں ہے ۔ بیداری پر اس
روز غسل نہیں کیا ۔ بعد ازاں یہاں سے روانہ ہو کر بدخشان آیا ۔ چار چلّے پے در پے
کرنے کے بعد دوبارہ سیاحت پر روانہ ہو گیا اور اس وقت بھی سیر میں ہوں ۔

حضرت امیرؒ کی امام علی موسی الرضاؒ سے ملاقات ۔

نقل ہے کہ جناب سیادت نے فرمایا کہ جب میں روضۂ منبرکہ امام العرفاء شاہ علی موسیٰ
الرضا پر پہنچا اور آداب زیارت بجا لایا اور رات روضۂ مبارکہ کے باہر بسر کی ۔ تب
نصف شب گذری تھی ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امامؓ مرقد شریف سے باہر نکلے ۔ ایک
جماعت آگے آگے چل رہی تھی جب میرے نزدیک پہنچے میں اٹھا اور تعظیم بجا لایا ۔ پھر

کردم و گفتم کہ یا حضرت در حق فقیر دعای خیرے فرمایند۔ امام دستِ مُبارک بر داشت و در حق من دعا کرد بعدہٗ نشست من بخدمت استادہ بودم فرمان شد کہ یا سیّد نشین۔ چوں نشستم ردا مبارک خود از کتف شریف فرود آوردند و بسوی من انداختند و مرا حکم کردند کہ بیعت بگیر بیعت گرفتم و تلقینِ ذکر فرمودند بعدہٗ بیدار شدم۔ جماعۂ از اہل آں دیار پیش من آمدند و از من بیعت گرفتند و کثیرے مرید شدند۔ چندگاہ در خدمت مرقد منوّرہ بودم چوں در دلِ من بگذشت کہ باز بطرف شیراز روم شب در زیارت بودم حضرت امام حاضر شدہ مارا رخصت داد باذنِ مُبارک ایشاں باز بسیاحت پای نہادم والسلام علی من اتبع الھُدیٰ۔ ای رفیق کلمۂ چند از فتنۂ امرا و ملوک کہ در حق جناب سیادت نمودند در قلم آوردہ شود۔

کہا یا حضرت فقیر کے حق میں دعا خیر فرمائیں۔ امام نے ہاتھ اٹھا کر میرے حق میں دعا کی پھر بیٹھ گئے اور میں خدمت میں کھڑا تھا۔ فرمان ہُوا "اے سید بیٹھ جا" بیٹھنے پر چادر کندھے سے اتار کر میری طرف پھینک دی۔ حکم دیا کہ بیعت کر۔ بیعت کی اور تلقین (تعلیم ذکر) حاصل کی۔ اس کے بعد بیدار ہوگیا۔ اس ملک کی جماعت سامنے آئی اور میری بیعت کر لی۔ بہت سے مرید ہوگئے۔ کچھ مدّت مرقد منوّر کی خدمت میں تھا کہ دل میں خیال آیا کہ شیراز کو لوٹ جاؤں۔ رات کو زیارت میں تھا کہ حضرت امام حاضر ہوئے اور یہیں اجازت دی۔ چنانچہ آپ ہی کے اذنِ مُبارک سے سیاحت پر روانہ ہُوا۔ ہدایت کے مُتبّعین پر سلام

نقلست نورالدین جعفر بدخشی درخلاصتہ المناقب آوردہ است کہ آنجناب
سیادت فرمود کہ روزے پادشاہ بلخ مارا طلب کرد و نامہ برای من نوشت
کہ سید را باید کہ در ملازمت من بیاید۔ اجابت نکردم و جواب نامہ ہم برای او
نہ نوشتم۔ او در غضب شد و ملازمانِ خود را فرمود کہ اسپی از مس بسازند۔ زر
ہای بسیار خرچ کرد و اسپ را تیار نمودہ بعرض وی رسانیدند کہ اسپ را تمام
کردیم۔ بعدہ فرمود کہ چہل روز در آتش گرم کنید و تمام شہر را منادی کردند
کہ چون چہل روز تمام شود و اسپ مثل آتش شود خرد و بزرگ برای معاینہ
آیند پس برسرِ من لشکرے عظیم فرستاد و آنہا را تلقین کرد کہ اگر سید را بیارید
ہر کدام انعامات شایستہ خواہید یافت و الا ہمہ ما در آن آتش خواہیم
انداخت۔ چوں آں جماعہ پیش من آمدند و گفتند کہ یا سیّد پادشاہ فرمود کہ سیّد

آگ سے تپے ہوئے تانبے کے گھوڑے پر سوار ہونا

نورالدین جعفر بدخشی "خلاصتہ المناقب" میں لائے ہیں کہ آنجناب سیادت نے فرمایا
ایک روز بادشاہ بلخ نے ہمکو طلب کیا۔ خط لکھا کہ سید لازمی طور سے ہمارے پاس آئے
میں نے قبول نہ کیا اور جواب خط بھی نہ لکھا۔ نہایت غضب ناک ہوا۔ نوکروں کو حکم دیا
کہ تانبے کا گھوڑا بناؤ۔ بہت سونا خرچ کیا گیا۔ تیاری پر بتایا گیا کہ گھوڑا مکمل ہو چکا
ہے۔ بعدازاں شاہ بلخ نے حکم دیا کہ چالیس روز تک آگ میں گرماؤ۔ چالیس دن
کے بعد گھوڑا جب آگ کی طرح سرخ ہوا ڈھنڈورا پٹوا دیا گیا کہ چھوٹے بڑے
سب دیکھنے کو آئیں۔ بعدازاں میرے... ایک بھاری فوج روانہ کی اور تاکید کی
کہ اگر سیّد کو یہاں لے آئے تو ہر شخص مناسب انعام پائیگا ورنہ سب آگ میں جلا دیے
جائیں گے۔ یہ لوگ جب میرے پاس آئے تو بولے "جناب سیّد! بادشاہ نے حکم دیا

بایباید - اگر تشریف ارزانی فرمایند گویا کہ مارا آزاد کردید والا در آتش خواہیم رفت - چوں این بشنیدم ہمراہ ایشان پیش پادشاہ رفتم در مردم آں شہر بنظارہ آمدہ بودند - آں پادشاہ بسوی من اشارہ کرد کہ یا سید اوّل برین اسپ آتشین سوار باید شدن بعدہٗ من مُرید شما خواہم شد - چون بہ نزدیک اسپ رفتم آتش سرد شدن گرفت و آں موضع مثل کرۂ زمہریر گشت - چوں براسپ سوار شدم اسپ در حرکت آمد و پادشاہ پشیمان شد و سر در قدم من نہاد و بیعت من گرفت و حکم قبول نمود **نقلست** از مشائخان طریق رحمہم اللہ کہ اگر شخصے باشد کہ ریاضت تمام عالم کند و چندان نماز بگذارد کہ تمام اہل آسمان و اہل زمین و چندان روزہ دارد

ہے کہ سید کو ہمراہ لائیں - اگر تشریف لے چلیں گے تو گویا ہمیں آزاد کریں گے - ورنہ ہم سب نذر آتش ہو جائیں گے۔" یہ سنتے ہی میں اُن کے ہمراہ بادشاہ کے پاس گیا - شہر کے لوگ تماشے کے لئے آئے ہوئے تھے - بادشاہ نے میری جانب اشارہ کیا کہ اے سید پہلے اس آگ کے گھوڑے پر سوار ہو جایئے بعد ازاں میں آپ کا مرید بنوں گا جب میں گھوڑے کے نزدیک گیا آگ سرد ہونا شروع ہوئی اور وہ علاقہ زمہریر (زخ بستہ) بن گیا - جب میں گھوڑے پر سوار ہوا تو گھوڑا حرکت میں آ گیا - بادشاہ کو ندامت اٹھانا پڑی - سر قدموں پر رکھکر میری بیعت کی اور ہر حکم ماننے لگا۔

محبّت دُنیا

مشائخ طریقت سے (خدا اُن پر مہربان ہو) روایت ہے کہ اگر کوئی شخص تمام دنیا کی ریاضت کرے اتنی نمازیں پڑھے جتنی کہ تمام اہل آسمان و زمین پڑھتے ہیں اور

که تمام اہل آسمان و زمین می دارد و منت ہیچ کس نکرد و از لباس بے پروا باشد مثل فرشتہا آں جناب سیادت در ذکر می آرند که اگر در دلِ آنکس ذرہ از محبّتِ دنیا باشد و ریاست آں و یا سُروری و یا میلی ازاں باشد خدا وند تبارک و تعالیٰ می فرماید که با وجود آں ریاضت و محنت نام او از دفتر دوستان خود محو سازم و ہیچ عبادتے از وے قبول نمی کنم۔ چنانچه حدیث قدسی بریں دال است که "لو صلی العبد صلوٰۃ اهل السّماءِ والارض وصام صیام اهل السّماء والارض وطوی الطّعام مثل الملائکة حتیٰ لا یاکل شیئاً ولبس الوی ثماری فی قلبه ذرۃ من محبة الدنیا او سُمعتها او محمدتها او ریاستها لا یسکن فی جواری ولا یضمن قلبهٗ حتیٰ ینسانی ولا اذیقه حلاوۃ مُناجاتی"۔

اتنے روزے رکھے جتنے تمام آسمان اور زمین والے رکھتے ہیں اور کسی کا احسان نہ اٹھا کر کھردرا لباس پہنے اور کھانے سے فرشتوں کی طرح بے پروا ہو جناب سیادت فرماتے ہیں اگر ایسے انسان کے دل میں محبّتِ دنیا یا اسکی سرداری کا ایک ذرّہ بھی ہو اور رغبت دنیا ہو، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود ریاضت و محنت کے اس کا نام دوستوں کے دفتر سے مٹا دوں گا اور کوئی عبادت قبول نہ ہو گی۔ چنانچہ حسب ذیل حدیث قدسی اس پر دلالت (اشارہ) کرتی ہے "لو صلّی العبد صلوٰۃ ...... حلاوۃ مُناجاتی"۔

(اگر بندے نے اہل آسمان و زمین کی نماز پڑھی اور اہل آسمان و زمین کے روزے رکھے اور فرشتوں کی طرح کچھ نہ کھایا اور کھردرا لباس پہنا لیکن اس کے باوجود اس کے دل میں محبت دنیا ذرہ بھر نظر آئی یا اسکی شہرت، تعریف یا سرداری کا خیال ہوا تو ایسا بندہ نہ تو میرے پڑوس میں رہیگا اور نہ میری محبت اسکے قلب کو شامل ہوگی اور مجھے فراموش کر دیگا اور نہ ایسے شخص کو مناجات کی مٹھاس چکھاؤں گا

وروی عن ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کم من صایم یکون صومہ وبالا علیہ یوم
القیامۃ وکم من عار یکون عورتہ سلاسلا یوم الندامۃ وکم من
مصدق یکون صدقاتہ وزکوتہ زوال لاعمالھم یوم الحسرۃ
قیل یا رسول اللہ ما افسد اعمالھم قال اکل الحرام
آنجناب سیادت فرمودند کہ الحمدللہ روی لقمۂ حرام ندیدم و ہرگز ذرہ
از محبت دنیا بسوی سلطان دل راہ ندادم چنانچہ حدیث بریں دلیل است
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فی جسد ابن آدم
مضغۃ اذا صلح سائر الجسد واذا فسدت فسد سائر الجسد +

ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کم من صائم یکون صومہ وبالا علیہ یوم القیمۃ ...... افسد
اعمالھم قال اکل الحرام (کتنے روزہ دار ہیں کہ ان کا روزہ قیامت کے
دن ان پر وبال ہوگا اور کتنے ننگے ہیں کہ ان کا ننگا پن ندامت کے دن زنجیر،
کتنے خیرات کنندہ گاں ہیں کہ ان کی خیراتیں اور زکوٰۃ حسرت (افسوس) کے
دن اعمال زائل کر دے گی۔ پوچھا گیا اے خدا کے پیغمبرؐ وہ کون سی چیز ہے جو اُن
کے اعمال تباہ کر دے گی۔ فرمایا حرام کھانا۔ جناب سیادت نے فرمایا الحمدللہ میں
نے لقمہ حرام کا منہ تک نہیں دیکھا ہے اور دنیا کی محبت ذرہ بھر دل میں نہیں رکھی اس
کی دلیل یہ حدیث ہے (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... فسد سائر الجسد)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر

و آنجناب سیادت فرمود که روزی پادشاہِ ناانصاف چوں ایں قصّہ از افواہ

شنید که سید می گوید که ہیچ گاہ طعام حرام بسوی دہانِ من نہ رفت پادشاہ

در غیرت افتاد که ایں طعنہ برمن می زند۔ بملازمانِ خود قسم القطالبی داد و

گفت که چیزے بہم رسانید که محض شبہہ و تمام حرام باشد که ضیافتِ سیّد

می کنم و او را بخورانم تا بار دیگر پیش ہیچ یکے لاف نزند چوں خادمانِ پادشاہ

در شہر رفتند خواستند که از کسی بستم چیزے می ستانیم۔ ناگاہ پیرہ زالی را دیدند

که یک گوسفندی و پارۂ آرد و برنج و تمام مصالح بموافق آں برای آنجنابِ سیادت

می برد و را ماہی راہ آنرا بزور گرفتند و پیش پادشاہ آوردند۔ پادشاہ فرمود که

آنرا طعام سازند۔ چوں بانجام رسید سیّد را طلب کردند۔ آنجناب با تمام اصحاب

ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک ہے اور اگر بگڑے تو سارا جسم بگڑ جائے) جناب سیادت

نے فرمایا ایک روز ظالم بادشاہ نے لوگوں کی زبانی جب یہ قصّہ سُنا کہ سید کہتا ہے

کہ اس کے منہ میں ہرگز طعام حرام نہیں گیا ہے، غیرت میں پڑ گیا اور بولا یہ مجھ پر

طعنہ ہے۔ ملازموں کو شدید قسم دی اور کہا کہ ایسی چیز بہم کرو جو خالص مشکوک

اور مکمل حرام ہو، سید کی ضیافت کر کے اسے کھلاؤں گا تاکہ آیندہ ایسی شیخیاں

نہ بگھارے"

حسب الحکم خدام شہر میں گئے۔ چاہا کہ کسی سے کوئی چیز لیں کہ اچانک ایک بڑھیا

دیکھی کہ ایک بھیڑ، آٹا، چاول اور مصالحہ جناب سید کے لئے لے جا رہی تھی۔ یہ چیزیں

بزور لیں اور بادشاہ کے پاس لائے۔ بادشاہ نے انہیں، کھانا پکانے کا حکم دیا۔ تیاری

پر سید کو طلب کیا گیا۔ آنجناب تمام رفقاء کے ساتھ بادشاہ کے گھر گئے اور کھانا کھایا۔ فراغت پر

در خانۂ پادشاہ رفتند و طعام خوردند۔ بعد از فراغ طعام بادشاہ بسوی آنجناب اشارت کرد کہ ظاہراً در مذہب صوفیہ لقمۂ حرام خوردن جائز نیست و طعام ملوکانہ محض حرام است۔ جناب سیادت فرمود کہ خدا نکند کہ ہیچ مسلمانی لقمۂ حرام نصیب شود و آنچہ ما خوردیم ہم مانند شیر مادر بود۔ بادشاہ تبسم نمود و گفت کہ اللہ خدا نکند و درویشان سخن دروغ بر زبان رانند۔ در ہمال بحث بودند کہ پیرہ زنی حاضر شد و گریہ و زاری آغاز نہاد و آنجناب بر زبان مبارک فرمودای ملوک بموافق حدیث نبوی عمل کن کہ العدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ بادشاہ آن پیرہ زن را بہ نزدیک خود طلب کرد

بادشاہ نے جناب سیدؐ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مذہب صوفیہ میں لقمۂ حرام جائز نہیں ہے۔ حالانکہ یہ شاہی کھانا بالکل حرام ہے۔ جناب سیادت نے فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ کسی بھی مسلمان کو لقمۂ حرام نصیب ہو اور ہم نے جو کچھ کھایا ہے وہ شیر مادر (ماں کے دودھ) کی طرح حلال تھا۔ بادشاہ مسکرایا اور کہا کہ خدا نہ کرے کہ درویش جھوٹ بولیں۔ ابھی بحث جاری تھی کہ بڑھیا حاضر ہوگئی اور گریہ وزاری شروع کر دی۔ آنجناب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے بادشاہ حدیث نبوی کے مطابق عمل کر کیونکہ عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ (ایک گھڑی کا انصاف ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے) بادشاہ نے بڑھیا کو اپنے نزدیک بلوا کر کہا کہ کیا ظلم ہوا ہے۔ اس نیک عورت نے کہا اے نا انصاف ہر برس میر سید علی ہمدانی کے لئے نذر لے جاتی تھی تمام سال روزہ رکھتی تھی کہ سب سے پہلے ان کی خدمت میں نیاز (پیشکش) لے جاؤں۔ بعد

وگفت کہ ترا چہ ظلم رسیدہ است۔ آں صالحہ فرمود کہ ای نا انصاف ہر سال
برای میر سید علی ہمدانی نذری می بردم تمام سال روزہ می داشتم کہ اوّل
نذر بخدمت ایشان می بردم بعدہ انطار می کردم امسال نیز خواستم کہ بقدم
شریف مشرف شوم۔ کسان شما در راہ نذر آنجناب بستم از من گرفتند
جناب سیادت روی مبارک باو نمودہ فرمودند کہ ای صالحہ غم مخور
کہ سید علی ہمدانی منم آنچہ تو آوردہ بودی۔ درویشان من خوردند
آں پیرہ زن شاد شد روی خود بر قدم شریف مالید۔ پادشاہ شرمندہ
شد و روی خود بر زمین عجز نہاد و سر در قدم آورد آنجناب سیادت ہرگز
قبول نکردند۔ و بزبان مبارک ایں آیت بیان کردند من کان فی ھذہ ا

بعد اس کے انطار کرتی تھی۔ اِس سال پھر چاہا کہ قدم شریف سے مشرف ہوں
کہ تمہارے آدمیوں نے وہ نذر مجھ سے لے لی۔ جنابِ سیادت نے عورت کی طرف
مُنہ کیکے کہا اے نیک عورت غمگین نہ ہو۔ میں ہی سید علی ہمدانی ہوں اور
جو کچھ تو لائی تھی میرے درویشوں نے کھا لیا ہے۔ بڑھیا خوش ہوئی اور
اپنا چہرہ آپ کے قدموں پر مَلا۔ بادشاہ انکساری سے سر قدموں پر رکھکر معافی
کا خواستگار ہوا۔ جناب سیادت نے ہرگز قبول نہ کی اور زبانِ مبارک سے
یہ آیت تلاوت کی من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی
واضلّ سبیلًا (جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور
گمراہ راستے والا ہے) نیز فرمایا کہ "جس شخص کو خداوند تعالے دنیا سے

أَعْمٰی فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰی وَأَضَلُّ سَبِيْلًا و فرموده‌اند که هر کرا خداوند
تعالی از دیدار خود مهجور کند هرگز قبول در دل درویشان نیافت و مرغی که
تخم گنده کند اگر همای وقت آنرا تمام عمر در بغل گیرد هیچ ثمره از وی نیابد
و هرگز بچه از وی نزاید شعر

در هر دلی که درد محبت نداده‌اند — آنرا چه قدرت است که پابوس من کنند
گلیم بخت کسی را که بافته‌اند سیاه — سفید کردن آن کی لوع از محالات است
هر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت — دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست

دور کرتا ہے - درویشوں کو ہرگز قبول نہیں ہوتا اور جو پرندہ گندا انڈا دے
اگر وقت کا ہُما (ایک خیالی پرندہ جس کے متعلق گمان ہے کہ اس کا سایہ
انسان کو بادشاہ بنا دیتا ہے) ساری عمر بغل میں لے بے نتیجہ ہوتا ہے اور
ہرگز بچہ نہیں نکلتا " اشعار

در هر دلی که درد محبت نداده‌اند — آنرا چه قدرت است که پابوس من کنند

(جس دل کو درد محبت نہیں دیا گیا اسے میرے پاؤں چومنے کی جرأت نہیں ہے)

گلیم بخت کسی را که بافته‌اند سیاه — سفید کردن آن نوع از محالات است

جس شخص کے نصیب کا کمبل تقدیر کے فرشتوں کی جانب سے کالا بنایا گیا ہے اسے سفید
کرنا قسم محالات سے ہے)

هر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت

دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست

(جس شخص نے بدی کا بیج بویا اور نیکی کی امید رکھی اس نے بیہودہ دماغ سوزی کے ساتھ

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ نقلست از شیخ ابراہیم مبارکخانی کہ یکی از خلفای شاہ شہیدان خواجہ اسحاق ختلانی است و تمام عمر در خدمت شریف ایشاں گذرانیدہ و اول توبہ از دست جناب سیادت مآب گرفت و مدتی صحبت با نور الدین جعفر بدخشی کرد از مرشد خود پرسید کہ سبب اجازت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ چہ بود در جواب گفتند کہ من در خدمت شریف آنجناب سیادت و آں منبع ولایت و آں مفخر ہدایت حاضر بودم زبان مبارک فرمودند کہ امروز عجیب معاینہ دیدہ شد حضرت مولائی و مرشدی پرسید کہ بایندگان اگر سرافرازی باشد در بیان آرند آنجناب فرمودند کہ در شب دیدہ شد کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ ایک باطل خیال باندھا۔

حضرت امیرؒ کا امام شافعیؒ کی بیعت کرنا

نقل ہے شیخ ابراہیم مبارک خانی سے۔ آپ شاہ شہیدان خواجہ اسحاق ختلانی کے ایک خلیفہ تھے۔ اور ساری عمر ان کی خدمت شریف میں گذاری تھی اور پہلی توبہ ہاتھ پر جناب سیادت مآب کے کی تھی۔ عرصۂ دراز تک نور الدین جعفر بدخشی سے صحبت تھی۔ ان ہی شیخ ابراہیم مبارک خانی نے مرشد خواجہ اسحاق ختلانیؒ سے پوچھا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کا کیا سبب تھا؟ فرمایا کہ "میں جناب سیادت منبع ولایت اور مفخر ہدایت یعنی حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کی خدمت اقدس میں تھا کہ بول پڑے آج عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ میرے مرشد و مولا خواجہ اسحاق نے کہا کہ اگر سرفرازی کی بات ہے تو بیان فرمائیے۔ اس پر حضرت امیرؒ

حاضر آمدند و فرمودند کہ یا سیّد اگرچہ مشائخ مذہب ما را اختیار کردہ بودند حالا پیش تو آمدم و از شما التماس دارم کہ مذہب ما را قبول کنید کہ ہیچ صاحب سلسلہ از تو قوی تر نیست آنجناب سیادت فرمودند در جواب گفتنم کہ یا امام العارفین و یا مطلع الزاہدین و یا مفخر العابدین بغیر از اجازت جدّ بزرگوار دلیر نتوانم شد۔ چوں روز دوم شد آں رحمت عالمیاں و آں صفوتِ آدمیان و آں تتمۂ دورِ زمانِ آں صاحب لولاک لما خلقت الافلاک را دیدم کہ بمع تمام آل عظام و اصحاب کرام و مجتہدین اہل یقین و مفسّرین روی زمین در خانقاہ ایں فقیر حاضر شد زمین خدمت بلب ادب ببوسیدم و دست بستہ ایستادہ شدم حکم شد کہ یا ولدی تو باش

اس طرح گویا ہوئے "آج رات دیکھا گیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا اے سیّد اگرچہ اکثر مشائخ نے ہمارا مذہب اختیار کر لیا ہے اور اب تمہارے پاس آ کر ملتمس ہوں کہ ہمارا مذہب قبول کیجئے۔ کوئی بھی صاحبِ سلسلہ آپ سے زیادہ قوی نہیں ہے"۔ جنابِ سیادت نے جواب میں کہا "اے عارفوں کے امام، زاہدوں کے مطلع، عابدوں کے فخر بلا اجازت جدّ بزرگوار (مراد پیغمبر اسلام) ایسی جرأت نہیں کر سکتا"۔ دوسرے روز رحمتِ عالم آدمیوں کے برگزیدہ دورِ زمان کی تکمیل و خلاصۂ صاحب لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک پیدا نہ کرتا) کو دیکھا کہ تمام اہلِ خاندان، صحابۂ کرام، مجتہدوں اور مفسروں کے ساتھ اس فقیر کی خانقاہ میں حاضر ہیں۔ میں نے ادب سے زمین چومی اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا کہ اے فرزند امام شافعیؓ کی فرمائش قبول کر عرض کی اے دادا

امام شافعی قبول کن بعدہٗ اجابت نمودم و بخدمت عرض کردم کہ یا جدّی
اگر حکم باشد عبادت مطابق فرمائش ایشاں کنم و فرمائش بسایۂ مریداں بموافق
حکم سراج امت ابوحنیفہ کوفی نمایم آنصاحب ولایت و کاشف ہدایت
نیز حاضر بودند و مارا فاتحہ دادند و تمام اصحاب کرام در حق این فقیر فاتحہ خواندند
بعدہ بیدار شدم اکنوں اختیار می کنم آنچہ کہ جد بزرگوار امر فرمود و مطابق آں
عمل باید نمود بعدہٗ آنجناب سیادت بزبان مبارک فرمودند کہ ہر سالک
طریق مبتدی خواہد کہ ریاضت بسیار میکشد حکم مذہب حضرت امام شافعیؒ
قبول نماید کہ کمال ریاضت دانست نقلست آنکہ منتہی است او بغیر از
عشق دم نزند چنانچہ مہتر عالم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات چوں بنہایت

اگر حکم ہو تو میں اُن کی فرمائش کے مُطابق عبادت کروں۔ لیکن اپنے تمام مریدوں
کو چراغ امت ابوحنیفہ کوفیؒ کے مُطابق حکم دوں گا۔ صاحبِ ولایت اور
کاشفِ ہدایت (امام ابوحنیفہؒ) بھی موجود تھے۔ آپ نے اور تمام اصحابِ کرام
نے فقیر کے حق میں فاتحہ پڑھی۔ پھر بیدار ہو گیا اور کہا کہ اب میں وہ کروں گا
جو جدّ بزرگوار نے فرمایا ہے۔ اور جس کے مطابق عمل ضروری ہے۔ بعد ازاں
جناب سیادت نے زبانِ مُبارک سے فرمایا کہ جو سالک (راہرو) طریقت
کے ابتدائی مراحل میں ہے اور زیادہ ریاضت کا خواہش مند ہے اسے حضرت
امام شافعیؒ کا حکم ماننا چاہیئے۔ کہ کمالِ ریاضت ہے۔ البتہ جو منتہی (اونچے
درجہ) کا ہے اور بلا عشق دم نہیں مارتا مثلاً سرورِ عالم (آپ پر بہترین درود
اور مکمّل سلام ہوں) جب انتہا کو پہنچ گئے تو بولے

ایں کار سیدند گفت کہ اللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی حُبَّكَ وَمَنْ حُبُّہٗ یحبُّكَ
و نیز فرمودند کہ نُحِبُّ بِحُبِّكَ النَّاسَ ونعادی بعداوتک من خالفک من
خلقک ہر کہ بگنہ عشق نرسید دمے آبی از کمال زندگی نچشید و آنکہ بہ قرب قاف
عشق ننشست بسیمرغ ہدایت نہ پیوست عشق مانند ماہی است کہ ہرگز
سرنگوں نکشد بلکہ آفتابی است کہ در ہیچ حجاب قلہ کوہ نرفتہ۔ چنانچہ
بزرگان طریقت فرمودند

بوالعجب صورتیست صورتِ عشق چار مصحف درو یکی آیت نیست
عشق را بوحنیفہ درس نگفت شافعی را درو روایت نیست

اللھمّ ارزقنی حُبّکَ ومن حبّ یحبُّكَ (اے اللہ مجھ اپنی اور اپنے محبوّں کی محبّت پیدا کر) نیز کہا نُحِبُّ بحبّکَ النّاس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک (ہم لوگوں سے تیری محبت و عداوت کے باعث محبت و عداوت رکھتے ہیں) جو حقیقت عشق کو نہ پہنچا اُس نے کامل زندگی کا ایک گھونٹ بھی نہ پیا اور جو قاف عشق کے قریب نہ بیٹھا سیمرغ ہدایت سے نہ ملا۔ عشق مچھلی کی طرح ہے جو کبھی سرنگوں نہیں ہوتا بلکہ سورج ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی سے نہیں چھپتا۔ بزرگان طریقت نے فرمایا ہے:۔

بوالعجب صورتیست صورتِ عشق چار مصحف درو یک آیت نیست

(عشق کی صورت و نوعیت بھی ایک عجیب قسم کی ہے کہ چار مصحف یعنی چار آسمانی کتابوں، توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کریم) میں عشق کے بارے میں ایک آیت بھی وارد نہیں ہے) عشق را بوحنیفہ درس نگفت شافعی را درو روایت نیست

مالک از راز عشق بے خبر است　　حنبلی را در و درایت نیست

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ نقلست از شیخ محمود الکامل المعروف به شیرازی یکی از خلفای حضرت خواجہ اسحاق ختلانی ست آورد که روزی در خدمت جناب سیادت حاضر بودم بزبان مبارک فرمود که اگر هر روزی اسحاق صد خونِ ناحق کند، هیچ سوال بر و نباشد چراکه از محبوبان است واگر از دست دیگری گناهِ صغیره صادر شود او را زجر کنند که از عاشقان است۔ حاضران مجلس عرض کردند که دیگر که خواهد بود۔ فرمودند که شمس الدین وغیره چوں در همال گفتگو بودیم که ناگاه شخصی پیدا شد و زمین خدمت بلب ادب بوسید و در قالقا دیستاده شد آنجناب سیادت فرمودند که این مرد را بپرسید که از

(اسیطرح عشق کے متعلق نہ تو امام ابو حنیفہ نے سبق پڑھایا ہے اور نہ امام شافعی کی اس کی تحقیق کوئی روایت ہے) مالک از راز عشق بے خبر است ۔ حنبلی را درو درایت نیست (تیسرے امام مالک راز عشق سے ناواقف ہیں اور چوتھے امام حنبل عشق کا ادراک نہیں رکھتے) ہدایت کے متبعین پر سلام۔

جناب سیادت کا مردہ سؤر (خنزیر) کو زندہ کرنا

نقل ہے شیخ محمد کامل رح المعروف بہ شیرازی سے ۔ آپ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی رح کے ایک خلیفہ تھے شیخ محمد کامل شیرازی رح کا بیان ہے کہ ایک دن جناب سیادت کی خدمت میں موجود تھا۔ کہ زبانِ مبارک سے فرمایا "اگر اسحاق ہر روز ایک سو خون کرے اُس سے پرسش نہ ہوگی اسلئے کہ محبوبان خدا سے ہے اسکے برعکس اگر کسی دوسرے سے گناہِ صغیرہ بھی سرزد ہو تو جھڑک ہوگی اسلئے کہ عاشق ہے" حاضرینِ مجلس بولے دوسرا کون ہے؟ فرمایا شمس الدین وغیرہ ابھی

بجا می آید و چکار دارد شیخ محمد شامی از وی استفسار حقیقت کرد و آنمرد در جواب گفت که ما از ملازمان سلطان سنجاریم و ما را در خدمت میر سیّد علی ہمدانی فرستاد و نامۂ نیز بدست داریم - آنجناب سیادت بزبان مبارک فرمود که الله این مرد را چه بلا شد لاجرم آن نامه از وگرفته خواندند مضمون نامه این بود که آن سلطان بمہر خود نوشته بود که روز اوّل جوزا باید که آنحضرت سیادت منزلت در فقیر خانه بمع یاران حاضر شوند که از برای خدا بر ایشان سوال است سوال رد نکنند که آن سرور کائنات و آن مفخر موجودات را صلی الله علیہ وسلّم اگر فقیری سوال می کرد در خانۂ او می رفتند بحکم این آیه واما السائل فلا تنھر آنجناب سیادت اجابت این معنی کرد و آن شخص را جواب نوشته

گفتگو میں تھے - کہ اچانک ایک آدمی نمودار ہوگیا - ادب سے زمین خدمت چومی اور خانقاہ میں کھڑا ہوگیا - جناب سیادت نے فرمایا اس شخص سے پوچھو کہاں سے آیا ہے - اور کام کیا ہے" شیخ محمد شامی نے استفسار حقیقت کی - بولا میں سلطان سنجار کا ملازم ہوں - مجھے میر سید علی ہمدانی رض کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے خط بھی دکھائی - جناب سیادت نے فرمایا اس شخص کو کیا مصیبت پیش آئی ہے ناچار خط ہاتھ سے لیکر پڑھا مضمون یہ تھا جس پر سلطان کی مہر تھی -

" جوزا کی پہلی تاریخ کو لازمی طور پر جناب سیادت فقیر کے گھر میں رفقا سمیت تشریف لائیں - یہ خدا کے لئے سوال ہے اور مسترد نہ ہوگا - کیونکہ سرور کائنات و فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی فقیر کے سوال پر اس کے مکان پر تشریف لیجایا کرتے تھے اور آیت بھی ہے واما السائل فلا تنھر (مانگنے والوں کو مت جھڑک

دادند۔ چوں آں مرد برفت در خاطرِ مبارک گذشت کہ باز او را طلبید۔ چوں طلب کردند باز در خدمت ایستادہ شد۔ آں جناب بیادت بزبانِ مبارک فرمودند ایں غریب را چہ گناہ است۔ خوب در حجرۂ من یک نانی است باہیں کشیدہ بدہید خادم آں نان کشیدہ بوی داد آں مرد باز مرخص شد۔ چوں پیش سلطان رسید واو جوابِ نامہ شنید۔ وزرائے خود را طلب کرد و مصلحت پرسید وگفت کہ سید اجابت کردہ حالا فلاں روز حاضر خواہد شد۔ از ہر قسم جانوراں بہم رسانید کہ او را ضیافت خواہیم کرد۔ وزرا نیز اجابت کردند واز ہر قسم مرغاں آوردند وچرندہ ہم آوردند کہ لایق ماکول باشند در خدمتِ بادشاہ عرض کردند آں لا یعقل گفت کہ یک خوکے ہم بیاید۔ خوک را نیز آوردند

سیدؒ صاحب نے دعوت قبول کرتے ہوئے شخص کو جواب دیکر رخصت کیا۔ معاً دل میں آیا کہ اسے دوبارہ طلب کرنا چاہیئے۔ شخص مذکور دوبارہ حاضرِ خدمت ہو گیا۔ آنجناب نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ اس بے چارہ کا کیا گناہ ہے۔ اچھا حجرے میں ایک روٹی ہے، منگوا کر دیدی جائے۔ خادم کمرے میں گیا اور روٹی لا کر دیدی۔ یہ آدمی دوبارہ رخصت کیا گیا۔

مراجعت پر سلطان کی خدمت میں پہنچا۔ مطالعۂ خط کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت امیرِ ... پر آمادہ ہیں۔ وزراء کو طلب کر کے رائے پوچھی۔ ساتھ ہی بتایا کہ سیدؒ نے دعوت قبول کر لی ہے اور فلاں روز حاضر ہوں گے۔ ضیافت کے لئے قسم قسم کے جانور مہیا کرو۔ وزراء نے سرِ تسلیم خم کیا۔ ہر قسم کے چرند و پرند لے آئے جو لایق خوراک تھے۔ بیوقوف بادشاہ نے کہا ایک سؤر بھی بہم کرو۔ جب مقررہ دن آ پہنچا

چون آن روز نزدیک رسید خادم با آنجناب عرض کرد که امروز آن روز است
که فلان سلطان سوال کرده۔ آنجناب بزبان مبارک فرمودند که درویشان را
بگوئید که مستعد شوند همه بخدمت مبارک حاضر شدند۔ آنجناب سیادت
فرمود که ای یاران تا من طعام سلطان را دست نکنم هیچ کس دست نخواهید
کرد۔ مردم اجابت کردند و بدان طرف روان شدند چون نزدیک دیار رسیدند
آنجناب سیادت و آن منبع ولایت و آن کان معرفت بخادمان درویشان
خود را حکم کرد که بروید و سلطان را بگوئید که حضرت سید آمدند چون شیخ محمد
شامی اسپ خود را دو کروه پیش رفت در دیوانخانه سلطان رسید و ایستاده شد
سلطان درون محل بود بخادمان او را گفت که سلطان را بگوئید که حضرت سیادت

خادم نے حضور میں آ کر کہا کہ یہ روز ہے جس دن آپ نے سوال دعوت کیا تھا اور
جناب سیادت مآب نے زبانِ مبارک سے فرمایا تھا کہ درویشوں سے کہدو کہ تیار
رہیں۔ سب خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ساتھ ہی فرمایا تھا کہ سلطان کے کھانے
پر جب تک میں ہاتھ نہ ڈالوں کوئی ہاتھ نہ ڈالے۔ لوگ قبول کر کے ادھر روانہ ہو پڑے
جب سلطان کے علاقے کے نزدیک پہنچ گئے جناب سیادت، منبع ولایت اور
کانِ معرفت نے درویشوں کو حکم دیا کہ سلطان کے پاس جا کر کہو کہ جناب سیّد
تشریف لے آئے۔ شیخ محمد شامی گھوڑے کو دو کوس آگے لے جا کر سلطان
کے دیوان خانے میں پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت سلطان محل میں تھا
خادموں سے کہا سلطان سے کہدو کہ حضرت سیادت پناہ میر سیّد علی ہمدانی تشریف
لے آئے ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ دل میں ارادت و اعتقاد تھا۔ تاہم

پناہ میر سید علی ہمدانی تشریف آوردند۔ چون بخدمت پادشاہ آلغرض رسانید علی الفور برخاست چون در دلِ سلطان طلبِ ارادت بود اما از ابلہی در دل کردہ کہ مردم می گویند کہ سیّد مردہ را زندہ می کند و زندہ را مردہ و ہیچ گاہ لقمۂ حرام بسوی دہانِ مُبارک او نرفتہ بادی اوّل بیازمائیم۔ فی الحال پای پیادہ بیرون آمد و از خادمان خود پرسید کہ کجا رسیدہ اند۔ آنہا اشارت بسوی شیخ محمد شامی کردند۔ لاجرم زود برپای ایشان افتاد و ایشان او را در کنار گرفتہ گفتند کہ ای سلطان من سیّد نیستم بلکہ یکی از خادمان ایشانم۔ سلطان گفت ایشان کجا اند محمد شامی گفت کہ آنجناب سیادت در خانقاہِ سیّد جلال الدین نشستہ اند سلطان پای برہنہ بہ آمد ہرچند محمد شامی منع شد قبول نکرد و در خواب

ابلہی (بے وقوفی) سے دِل میں خیال آیا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ سیّد مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرتے ہیں اور کبھی لقمۂ حرام منہ میں نہیں لے جاتے اِس لئے آزمایش شرط ہے۔ فی الفور پاپیادہ محل سے نِکلا اور پوچھا کہ سید کہاں پہنچے ہیں۔ خادموں نے شیخ محمد شامی کی جانب اِشارہ کیا۔ ناچار اُنہیں کے پاؤں پر گر پڑا۔ شیخ شامی نے بغل گیر ہوتے ہوئے کہا۔ "اے سلطان میں سید نہیں ہُوں البتہ اُن کا ایک خادم ہوں"۔ سلطان نے کہا کہ وہ کہاں ہیں۔ کہا جنابِ سیادت خانقاہِ شیخ جلال الدین میں تشریف فرما ہیں۔ سلطان ننگے پاؤں روانہ ہُوا۔ محمد شامی نے ہرچند منع کیا۔ قبول نہ کیا اور کہا کہ خواب کے مُطابق آپ کو کچھ نہ کرنا چاہیئے۔ بہرکیف سلطان جب سید کی خدمت میں پہنچا

کہ من در واقعہ دیدیم تو ہیچ مکن۔ چوں بخدمت آنجناب بیادت مشرف شد زمین خدمت بلب ادب ببوسید و ایستادہ شد۔ آنجناب بسوی او تبسم نمودند و یاران در دل گرفتند۔ چوں در خانہ سلطان رسیدند فی الحال حاضری برای درویشان آورد ہمہ دست گرفتند۔ چون آنجناب شروع در تناول کردند تمام یاران ہم خوردند سلطان بیرون رفت۔ درویشان در خدمت آنجناب عرض کردند کہ یا حضرت در وقت ملاقات سلطان تبسم چہرہ مبارک فرمودند کہ این مرد مارا امتحان خواہد کرد۔ چون سلطان بیرون رفت از ملازمان خود تدبیر پرسید کہ حالا سیّد را بیازمایم۔ ہر یک بموافق رای خود تدبیری گفتند۔ سلطان قبول نکرد و از وکیل خود پرسید کہ چہ خواہیم کرد و سید را چوں بیازمایم

زمین ادب سے چومی اور کھڑا ہو گیا۔ جناب سیادت مسکرائیے۔ محل خانے میں پہنچتے ہی درویشوں کے لئے حاضری لائی گئی۔ لیکن سب نے ہاتھ کھانے سے روک لئے اور جناب آنجناب نے کھانا کھانا شروع کیا۔ باقی تمام یار بھی کھانے لگے۔ سلطان جب باہر گیا درویشوں نے خدمت میں عرض کی یا حضرت سلطان سے ملاقات کے وقت مسکراہٹ کس لئے تھی۔ ارشاد فرمایا یہ شخص ہمارا امتحان کرے گا۔ ادھر سلطان جب باہر گیا تو ملازموں سے بطور مشورہ کہا کہ اب ہم سیّد کو آزمائیں گے۔ ہر ایک نے رائے کے مطابق تدبیر کہی۔ سلطان نے قبول نہ کی اور وکیل (مختار) سے پوچھا کہ سید کو کس طرح آزمائیں۔ وکیل

وکیلش در جواب گفت کہ ای سلطان شما تمام جانوران را فرموده بودید
کہ حاضر آرند خوک را ہم فرموده بودید کہ حاضر باید آورد۔ آں روز
در خاطر چہ گذشتہ بود سلطان گفت خواستہ بودم کہ او را نیز بکشم و یک
طعامی علیحدہ قرار خواہم داد و پیش سید برم باری می داند یا نہ وکیل
گفت کہ پس ہماں می کنم باورچیاں را فرمودند کہ طعام بپزید خوک را
در خانۂ وکیل برید۔ آں مرد او را پخت و تیار کرده در یک طباق
پیش پادشاہ آورد چوں وقت طعام نزدیک سید سفرہ آوردند
و طعام پیش نہادند و تمام خوردنی در پیش آوردند و آں گوشت
خوک نیز در پیش کشیدند۔ چوں نظرِ مبارک آں جنابِ سیادت
بما وا افتاد حالانکہ مدتے شده بود کہ از دیگراں فرود آورده
بودند اندک گرمی ماندہ بود کہ ناگاہ در آں کاسہ در جوش آمد و خادم

نے جواب میں کہا " بادشاہ سلامت آپ نے فرمایا تھا کہ تمام حیوانات کو جن
میں سؤر بھی تھا حاضر کروں۔ اس روز دل میں کیا آیا تھا؟" سلطان نے کہا "چاہا
تھا کہ اسے بھی ماروں اور ایک کھانا ترتیب دیکر سید کے روبرو لاؤں۔ دیکھتے
ہیں سمجھتے ہیں یا نہیں" وکیل نے اتفاق کیا۔ چنانچہ باورچیوں کو حکم دیا کہ کھانا
پکاؤ اور سؤر کو وکیل کے گھر لے جاؤ۔ یہ اسے پکائیگا۔ جب سؤر کا گوشت
پک کر تیار ہو گیا۔ تو ایک تھالی میں بادشاہ کے روبرو لایا۔ جب کھانے
کا وقت آ پہنچا دسترخوان بچھایا گیا۔ کھانے کو سامنے رکھا گیا۔ کھانے کی تمام
چیزیں موجود تھیں۔ جن میں سؤر کا گوشت بھی تھا۔ جوں ہی سید کی نظر اس پر پڑی

کہ طعام بخشش می کرد او حس نکرد اما سلطان چون دیدہ بود کہ در کاسہ گوشت خوک است۔ در اندام او لرزہ افتاد۔ آنجناب سیادت بزبانِ مبارک خود این آیۂ کریمہ بیان کردند حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِیرِ زین العابدین کہ با سید ہمراہ بود خواست کہ بگوید دریں کاسہ گوشت خنزیر است۔ آنجنابِ سیادت مانع شدند چوں خادم خواست کہ آں را نیز قسمت کند آنجناب سیادت بسوی زین العابدین اشارت کردند او ہم بکشفِ خود دانستہ بود چوں اشارہ ہم شد بآواز بلند بخادم طعام گفت کہ ای جوان این لایق خوردن آدمی نبود برای چہ آوردید و چہ گناہ کردہ بود کہ این وکیل ناداں او را کشت و پختہ دریں مجلس آورد۔ تمام حاضرانِ مجلس در حیرانی نہاندند و دست بطعام نکردند۔ بادشاہ شرمندہ شدہ

حالانکہ کافی دیر پہلے چولھے سے اتارا گیا تھا اور بہت تھوڑی گرمی رہ چکی تھی کہ ناگاہ پیالے میں جوش نظر آیا۔ خادم جو بانٹ رہا تھا محسوس نہ کر سکا البتہ سلطان کے بدن میں کپکپی پڑ گئی۔ جناب سیادت فی الفور یہ آیۂ کریمہ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِیرِ (اے مسلمانو! تم پر مردہ خون اور سؤر کا گوشت ممنوع قرار دیا گیا ہے) بول اٹھے۔ زین العابدین نے جو سید کے ہمراہ تھا چاہا کہ کہے اس پیالے میں خنزیر کا گوشت ہے آنجناب مانع ہوئے۔ اُدھر خادم نے چاہا کہ اسے بھی بانٹے آنجناب نے زین العابدین کی طرف اشارہ کیا وہ بھی کشف سے جان چکا تھا۔ جب اشارہ بھی ہو گیا تب خادم سے باآواز بلند کہا "اے جوان یہ کھانا آدمی کے کھانے کے لائق نہیں ہے کس لئے لائے ہو اور اس نے کیا گناہ کیا تھا کہ نادان وکیل نے اسے ہلاک کیا اور پکا کر اس مجلس میں لایا۔ تمام حاضرین مجلس حیران

خواست که او را بر داشته برند۔ لاجرم حضرت سیادت اشارت کرد و
گوشت جمع شدن گرفت۔ نفته نفته یک لخته شد و در حرکت آمد و اند و
خوکی روان شد۔ پادشاه سر در قدم نہاد و گریہ و زاری آغاز کرد۔ آنجناب
سہ بار دست شریف بر پشت بادشاه زدند۔ حاضران مجلس سوای ہمراہان
سیصد و بیست و چہار کس تائب شدند و دست بیعت گرفتند
فلاجرم چوں از طعام فارغ شدند ہر یک ضیافتی علیحدہ کردند تا مدت
چہار ماہ در آں موضع بودند و خانقاہے برای آنجناب سیادت ساختند
و آں سلطان تمام مال خود را بدرویشاں نفقہ کرد و یکے از خادماں شد

فرد: ہر کسکہ بود معتقد سلسلۂ ہمدانی بیشک شود وش شہود معرفت وجدانی

وششدر رہ گئے۔ اور کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ بادشاہ شرمندہ ہوا۔ چاہا کہ اٹھا کر
لے جائیں کہ حضرت امیر مانع ہوئے۔ بعد ازاں فوراً ہی بعد گوشت جمع ہو کر پورا ایک
بڑا ٹکڑا بن کر حرکت میں آگیا اور سوئر بن کر چلنے لگا۔ فی الفور بادشاہ نے سر
قدموں پہ رکھدیا اور گریہ وزاری شروع کردی۔ آنجناب نے تین بار بادشاہ کی
کمر پہ ہاتھ مارا۔ ماسوائے رفقاء تمام حاضرین مجلس جن کی تعداد تین سو چوبیس ۳۲۴
اشخاص تھی تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ کھانے سے فراغت پر ہر ایک نے علیحدہ
علیحدہ ضیافت کی۔ چار ماہ تک جناب سیادت کا قیام یہاں رہا اور ایک خانقاہ
بھی آپ کے لئے تعمیر کی گئی۔ سلطان نے سارا مال درویشوں پر خرچ کر دیا اور
زمرۂ خدام میں شامل ہو گیا۔ (ایک شعر) ہر کسکہ بود معتقد سلسلۂ ہمدانی بیشک شود وش شہود معرفت وجدانی
(جو آدمی سلسلۂ ہمدانی کا معتقد ہوا اسے بیشک شہود (خدا کے دیدار میں حاضری) اور ذوق

چوں آنجناب پای باخراج کشیده با جماعۂ یاران بطرف بغداد رفتند والسلام علی من اتّبع الھُدیٰ نقلست از شیخ محمد طالقانی که در سفر بغداد همراه آں جناب سیادت بود۔ چوں آں جناب در وادی بغداد رسید در آنجا مقام کرد۔ شب آں سرورِ کائنات و آں مفخرِ موجودات و آں رحمتِ عالمیان و آں صفوتِ آدمیان را دید که بزبانِ حال تقریر فرمود که یا ولدی اذا اتصلت فی جوار مرقد الجنید النقم الا بلیل واحد من لیالی الاولی۔ چوں صبح روشن شد آنجناب سیادت برخاست و بخادمانِ خود فرمود امشب بایدکه در جوار و روضۂ حضرت امام الاولیاء والمتقین شیخ المشائخ ابو القاسم جنید

معرفت حاصل ہوا)

یہاں یعنی شہر بخارا سے آنجنابِ سیادت رفقاء سمیت بطرف بغداد روانہ ہو گئے

والسلام علی من اتبع الھُدیٰ (ہدایت کے متبع پر سلام)

حضرتِ امیر کا جنیدؒ کی قبر پر جانا اور شاہ اردبیل کو جنّت کی خوشخبری دینا

نقل ہے شیخ محمد طالقانی سے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں بغداد کے سفر میں آنجنابِ سیادتؒ کے ہمراہ تھا۔ جب آنجناب وادی بغداد میں پہنچے اور وہاں قیام کیا اُس رات آپ نے سرورِ کائناتؐ، فخرِ موجودات، رحمتِ عالمیان اور برگزیدہ آدمیان صلعم کو دیکھا زبانِ حال سے فرما رہے ہیں یا ولدی اذا اتصلت .... لیالی الاولی (اے میرے فرزند جب جنیدؒ کے مزار کے قریب پہنچے تو صرف ایک رات ٹھہرنا)

جب صبح روشن ہو گئی جناب سیادت اٹھے اور خدام سے کہا کہ آج رات امام الاولیاءؒ

بغدادی قدس سرہ فرود آمدیم۔ چون اوّل شب در آنجا رسیدیم در آن مقام قرار کردیم آنجناب بیادت طواف کرد و تمام شب نشستہ بود و بسوی من اشارہ کرد کہ ای محمد برو و بخواب شو چوں من در خواب رفتم صبح روشن شد۔ جناب سیادت فرمود کہ یاراں برخیزید کہ بطرف اردبیل باید رفت

شیخ المشائخ ابو القاسم جنیدؒ بغدادی قدس سرہ کے مقبرہ کے متصل فروکش ہونگے اول شب میں پہنچنے کے باعث وہیں قیام ہوا۔ آنجناب تمام رات بیٹھے رہے اور طواف بھی کیا۔ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "محمد جاؤ سو جاؤ" بالآخر صبح ہوگئی۔ جناب سیادت نے یاروں کو جگا کر اردبیل کی جانب روانہ کر دیا۔

ل۔ ابو القاسم جنید بغدادی عرفا اور مشائخ صوفیہ سے تھے۔ کبھی قطب اعظم، سید الطائفہ، سلطان الطائفہ، استاد الطریقہ، طبیب العلوم اور تاج العارفین کے القاب سے موصوف ہیں۔ باپ کا پیشہ چونکہ شیشہ گری تھا اس لئے قواریری (قارورہ کی جمع یعنی بوتل) بھی کہلاتے ہیں۔ ریشم کے کاروبار کے باعث خزاز بھی کہلاتے ہیں۔ جنید فقاہت (داخلی دینیات) میں سفیان ثوری (استاد امام شافعی) کے شاگرد تھے۔ معرفت میں آپ کی نسبت حارث بن اسد محاسبی، شیخ محمد علی قصاب اور اپنے ماموں سری سقطی سے ملتی ہے۔ شافعی فقیہ (عالم) ابو العباس بن سریج نے جنید سے فنون حاصل کئے تھے۔ جنید کے معرفت سے بھرپور ملفوظات کتب متصوفہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ (۹۱۰ء یا ۹۱۱ء) میں بعمر ۹۱ برس فوت ہوگئے۔ بغداد کے مقبرہ شونیزیہ میں اپنے ماموں سری سقطی کی قبر کے متصل دفن ہیں۔

بر خاستیم چوں بآن طرف روان شدیم من در خاطر گذرانیدم کہ حضرت جناب سیادت کم از پادشاہی نیست۔ وچند گاہ در انجا مقام می کردیم کہ کو وقت راہ بطرف می شد بعد ازاں ہر طرف کہ اجازت می بود می رفتیم۔ لاجرم آنجناب ضمیر بین را این معنی کشف شد در زبان مبارک فرمود کہ ای محمد طالقانی خاطر شریف حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ عزیز تر است از خاطر شما گفتم کہ یا بزرگوار تقصیر کردم عفو فرمایند۔ آنجناب سیادت فرمودند کہ چوں روز اول در نواحی بغداد شب بودیم آں جد بزرگوار خود را دیدم کہ بزبان مبارک خود فرمود کہ بغیر از یک شب در زیارت حضرت جنید بغدادی ہرگز نخواہید ماند۔ چوں روز دوم شد بزیارت مرقد شریف ایشاں رسیدیم امشب در انجا بودیم و شما را رخصت دادہ حضرت شیخ حاضر شدند و ما را

ہونے وقت میرے دل میں گذرا کہ " جناب سیادت بادشاہ سے کم نہیں ہیں۔ ابھی اس جگہ ٹھہرنے بھی نہیں پائے تھے کہ روانگی کا حکم صادر کر دیا اس کے بعد نہ معلوم کہاں جانے کا حکم ہو"۔ یہ بات کشف سے جناب سیادت کو معلوم ہو گئی۔ زبان مبارک سے فرمایا " اے محمد طالقانی حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کی خاطر مجھے تمہاری خاطر سے زیادہ عزیز ہے"۔ میں نے عرض کی " بزرگوار! بندہ سے خطا سرزد ہوئی ہے؟ معاف فرمائیں"۔ آنجناب سیادت نے فرمایا۔" جب ہم پہلے روز نواحی بغداد میں تھے۔ جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ زیارت جنید بغدادی پر ایک رات سے زیادہ قیام نہ ہو۔ دوسرے روز مزار اقدس پر گیا۔ آج رات ہم وہاں تھے۔ جونہی تم لوگوں کو رخصت کیا، حضرت شیخ جنید بغدادی

تلقین ذکر کردند کہ آں ذکر را حلاجی می گویند۔ بعد ازاں فاتحہ دادند و
فرمودند کہ در شہرار دبیل رود پادشاہ آنجا بابیعت گو و مرید خود کن کہ تمام

حاضر ہوئے اور تلقین (تعلیم) ذکر کی۔ اسے "ذکر حلاجی"[1] کہتے ہیں۔ بعد ازاں فاتحہ
پڑھی اور شہرار دبیل جانے کی ہدایت کی اور کہا کہ بیعت کے ذریعہ وہاں کے بادشاہ

---

[1]: ابو مغیث حلاج بزرگ صوفیاء اور مشائخ سے تھے۔ حضرت جنید بغدادی اور
دیگر اکابر اہل طریقت سے صحبت تھی آپ کے متعلق اولیاء اور اہل علم کا شدید اختلاف
ہے۔ بعض انہیں اولیاء سے اور بعض کاہن اور شعبدہ باز خیال کرتے ہیں اور بعض خدا ہونے
کے معتقد ہیں۔ اور ان الفاظ سے سند لیتے ہیں اَنَا الحَقُّ (میں خدا ہوں) لَیْسَ فِی جُبَّتِی
اِلَّا اللّٰہ (میرے چوغے میں ماسوائے خدا کچھ نہیں ہے) اَنَا مُغْرِقُ قَومِ نُوحٍ وَ مُھْلِکُ
عَادٍ وَ ثَمُودٍ (میں نوح کا ڈبونے والا اور عاد و ثمود کا ہلاک کرنے والا ہوں) بالآخر
انہیں کمالات کے باعث قید کر دیے گئے۔ بعد ازاں ۳۰۶ھ یا ۳۰۹ھ (۹۱۸ء تا ۹۲۱ء)
میں خلیفہ مقتدر عباسی کے وزیر حامد بن عباس کے حکم سے ہزار کوڑے مارے گئے۔ ہاتھ
پاؤں کاٹ دیے گئے اور لاش جلا کر بشکل خاکستر دریائے دجلہ کے سپرد کر دی گئی۔
یا کوڑے مارنے کے بعد قتل کیے گئے اور سر بغداد کے پل سے لٹکا دیا گیا۔ بعید نہیں
ہے کہ یہ دونوں واقعے پیش آئے ہوں۔ بروایت قاضی ابن خلکان حلاج کہنے کا سبب
یہ ہے کہ ایک روز حلاج (دھنیا) کی دکان پر کسی کام کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔ دھنیے
سے کہا میرا کام کرو۔ اس نے معذرت کی۔ حلاج نے کہا اچھا تم میرا کام کرو اور میں تمہارا کرتا
ہوں۔ دھنیا کہنے کے مطابق چلا گیا۔ واپسی پر کیا دیکھا کہ ساری روئی دھنی ہوئی ہے۔ اسی
روز حسین حلاج کے نام سے مشہور ہو گیا (محمد ابراہیم)

عمر د خاطرا و میگذشت کہ پیش کسی بعیت می گیرفتم کہ ادمی دانست کہ آیا
من از اہل بہشت ہستم و یا از اہل دوزخ و تمام عمر عمل کرد و ہیچ سنتی
از دست او نرفت او را ایمان دادند و اجل او نزدیک رسید باید کہ شما
زود خود را پیش او رسانید کہ بعیت از شما گیرد۔ بعدہٗ امانت خود را بسپارد
فلاجرم چون بیدار شدم بواسطۂ این حرف روانہ شدم و این فقیر سر در
قدم نہادم و تا انجا خدمت کردم۔ چون نزدیک شہر اردبیل رسیدیم
پس پادشاہ شنید کہ درویشی درین شہر آمدہ است باستقبال برآمد۔
و سید را بصد تعظیم و تکریم در خانہ خود بردند و ہدیہ ہا پیش آوردند و درم
ہا نثار کردند و پادشاہ بیرون رفت و ملازمان خود را گفت کہ اول سید
را امتحان کنیم و بعدہٗ سوال خود را از ایشان پرسیم یکے از خادمان پادشاہ

کو مرید بنا دیں یہ بادشاہ عرصۂ دراز سے ایسے بزرگ کی بعیت کرنے کا خواہش مند
ہے جو یہ بتلائے کہ پادشاہ اہل بہشت سے ہے یا اہل دوزخ سے جس نے ساری
عمر عمل کیا ہے اور کوئی سنت (رسم) ہاتھ سے نہ چھوڑی ہے۔ اسے ایمان دیں
کیونکہ قریب المرگ ہے۔ بہت جلد اس کے پاس پہنچو۔ تاکہ بعیت کو کے امانت
(زندگی) خدا کے سپرد کر دے۔ ناچار بیدار ہوتے ہی خوابی ہدایت کے بموجب
چل پڑا۔

اس فقیر (محمد طالقانی) نے سر قدموں پر رکھ دیا اور خدمت بجا لائی۔ جب شہر
اردبیل کے قریب پہنچے۔ بادشاہ نے سنا کہ ایک درویش اس شہر میں آیا ہے
استقبال کے لئے نکلا اور تزک و احترام کے ساتھ سید کو گھر میں لایا۔ تحفے تحائف اور ہدیئے

پیش آنجناب سیادت آمدہ زمین خدمت بلب ادب بوسید و گفت که با سیّد برادری داشتم و بسیار بیمار است۔ تا رفتنِ من جان خواہد داد۔ حالانکہ او با برادرے نداشت۔ آنجناب سیادت فرمودند کہ زود رَو کہ خواہد مُرد۔ آں مرد بیرون برآمد۔ پیش بادشاہ رفت و گفت کہ کدام درویش است۔ ایں کہ من از وی پرسیدم کہ برادری دارم بیمار است۔ خدا داند کہ مُردہ است یا زندہ است۔ او در جواب گفت زود رَو کہ خواہد مرد۔ من کجا برادر دارم کہ بمیرد۔ آں بادشاہ نیز پیش سیّد آمد و پرسید کہ یا بزرگوارِ من در تمام عمر وسوسہ دارم۔ فرمودند چہ وسوسہ داری۔ گفت کہ می خواستم کہ از کسے پرسم کہ آیا من از اہلِ بہشتم یا از اہلِ دوزخ۔ آنجناب

پیش کئے اور درم (روپے پیسے) نچھاور کئے۔ اس کے بعد شاہ اور بیلی باہر چلا گیا اور خدام سے سیّد کا امتحان کرنے کو کہا تاکہ بعد میں دُوسرے سوال کئے جائیں۔

بعدازاں ایک خادم جناب سیادت کی خدمت میں آکر ادب سے زمین بوس ہُوا۔ پھر بولا "جناب سیّد میرا ایک بھائی ہے جو شدید بیمار ہے۔ واپسی تک شاید مرجائے۔ اِس کے سوا اور کوئی بھائی نہیں ہے"۔ جناب سیادت نے فرمایا "فوراً جاؤ مرجائیگا"۔ بعدازاں یہی آدمی بادشاہ کے پاس گیا جاکر بولا کہ یہاں کوئی ایسا فقیر ہے جس سے دریافت کیا تھا کہ میرا بھائی جو بیمار ہے آیا زندہ ہے یا مُردہ" اس نے جواب میں کہا کہ جلدی جاؤ مرجائیگا۔ حالانکہ میرا کوئی بھائی سِرے سے ہے ہی نہیں اِسلئے مرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس واقعہ کے بعد بادشاہ سیّد کے سامنے آکر بولا "اے بزرگوار ساری عمر مجھے

سیادت در جواب او گفت کہ اہل بہشتی - گفت ایں از کجا معلوم می شود؟
سید فرمودند کہ من بزیارت مرقد شریف حضرت شیخ جنید بغدادیؒ زیارت
کردہ بودم مرا حکم شد کہ در اردبیل رود والی آں جا را بگو کہ از اہل بہشتی
تا خاطر او جمع شود و آن مرد در جواب گفت کہ در حق من نیز فاتحہ خواندہ
شود کہ من ہم بہشتم تا تسلی خاطر من گردد - آنجناب فاتحہ دادند - بعد از زمانی
آں مرد نیز بیرون آمد و شخصی کہ اول برای امتحان آمدہ بود از و پرسید
کہ در جواب شما چہ گفتند - آں پادشاہ گفت کہ در حق من اہل بہشت فرمودند
و آں مرد کہ اول در آمدہ بود چوں در خانہ رسید نقل کرد - ایں خبر بہ پادشاہ
رسید - چوں ایں مقدمہ تحقیق کرد کہ چہ طور مرد آنگاہ خاطرش جمع شد و پیش

ایک وسوسہ (وہم) ہے؟" فرمایا "کیا"۔ بولا چاہتا ہوں کسی سے پوچھوں کہ آیا میں بہشتی
ہوں یا دوزخی"۔ جناب سیادت نے جواب میں کہا کہ اہلِ بہشت ہو۔ بولا کہاں سے
معلوم ہوا؟ فرمایا "میں شیخ جنید بغدادی کے مرقد شریف کی زیارت پر تھا کہ حکم
ہوا اردبیل جاؤ اور وہاں کے والی سے کہو کہ جنتی ہو۔ اس سے اُس کی خاطر جمع
ہو جائیگی"۔ اس مرد نے بھی جو یہاں موجود تھا کہا کہ میرے حق میں فاتحہ پڑھی
جائے تاکہ تسلی خاطر ہو جائے۔ جناب سید نے اس مرد کے حق میں بھی فاتحہ
پڑھی۔ تھوڑی دیر بعد یہ آدمی باہر چلا گیا۔ وہ شخص جو پہلے امتحان کے لئے آیا تھا۔
اُس نے بادشاہ سے دریافت کیا آپ کے حق میں کیا کہا ہے۔ جواب میں کہا میرے
حق میں "اہلِ بہشت سے" فرمایا ہے۔ یہ امتحان لینے والا آدمی جونہی گھر لوٹا دوسرے
جہان کو چلا گیا یعنی مر گیا۔ بادشاہ کو جب اس کی اطلاع ملی حقیقت موت دریافت کی اور اس

آنجناب آمده گریه و زاری آغاز نهاد و سر در قدم شریف آورده مرید شد
و بیعت کرد و بهمراه ما یان شد و تمام اموال و املاک بدرویشان داد
و خود را بغیر از یک کرته نپوشید و همراهی کرد - چون یک دو منزل راه
رفتیم دزدان آمدند و آں پادشاه را شهید کردند - بعده آنجناب سادات
بدست شریف خود اورا غسل داده دفن کردند و باز بطرف ولایت خود آمدیم
والسلام علی من اتبع الهدیٰ - نقلست از قوام الدین بدخشی قدس سرهٗ
وغیره گفتند که روزے فتوری در ممالک شد و پادشاهی از طرف هندوستان
بالشکر عظیم رو باین طرف نهاد و در هر مقام که می رسید درویشاں را امتحان

طرح اطمینان خاطر نصیب ہوا - آنجناب کے روبرو آکر گریہ وزاری شروع کر دی
اور سر قدموں پر رکھکر مرید ہوگیا - بیعت کرنے کے ساتھ ہمراہی اور رفاقت
قبول کر لی - تمام اموال و املاک درویشوں میں تقسیم کر دیئے - تن ڈھانکنے کے
لئے صرف ایک کرتہ برقرار رکھا - ایک دو منزلیں طے کرنے پر چور آئے اور
بادشاہ کو شہید کر دیا - جناب سادات نے شہید بادشاہ کو اپنے ہاتھ سے غسل
دیا اور دفنا یا بھی - بعد ازاں ہم سب اپنے ملک و وطن کو لوٹ آئے وَالسَّلَامُ
عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (ہدایت کے متبع پر سلام)

نقل ہے قوام الدین بدخشی قدس سرہٗ وغیرہ سے انہوں نے کہا کہ ایک روز ممالک
میں ہلچل مچ گئی - ہندوستان کا بادشاہ بھاری فوج کے ساتھ ادھر (غالباً ملک بدخشان)
روانہ ہوا - جہاں بھی جاتا درویشوں کا امتحان کرتا تھا جو جواب میں پورا اترتا اسے رہا

می کرد۔ ہر کہ از عہدۂ جواب بر می آمد و اخلاص می کرد و آنکہ بمرتبہ ولایت نرسیدہ بود او را بہ قتل می رسانید۔ چوں درویشاں شنیدند بعضے بطرف عرب رفتند و کسری بطرف کابل و سواد وغیرہ فرار کردند۔ چوں در بلخ رسید پادشاہ آں جا را بقتل رسانید و خود بر تخت نشست و بطرف بخارا و بدخشان و بسوی جمیع ماوراء النہر کساں خود فرستاد۔ از ہر جا کہ درویشی یافتند او را پیش پادشاہ فرستادند۔ جماعۂ کثیر از طبقۂ درویشان بقتل رسانیدند و بعضی جلای وطن شدہ گریختند۔ شبی جناب سیادت مآب در واقعہ دیدند کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم می گفت کہ یا ولدی چوں ترا پیش پادشاہ صوری برند در حق او دعای نیک ہم مکن و دعای بد ہم نہ چوں بیدار شدند متحیر ماندند و گفت کہ بار خدایا در ینچہ حکمت است کہ

کرتا تھا۔ اور جو مرتبۂ ولایت کو نہ پہنچا ہوتا۔ اسے ہلاک کرتا تھا۔ یہ سن کر درویش عرب کو بھاگ گئے۔ کچھ نے کابل اور سوات وغیرہ کا رخ کیا۔ بلخ پہنچکر وہاں پادشاہ کو ہلاک کر کے تخت پر متمکن ہو گیا۔ بخارا اور بدخشان اور تمام ماوراء النہر (ترکستان) کی طرف اپنے آدمی روانہ کر دیئے۔ مقصد یہ تھا کہ جہاں کہیں بھی درویش پائیں بادشاہ کے پاس بھیجدیں۔ اس طرح بہت سے درویشوں کو ہلاک کر چکا۔ کچھ لوگ پردیس چلے گئے۔

ایک رات جناب سیادت مآب نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبرؐ خواب میں فرما رہے ہیں۔ "میرے بیٹے جب تجھے بادشاہ ظاہری کے پاس لے جائیں اس کے حق میں نہ اچھی دعا کرو اور نہ بری"۔ بیداری پر جناب سیادت متحیر ہوئے اور بولے یا خدایا

جدّ بزرگوار فرمود که در حق پادشاه دعای خیر نه خواهی کرد و دعای بد هم نه۔ در حال حضرت خضر پیدا شد و گفت که یا سیّد هنوز رزقش باقیست تا تمام عجم وغیرہ نرود پیمانہ اش پُر نمیشود۔ فلاجرم چوں چند روز شد پادشاہ خبر یافت کہ دریں نواحی بزرگی است میر سید علی ہمدانی نام کہ اکثر مردم ولایت مرید او ہستند۔ گفت کہ حقیقت او معلوم کنیم۔ نامہ بنوشت وجماعہ کثیر پیش آنجناب سیادت فرستاد وتاکید کرد کہ "حضرت سید جائی نرود البتہ پیش من بیایند۔ چوں آں جماعہ ملازمت شریف رسیدند نامہ بخدمت گذرانیدند۔ آنجناب سیادت خواند واز زبان مبارک فرمود کہ بسیار خوب چوں مردم ولایت شنیدند پیش آنجناب آمدہ عرض کردند کہ یا

اس میں کیا حکمت ہے۔ میرے جدّ بزرگوار کا ارشاد ہے کہ بادشاہ کے حق میں کسی قسم کی دُعا نہ کروں۔ اُسی وقت خضر علیہ السّلام نمودار ہوئے اور بولے کہ اے سید تیرا رزق یعنی عمر باقی ہے۔ جب تک تمام عجم وغیر عجم کی سیاحت نہ کر لیگا پیمانہ عمر لبریز نہ ہوگا۔

چند روز بعد بادشاہ کو اطلاع ملی کہ اس نواحی میں میر سید علی نام کا ایک بزرگ ہے۔ جس کے اس ولایت کے اکثر لوگ مرید ہیں۔ حقیقت دریافت کرنے کی غرض سے ایک خط لکھا۔ ساتھ ہی ایک جماعت طلبی کے لئے جناب سید کی جانب روانہ کر دی۔ تاکید کر دی کہ حضرت کسی اور طرف نہ جانے پائیں اور صرف میرے ہی پاس آئیں۔ حسب فرمان جماعت نے شاہ کا پیغام جناب سید کو پہنچایا۔ جناب سیادت نے پڑھکر بہت خوب کہا۔ لوگوں نے جب سُنا تو آکر بولے ہم سب آدمی

بزرگوار دست برگردانیم و تمام این مردم بقتل رسانیم۔ آنجناب بیادت فرمود کہ اگر اللہ تعالے ما را چیزی نصیب کردہ باشد خواہد رسید شما آہستہ باشید۔ چوں روز روشن شد آں بزرگوار روبسوی پادشاہ کرد چوں بادشاہ شنید کہ سید علی ہمدانی تشریف آوردند فرمود کہ جائی برای او معیّن کنید تا در آنجا نزول کند۔ چوں روز دوّم شد پادشاہ تمام وزرای خود را جمع کردند بپرسید کہ سیّد را بچہ نوع بیازمائیم ہرکس بموافق رای خود جوابے گفتند۔ در دلِ پادشاہ پسند نیامد در آخر ماند۔ فرمود کہ سگی بکشند و آں را طعام سازند و پیش سید برند اگر دانست خوب است پس او را سر دہیم و گرنہ او را بموافق شرع عُلماء نا

مرجائیں گے۔ مگر آپ کو نہ جانے دیں گے۔ آنجناب نے فرمایا جو ہمارے مقدر میں ہے وہ ضرور پیش آئے گا۔ دوسرے روز دن چڑھتے ہی بادشاہ کے پاس گئے شاہ کو جب معلوم ہُوا سید علی ہمدانی تشریف لا رہے ہیں۔ حکم دیا اُس کے نزول کے لئے جگہ کا تعیّن کرو۔ دوسرے روز بادشاہ نے اپنے تمام وزراء کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ سید کو کس طرح آزمائیں۔ ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق جواب دیا جو بادشاہ کو پسند نہ آیا۔ بالآخر کہا کہ ایک کُتے کو مار کر اس سے کھانا تیار کریں اور سیّد کو کھلائیں۔ اگر سمجھ گئے تو ٹھیک ورنہ موافق شرع علماء کو جمع کر کے حیلہ سے مار ڈالیں گے۔ تاکہ فتور پیدا نہ ہو۔

جمع کردہ بحیلہ بکشیم تاکہ باعث فتور نشود۔ ملازمانِ وی یک مادہ سگی آوردند کہ در شکم چہار بچہ داشت۔ آں را در مطبخ پنہانی بکشتند وطعام پختہ وطیار کردہ بپادشاہ خبر کردند۔ پادشاہ برخاست ونزدیک سید رفت وخود در پردہ ایستاد۔ خادمان خود را گفت کہ ایں طعام پیش سید ببرید۔ چوں دست شستن آوردند۔ آنجناب سیادت تبسم نمودند و دست بشستند وحاضرانِ مجلس ہم دست بشستند چوں طبق ہا پیش آوردند خواستند کہ سرپوش بردارند۔ آنجناب سیادت بزبانِ مبارک بطرف پردہ گفت کہ ای پادشاہ بیا وایں سرپوش بحضور خود بردار۔ پادشاہ از پسِ پردہ برآمد وبملازمانِ خود

بادشاہ کے ملازم ایک کتیا لائے جس کے پیٹ میں چار بچے تھے۔ باورچی خانے میں پوشیدہ طور پر ہلاک کر کے اس سے کھانا تیار کیا گیا۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی اُٹھکر سید کے پاس گیا اور خود پسِ پردہ رہ کر غلام کو حکم دیا کہ کھانا سیّد کے پاس لیجاؤ۔ جب ہاتھ دھلانے کا پانی لائے سید مسکرائے تاہم ہاتھ دھولئے اور حاضرین نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب تھال سامنے لائے گئے اور چاہا کہ ڈھکنے اٹھائیں۔ جناب سیادت نے زبانِ مبارک سے پردے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اے بادشاہ آ اور اس ڈھکنے کو اُٹھا۔ بادشاہ پردہ کے پیچھے سے نکل کر خدّام سے گویا ہوا کہ سرپوش

گفت کہ سرپوش بردارید۔ آنجناب سیادت فرمود کہ این پنج کس را چرا ناحق کشتہ اید۔ پادشاہ این خبر نداشت کہ از شکم آں مادہ سگ چہار بچہ بر آمدند۔ گفت کہ یا سیدم کدام پنج کس۔ آنجناب سیادت بزبان مبارک فرمودند کہ در زیر سرپوش اند۔ چوں سرپوش ہا از طبق ہا بر داشتند دید کہ یک مادہ سگی چہار بچہ ہمراہ گرفتہ بر آمد۔ پادشاہ بسیار خجالت کشید و بحضور آنجناب بملازمان خود عتاب کرد کہ کدام کس این کار کرد است۔ آیا کسی را کہ جامۂ ولایت در بر داشتہ باشد از وی چہ پوشیدہ می ماند۔ پادشاہ شرمندہ شدہ برخاست و بجای خود نشست و ملازمان خاصۂ خود را طلب کرد۔ کسی را کہ آں کار فرمودہ بود بقتل رسانید۔

اٹھاؤ۔ لیکن فوراً بعد ہی جناب سیادت نے فرمایا ان پانچ جانداروں کو ناحق ہلاک کیا ہے۔ بادشاہ کو معلوم نہ تھا کہ کتیا پیٹ میں پانچ بچے رکھتی ہے وہ بولا سید صاحب پانچ کہاں ہیں۔ فرمایا ڈھکنے کے نیچے اور جب ڈھکنے اٹھائے گئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت ایک کتیا ہے جس کے ہمراہ چار بچے ہیں۔ بادشاہ بڑا شرمندہ ہوا اور آنجناب کے حضور میں ملازموں پر اظہار غصہ کرتے ہوئے کہا "یہ کام کس نے کیا ہے۔ جو شخص جامۂ ولایت بدن میں رکھتا ہو اُس سے بھلا کہاں پوشیدہ رہ سکتا ہے"۔ شرمندگی سے بادشاہ اپنی جگہ پر بیٹھا۔ خاص ملازموں کو طلب کر کے کہا جس شخص نے اس کام کا حکم دیا ہے اسے قتل کر دو۔"

دیگران گفتند کہ ظاہراً ازین گناہی ندیدیم چرا قتل فرمایند- پادشاہ گفت کہ ما
او را فرمودہ بودیم کہ چنان خواہید کہ سگ را کشت کہ ہیچ کس واقف نشود۔
این رفتہ بسمع سید رسانید و او دعوت کردہ زندہ شد و ما را شرمندہ ساخت۔
چون او را بقتل رسانید جناب سیادت شنید کہ یکی از ملازمان خود را بیگناہ کشت
فرمودند کہ مقتول کجا افتادہ است حاضر کنید او را بردا شتہ آوردند۔ آنجناب
سیادت در حق او دعا کردند زندہ شد۔ این خبر نیز بسمع پادشاہ رسید۔
باز ہم اعتماد از ولایت آنجناب نیاورد- چون پادشاہ روز اول ملازمان خود
بطلب سید بزرگوار فرستادہ بود یکی را فرمایش کردہ بود کہ مسجدی را بنا ساز
کہ دروازۂ او بطرف قبلہ باشد و محراب او بسوی مشرق آنرا باتمام

دوسروں نے کہا بظاہر اس سے کوئی گناہ نہیں دیکھا کیوں قتل کیا جائے۔
ہم نے حکم دیا تھا کہ کتیا خفیہ طور پر ہلاک کی جائے۔ اس کی بھنک سیّد کے کان
میں بھی پہنچ گئی اور اس نے دعا کے ذریعے زندہ کر دی ہے جس سے ہمیں شرمندہ ہونا پڑا ہے۔
بہرکیف بادشاہ کے حکم سے جیسے کتیا کے قاتل کو قتل کر دیا گیا اور جناب سیادت
نے سنا کہ بادشاہ نے ایک بے گناہ ملازم کو قتل کیا ہے۔ بولے مقتول کہاں ہے
حاضر کرو۔ اٹھا کر لائے۔ جناب سیادت نے جوں ہی اس کے حق میں دعا کی وہ
زندہ ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر بادشاہ کے کان میں بھی پہنچی۔ پھر بھی معتقد نہ ہوا۔

مسجد کی محراب کا رو بقبلہ ہونا

اس سے قبل جب بادشاہ نے پہلے دن سیّد بزرگوار کی تلاش میں آدمی روانہ کیا
تھا اسی دن ایک دوسرے شخص کو ایسی مسجد بنانے کا حکم دیا تھا جس کا دروازہ رو بقبلہ ہو اور محراب

رسانیدند۔ و بادشاہ خود یاد تدبیر کرد و فرمود کہ در زاید سید را بگوئید
کہ پادشاہ در فلان مسجد نماز رفت و شما را نیز فرمود کہ سید آمدہ امامت
کند کہ نو ساختیم۔ شاید کہ بیمن قدوم ایشان بسا لہای دراز ماند۔ چوں
ایں رسید چند کس پیش آنجناب سیادت آمدہ گفتند کہ پادشاہ مسجدی
بنا کردہ است و فرمود کہ سیّد را بگوئید کہ نماز حاضر شود۔ سیّد
اجابت کرد۔ چوں در آں مقام رسید از اسپ فرود آمد۔ پای راست
در مسجد در آورد و بزبانِ مبارک فرمود کہ خدا کند کہ قبلہ راست شود
چوں درون آمد دوگانہ تحیت گذارد و ایں دعا خواند اللھم
زین ظاہری بنورِ عبادتک و باطنی بنورِ معرفتک و قلبی
بنورِ محبتک و روحی بنورِ مشاہدتک و سری بنورِ مکاشفتک برحمتک

مشرق کی طرف۔ بعدازاں اُنہوں نے کہدیا کہ سیّد سے کہو کہ بادشاہ فلاں مسجد میں نماز
ادا کرے گا۔ سیّد کو چاہیئے کہ نئی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیں۔ شاید اُن کے
طفیل عرصہ دراز تک باقی رہے اس چیز کے پیش نظر کچھ لوگ جناب سیادت کے
سامنے آکر بولے "بادشاہ نے مسجد تعمیر کی ہے اور کہا ہے کہ سیّد سے کہو کہ نماز کیلئے
حاضر ہو جائیں"۔ جناب سیادت نے قبول کر لیا۔ جب اس مقام پر پہنچے، گھوڑے
سے اُترے۔ دایاں پاؤں مسجد میں رکھا اور زبانِ مبارک سے فرمایا "خدا کرے قبلہ
ٹھیک ہو جائے"۔ داخل ہوتے ہی نماز دوگانہ ادا کیا اور یہ دُعا پڑھی اللھم زین
ظاہری..... بنورِ مکاشفتک برحمتک یا ارحم الراحمین (اے اللہ میرا ظاہر نور عبادت سے
باطن نور معرفت سے، دل نور محبت، روح نور مشاہدہ سے اور سر نور مکاشفہ سے اے مہربانوں کے مہربان منور کر)

وتمام یاراں نماز ادا کردند۔ بعد از نماز پادشاہ ایں بیت گفت فرد

عارفاں را ببیں چہ عقل و تمیز ‌ ‌ ‌ ‌ پشت بہ قبلہ می کنند نماز

آنجناب سیادت ہیچ وقت در تمام عمر پشت بہ قبلہ نشستہ بودند و از نماز گذاردن چہ سخن۔ از آنجناب پرسید کہ شما دعوی می کردید کہ در تمام عمر پشت بقبلہ نماز نکردہ ام۔ امروز چرا کردید۔ آنجناب سیادت در غضب شد۔ و در جواب فرمود کہ ہنوز اعتماد بر تو نمی آید برو و ببین کہ آفتاب از کدام طرف بکدام سو میرود۔ چوں پادشاہ بیروں آمد دید کہ مسجد چنانچہ می باشد بہت شرمندہ شدہ التجا آورد دوا زجناب سیادت دعا خواست ایشاں ہرگز قبول نکردند۔ بیاید عجز و انکساری کرد۔ از زبان مبارک آنجناب

آپ کے ساتھ ہی نمازیوں نے بھی نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت پر بادشاہ نے یہ شعر پڑھا

عارفاں را ببیں چہ عقل و تمیز ‌ ‌ ‌ ‌ پشت بہ قبلہ می کنند نماز

(عارفوں، خدا دوستوں کی عقل و تمیز تو دیکھو کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے نماز پڑھتے ہیں)

آنجناب سیادت جو کبھی بھی وقت قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے نہیں بیٹھے تھے، بھلا نماز کس طرح ادا کر سکتے تھے۔ بادشاہ نے جناب سید سے پوچھا آپ کا دعوا ہے کہ میں نے قبلہ کی جانب پیٹھ کرکے ہرگز نماز ادا نہیں کی ہے۔ آج ایسا کیوں کیا ہے۔ جناب سیادت خشمناک ہو کر بولے "کیا یقین نہیں آتا۔ جا دیکھ آفتاب کدھر کو جا رہا ہے"۔ بادشاہ نے نکل کر دیکھا کہ مسجد فی الواقع قبلہ رخ ہے۔ شرمندہ ہو کر التجائے دعا کی، عجز و انکساری کی لیکن سید نے ایک نہ مانی صرف اتنا کہا "جاؤ حکومت کرو" بعد ازاں اس کی صحبت سے فرار ہوئے اور دوبارہ ملاقات نہ کی

برآمد کہ بروید پادشاہی بکنید۔ فلا یزم آنجناب بیادت از صحبت وقرار نمودند

دہر گز بار دیگر ملاقات یا دنشدند۔ وحضرت جناب بیادت بزبان مبارک خفاں

نفر.. برمنودند کہ بلاہای بسیار برما وارد است خواہ در وطن خواہ در سفر وحضر

بعضی از دست پادشاہان غیرعادل وبعضی از دست عاملان غیرعامل وحاکمان

جاہل۔ اگرچہ ما ظاہر از ایشان دیدیم الحقیقت آں بلاہا از اللہ تبارک وتعالے

عطا شدہ۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات فرمودند

کہ اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم علی الصلحاء ثم علی الامثل

فالامثل۔ غزل

دلی را کہ غم عشقش سرموی خبر باشد زتشریف بلای دوست بروی صد اثر باشد

حضرت جناب بیادت نے زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ہم پر بہت سے مصائب پیش

آئے ہیں۔ خواہ وطن میں، خواہ سفر میں۔ کبھی ظالم بادشاہوں سے بھی اور کبھی بے عمل

کی طرف سے اور کبھی جاہل ونادان حکام کی جانب سے۔ یہ تکالیف اگرچہ بظاہر لوگوں کی

جانب سے ہیں تاہم ان کا اصلی منبع خدا تعالےٰ ہے اور اسی کی طرف سے یہ بخششیں ہیں۔

جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء

ثم علی الصلحاء ثم علی الامثل فالامثل (سخت ترین آزمائش کیلئے، انبیاء، پھر اولیاء، پھر

صلحاء اور پھر ان جیسے لوگ ہیں) غزل

دلی را کہ غم عشقش سرموی خبر باشد زتشریف بلای دوست بروی صد اثر باشد

(جس دل کو غم عشق کی بال برابر بھی اطلاع ہے اُس پر دوست کی آزمائش کی عزت کا سوگنا اثر ہوتا ہے)

کسی که غمزهٔ مستش چو زلف او پریشان شد　　ز نام و ننگ کفر و دین بکلی بی خبر باشد

گدائی را که با سلطان بی همتا بود سودا　　دلش پیوسته ریش و عیش تلخ و دیده تر باشد

علی گوهر کسی یابد که او از سر قدم سازد　　کی افتد گوهر معنی ترا تا قدر سر باشد

ای رفیق طریق بدان که کلمهٔ چند از زفتن عالمان بی عمل و آن ناقصان پر دغل و آن نابینایان که خود را چون چراغ می پندارند و آن ناقص عقلان که خود را کامل می شمارند و بدوستان کل شی هالک الا وجهه و با ولادان امیرالمومنین علی کرم الله وجهه آزارهای بسیار دادند۔ چنانچه در شان آنجناب سیادت رفـ

کسی که غمزه ای مستش چو زلف او پریشان شد　　ز نام و ننگ کفر و دین بکلی بی خبر باشد

(جو محبوب کے غمزۂ مست سے زلف کی طرح پریشاں ہوگیا وہ شرم وحیا اور کفر و دین سے کلیتہً بیخبر ہوگیا)

گدائے را که با سلطان بے ہمتا بود سودا　　دلش پیوسته ریش و عیش تلخ و دیده تر باشد

(جس فقیر کا حسن کے ہمتا بادشاہ سے عشق ہوا اسکا دل زخمی، زندگی تلخ اور آنکھ تر رہے گی)

علی گوہر کسے یابد که او از سر قدم سازد　　کے افتد گوہر معنی ترا تا قدر سر باشد

(اے علی اسی شخص نے گوہر پایا جس نے سر کو قدم بنالیا۔ جب تک تجھے قدر سر ہے موتی کہاں پائیگا)

اے راہ طریقت کے رفیق چند کلمات عالمانِ بے عمل، مکار، ناقصوں، خود کو چراغ سمجھنے والے اندھوں اور اُن کم عقلوں کے بارے میں جو خود کو کامل سمجھتے ہیں، کہے جاتے ہیں۔ یہ لوگ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ (ذات باری کے سوا ہر چیز فنا ہے) یعنی اللہ تعالے کے دوستوں اور اولاد امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کی ایذا رسانی کرتے ہیں۔ جیسا کہ جناب سیادت میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ کی شان میں روا رکھا گیا۔

نقلست از محمود کابلی قدس سرہ کہ از جناب سید شنید کہ بزبانِ مبارک نقل می کردند کہ روزی شاہِ شہیدان در خدمتِ شریف آنجناب سیادت بود کہ یکمردی حاضر شد نامہ بدست آنجناب سیادت داد اجابت کردند و جواب نامہ نوشتہ دادند چوں آں مرد بیروں رفت حاضرانِ مجلس در خدمت عرض کردند کہ ایں از کجا آمدہ بود۔ بزبانِ مبارک فرمودند کہ طالب علمان سوال کردند باید کہ ہمراہ چند کس خواہید آمد اجابت کردند۔ چوں آنمرد پیش طالب علمان رسید جواب نامہ نمود با یک دیگر تدبیر کردند کہ سید اجابت کرد حالا خواہد آمد اما بچہ نوع ادا الزام می دہیم چوں مشورت کردند مصلحت دیدند کہ سید کرامت ہا می کند۔ اکثر می گویند کہ بارہا پیش پادشاہان مردہ زندہ کردہ است۔ بہ بینیم بچہ عنوان زندہ می کند۔ آخر الامر گربہ را بکشتند و پختند چوں

جناب سیادت کا مقتول بلی کو زندہ کرنا

نقل ہے محمود کابلی قدس اللہ سرہٗ سے۔ انہوں نے جناب سید عبداللہ برذش آبادی سے سنا کہ ایک روز شاہ شہیدان یعنی خواجہ اسحٰق ختلانی جناب میر سید علی ہمدانی کی خدمت میں تھے کہ ایک آدمی آیا اور جناب سیادت کو ایک خط دیا جسے آپ نے فوراً قبول کر لیا اور ساتھ ہی جواب خط لکھکر اس آدمی کو رخصت کر دیا۔ لوگ مشتاق ہوئے کہ خط میں کیا تحریر ہے۔ زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ کچھ طالب علم خواہشمند ہیں کہ میں چند آدمیوں کے ہمراہ آؤں۔ ادھر اس شخص نے طالب علموں کے پاس آکر جواب خط حوالہ کیا۔ اب طلباء (یعنی علماء) باہم تدبیر کرنے لگے اور کہنے لگے اب جبکہ سید نے استدعا قبول کر لی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں آزمائیں۔ مشورہ کے بعد طے پایا چونکہ سید کرامتیں

تیار کردند چند کس در خدمت سید فرستادند۔ جناب سیادت با جمعی از مریداں رفت۔ چوں در آنجا رسید عالمان بسیار تواضع کردند وبصد اعزاز وتکریم نشاندند وپارۂ بحث علم کردند واز جواب آں عاجز شدند۔ ہیچ کس جواب نتوانستند گفت۔ چوں وقت طعام تزدیک شد طعام آوردند و در کاسہ گوشتِ گربہ ہم آوردند۔ چوں بر سفرہ گذاشتند جنابِ سیادت بزبانِ مبارک فرمود کہ از طالب علمان اینقدر حماقت نمی شاید کہ ناحق گربہ را بکشند و بر سفرۂ درویشان آرند۔ آں کوردلان جاہل عذر خواہی کردند و شرمندہ نشدند وبحث بردا شتند کہ گوشتِ گربہ چوں باشد۔ آنجناب سیادت در جذبہ شدند وگربہ را حکم کردند کہ برخیز۔ بمجرد خاست و روان شد۔ آں تیرہ روزگاران شرمندہ شدند۔ سید

دکھاتے ہیں اور بارہا بادشاہوں کے حضور مُردے زندہ کئے ہیں۔ اس لئے ہم بھی دیکھیں کہ کس طرح ایسا کرتے ہیں۔ یہ سوچ کر ایک بلی مار کر پکائی اور تیاری کے بعد سید کی خدمت میں روانہ کی۔ اِدھر جناب سید مریدوں کے ہمراہ طالب علموں کے پاس تشریف لائے۔ عالموں نے بصد تعظیم و تکریم بٹھایا۔ کچھ نے بحث شروع کر دی اور جواب سے عاجز آ گئے اور کسی سے جواب نہ بن سکا۔ تاہم کھانے کے وقت کھانا لایا گیا۔ ایک پیالے میں بلی کا گوشت تھا۔ دسترخوان پر رکھتے ہی جنابِ سیادت زبانِ مبارک سے بولے "طالبِ علموں (علماء) سے ایسی حماقت زیب نہیں دیتی۔ ناحق بلی کو مار کر درویشوں کے دسترخوان پر لائے ہیں۔" ان کور دل جاہلوں نے بجائے شرمندگی اور معذرت کے بحث شروع کر دی کہ یہ بلی کا گوشت کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس پر جنابِ سیادت جلال میں آ گئے۔ بلی کو حکم دیا اُٹھ۔ چنانچہ فی الفور اُٹھ کر چلنے لگی۔ اب یہ بخت

برخاست و در خانقاہِ خود در آمد و در عالم مشہور گشت۔ رفتہ رفتہ بسمع پادشاہ رسید۔ پادشاہ یکے از آں جاہلان بی رخصت آنجناب سیادت بقتل رسانید و چند کس آمدہ مرید شدند۔ و جماعۂ کہ کلانتر آنہا بودند درکمال شدت شدند و در دل نگاہ داشتند۔ اما بظاہر اخلاص می ورزیدند۔ نقلست از شیخ ابراہیم مبارک خانی و از شیخ نورالدین جعفر بدخشی کہ او نیز در خلاصۃ المناقب آوردہ است کہ روزی آنجناب سیادت در مجلس پادشاہ رفتند و تمام علماء و صلحاء حاضر بودند و پیش از طعام علماء بایکدیگر بحثی کردند۔ چوں از آں بحث فارغ شدند پادشاہ بسوی آنجناب سیادت عرض کرد کہ یا سید السادات علم از برای چہ تحصیل می کنند و حاصل علم چیست۔ در جواب فرمودند کہ محض از برائے

لوگ نہایت شرمندہ ہوئے۔

سیدؒ اٹھکر خانقاہ چلے آئے۔ یہ بات عالم میں مشہور ہوگئی اور رفتہ رفتہ اس کی بھنک پادشاہ کے کان میں پڑی۔ بادشاہ نے بلا اجازت سیدؒ اُن جاہلوں (طالب علموں) میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ تاہم ان ہی کے چند آدمی آکر سید کے مرید ہو گئے۔ اس جماعت کے سردار کو سخت صدمہ ہوا۔ سید کی دشمنی دل میں رکھی لیکن زبان سے خلوص و اعتقاد کا اظہار کیا۔

علماء کی جناب سیدؒ سے عداوت۔ انہیں زہر دیکر ہلاکت کی کوشش کرنا۔

نقل ہے شیخ ابراہیم مبارک خانی اور شیخ نورالدین جعفر بدخشی سے۔ اور شیخ نورالدین جعفر بدخشی نے اسے "خلاصۃ المناقب" میں بھی بیان کیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کا بیان ہے کہ ایک روز جناب سیادت بادشاہ کے دربار میں تشریف لیگئے۔ تمام علماء و صلحا حاضر تھے کھانے سے قبل علماء نے باہم بحث و مباحثہ کا آغاز کر دیا۔ فارغ ہونے پر بادشاہ جناب سیدؒ کی

معرفت حق و عبادت نیز بجهت آں میکنند تا معرفت حاصل شود لا یحصل المعرفة الا بالعلم علماء در جواب گفتند که ایں قول موافق مذہب صوفیہ باشد اما علم چیزی دیگر است آنجناب سیادت فرمودند که بگوئید دیگر کدام چیز است با ما در بحث آیید اگرچه پیش خود حرفهای نامعقول میخواهید اما در پیش پادشاہان اینقدر نامعقول نباید گفت که ایشان بگفته ہمچون شما کو دلان تاثیر خواہند یافت چنان بگوئید که موافق شریعت و طریقت و حقیقت باشد و الا فلا پادشاہ ازیں معنی اعتقاد آنجناب سیادت پیدا کرد و طعام پیش آورد و چہار

طرف متوجہ ہو کر بولا: "جناب سید السادات (سیدوں کے سید) علم کس لئے حاصل کیا جاتا ہے؟ اور مقصد کیا ہے؟" فرمایا "صرف معرفتِ حق کے لئے اور عبادت بھی معرفت کے خیال سے کی جاتی ہے لَا یَحْصُلُ الْمَعْرِفَۃُ اِلَّا بِالْعِلْم (معرفت صرف علم سے حاصل ہوتی ہے)" علماء جواب میں بولے "یہ قول صوفیہ کا ہے اور علم کوئی اور چیز ہے" جناب سیادت نے فرمایا "کہو دوسری کیا چیز ہے۔ ہمارے ساتھ بحث کرو۔ اگرچہ باہم نامعقول اور بیہودہ باتیں کرتے ہو، لیکن بادشاہوں کے روبرو اتنی نامعقولیّت ٹھیک نہیں ہے۔ ورنہ یہ بھی تم جیسے کودنوں کا اثر قبول کریں گے، البتہ وہ کہو جو شریعت طریقت، اور حقیقت کے مطابق ہو، ورنہ خاموش رہو۔" بادشاہ جناب سیادت کی تقریر سے بڑا متأثر ہوا اور اعتقاد کامل پیدا کر لیا بعدازاں کھانا لایا گیا اور چار ہزار سکّہ شاہی بطور نذر جناب سیادت کو پیش

ہزار شاہی در پیش آنجناب بیادت نظر نہادند و گفتند و گفتن که ما اعتقادی داشتیم که در شہر عالمان خوب باشند و از سیدؒ چندان عقیده نبود لیکن ہر چہ ہست سید است ہم عالم ظاہر و ہم واقف سر باطن آنجماعۂ علماء که در آں مجلس حاضر بودند بسیار شرمنده شدند در خانہای خود رفتند چون چند روز شد که در دل ایشان بسیار سوزی بود در بجای خود میگفتند که اگر بحیلهٔ سیدؒ بر طرف نکنیم باعث شرمندگی و کم روزی ما مردم خواهد شد بایکدیگر مشورت کردند که سید را زہر بدہیم اما تا کسی واقف نشود و بمیرد اتفاق بہمین کردند لاجرم دعوت شگرفی ساختند و پیش آنجناب بادت آمدند

کہیں اور دعا منگوائی۔ پھر بولا ہمارا اعتقاد تھا کہ شہر میں اچھے عالم ہیں سیدؒ کے متعلق ہمارا خاص اعتقاد نہ تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ جو کچھ ہے سیدؒ ہے۔ عالم ظاہر بھی اور عالم باطن بھی" دربار میں حاضر علماء انتہائی شرمندگی کے ساتھ گھروں میں گھس گئے۔

لیکن اس واقعہ کے بعد جناب سیدؒ کے متعلق اُن کے دلوں میں انتہائی جلن پیدا ہو گئی۔ اس جگہ پر طے کر لیا کہ اگر کسی نہ کسی تدبیر سے سید کو نہ ہٹایا گیا تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ شرمندگی کے ساتھ ساتھ کمی روزی کا بھی امکان ہے۔ ایک دوسرے سے مشورہ کے بعد طے پایا کہ سید کو زہر دیدیں۔ لیکن اس طرح کہ کوئی واقف نہ ہو۔ بالآخر نہایت اعلیٰ درجے کی دعوت کی جناب سیادت کے روبرو آ کر قبولیت کی۔

والتماس کردند کہ باید باید کہ دعوت را قبول کنی تا اہل مجلس بیمن قدم مبارک بخدمت شریف مشرف شوند کہ صحبت بسیار غنیمت است من اجابت کردم و با یاران خود رفتم فلا جرم لب دررا حضرت خضر برخوردو ملاقات کرد و گفت کہ باید در خانہ این کوردلان مرد بازدر خانہ آمدم آنجماعہ باز در خانقاہ آمدند و عجز و زاری کردند باز اجابت کردم و گفتم کہ شما پیش بروید کہ من نیز خواہم آمد چوں باز ناچار شدم برخاستم در راہ ولی خضر ملاقات شد و چند حبہ پیش آورد و گفت باید التماس است کہ اینہا را تناول کنی چون خوردم باز مانع شد و رخصت نداد کہ مرو ناچار از و رخصت گرفتم و در مجلس رفتم چوں برسیدم تعظیم بسیار کردند

درخواست کی۔ تاکہ اہل مجلس جناب سیدؒ کی تشریف آوری سے مشرف ہوں۔ سیدؒ کا بیان ہے کہ میں نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی اور دوست و احباب کے ساتھ علماء کی طرف چلا۔ راستے میں حضرت خضر ملاقی ہوئے اور بولے اے سیدؒ ان اندھے دل لوگوں کے گھروں میں نہ جایئے۔ اسلئے گھر لوٹ آیا۔ یہ لوگ دوبارہ خانقاہ میں آکر چلنے پر مصر ہوئے۔ پھر قبول کر لی اور کہا تم آگے آگے چلو، میں بھی آتا ہوں۔ راستے میں پھر خضر ولی ملاقی ہوئے اور چند دانے پیش کرکے کہا انہیں کھایئے کھانے کے بعد خضر دوبارہ مانع ہوئے اور جانے کی اجازت نہ دی لیکن اس دفعہ نہ مانا اور علماء کی مجلس میں بالآخر پہنچ ہی گیا۔ بڑی تعظیم سے

وہوا گرم بود و شربت آوردند و ایشان شربت زہر بود و بمن عرض کردند که بیاید۔ ہوا گرم است تشریف بیارید بمنود اجابت کردم و تشریف بود لاجرم غرض آن جماعہ این بود کہ تا زہر در تمام اندام سید بگیرد کار کنند تا واقع شود فلاجرم زود از ان مجلس برخاستم ہرچند مانع شدند قبول نکردم زود در حجرہ خود رفتم قی و اسہال رو داد و آن علت زہر برطرف شد و ہنوز اثر آن در تن من ہست کہ گاہی درم پای ہم می رسد از انبار و صحبت آن جماعۂ احتراز کردم امّا در غیبت و تہمت کوشیدن گرفتند جزاہم اللہ بمایریدون اذہم اولاد یزید فعلیہم اللّعنۃ بالمزید

پیش آئے۔ اس روز اتفاق سے ہوا (موسم) گرم تھا شربت لائے اور اس میں زہر تھا۔ عرض کی یا سید پیجئے ہوا شدید گرم ہے۔ قبول کرتے ہوئے پی لیا۔ اس جماعت کی غرض بھی یہی تھی کہ سیّد کے تمام جسم میں زہر سرایت کر جائے اور وہ آپ سے نجات حاصل کر سکیں۔ ناچار مجلس سے اُٹھ کھڑا ہُوا ہر چند مانع ہوئے لیکن ایک نہ سُنی۔ حجرہ میں پہنچا ہی تھا کہ قے اور دست ہونے لگے۔ اُس وقت سے اُس جماعت سے محترز رہا۔ تاہم یہ لوگ تہمت اور غیبت میں بدستور کوشاں رہے۔ جَزاھُمُ اللہ بِمَا یُرِیْدُوْنَ اذھُم اولادِ یُزِیدُ فعلَیھُم اللّعْنَۃ بِالْمزِید (خدا ان کے ارادہ کا بدلہ دے یہ لوگ یزید کے نیچے ہیں۔ ان پر زیادہ ہی زیادہ لعنت ہو)

نقلست از شاہ شہیدان کہ

روزی در خدمت آن جناب سیادت حاضر بودم کیفیت این احوال بیان کردند کہ چون در روم رسیدم چند گاہ در آن شہر بودم خوندکار فہمید کہ سید از خراسان آمدہ است وزیر خود پیش من فرستاد وگفت کہ سید را دعا بگوئید کہ دریں شہر مہمان آمدہ است مردم قدر ایشان نمیدانند التماس است کہ در خانہ ما تشریف بیارند آنجناب سیادت قبول نکردند وزیر پیش پادشاہ رفت و حقیقت بیان کرد پادشاہ گفت کہ اگر سید اینجا نمی آید حکم شود کہ ما در خدمت

عُلماء کا جناب سیّد کو قتل کی کوشش کرنا

منقول ہے شاہِ شہیداں سے کہ ایک روز جناب سیادت کی خدمت میں حاضر تھا کہ حسبِ ذیل کیفیت جناب سیّد نے مجھ سے بیان کی۔

"جب مُلکِ روم میں پہنچا اور کچھ عرصہ اُس شہر میں تھا۔ کہ (خوندکار، بادشاہ روم کا ترکی نام) نے سمجھ لیا کہ سیّد خراسان سے آئے ہیں۔ اپنا وزیر میرے پاس روانہ کیا اور کہا کہ سیّد سے کہو کہ اس شہر میں مہمان آیا ہے لوگ اُس کی قدر نہیں پہچانتے۔ امید کہ ہمارے گھر تشریف لائیں گے جناب سیادت نے قبول نہ کیا۔ وزیر بادشاہ کے روبرو گیا اور حقیقت بیان کی۔ بادشاہ نے کہا اگر سیّد نہیں آتے تو ہم خود اُن کی خدمت میں

شریف بیائیم چون وزیر بار دیگر پیش سید آمد سید اجابت کرد و
در جواب گفت کہ ما در خدمت پادشاہ خواہیم آمد فلاجرم چون
وزیر پیش پادشاہ رفت و عرض کرد پادشاہ فرمود کہ
ضیافت تمام کنند و تمام علماء و صلحاء شہر را نیز طلبیدند فلاجرم
مجلس آراستہ شد سید را طلب کردند چون پیش پادشاہ رفت
او بسیار تعظیم و تکریم کرد و بالاترین تمام مردم نشاندند و عالمان کہ
در آں شہر بودند دیدند کہ سید را بالاترین مردم نشاندند در دل خود
حسد بردند فلاجرم چون طعام خوردند بعد از طعام پادشاہ بسوی
آنجناب بیادت عرض کرد کہ خوشخوانان اہل نشاط حاضر ند حکم
شود کہ چیزی بخوانند یا نہ سید بخواندن اشارت کرد آں عالمان

جائیں گے۔ وزیر دوبارہ خدمتِ اقدس میں گیا۔ اس بار سید نے اجابت (قبول) کی اور کہا ہم خود شاہ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وزیر بادشاہ کے پاس آیا اور کیفیت واقعہ حضور میں عرض کی۔ حکم ہوا کہ ضیافت کا انتظام کیا جائے اور تمام علماء و صلحا بھی حاضر ضیافت ہوں۔ مجلس آراستہ ہوئی اور سیّد طلب کئے گئے۔ بادشاہ انتہائی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور جناب سیّد کو تمام لوگوں سے اوپر جگہ دی۔ عالمان شہر یہ دیکھکر کہ سیّد کو سب لوگوں کے اوپر بیٹھایا گیا ہے دل میں حسد کرنے لگے کھانے سے فراغت کے بعد پادشاہ نے جناب سیادت سے عرض کیا اگر ارشاد ہو تو گویّے حاضر کئے جائیں۔ سیّد نے گانے کا اشارہ کیا۔ علماء نے خیال کیا کہ

در دل تصور کردند که اگر سید بسماع برخیزد کارد را در زیر فرش گذاریم
اگر حال تحقیق است خون اظهار نشود و اگر لباس است خون ظاہر
بر آمد بپادشاه خواهیم گفت که شخصی لباسی پیدا گردید و بدعتها به
حضور تمام علما گردید چون خوشخوانان بخواندن شروع کردند آنجناب
سیادت را سماع پیدا شد و بے اختیار برخاست آن ناانصافان
آنچه در دل داشتند بوقوع آوردند کارد در پشت مبارک سید
در آمد چون اہل دائرہ دیدند خواستند که بر آرند قوام الدین مانع
شد فلا جرم سید به ہوش آمد آن کارد را کشیدند دیدند که خون

اگر سیدؒ سماع کے وقت اٹھے گا تو چھری فرش کے نیچے دبادیں گے۔ اگر واقعی حال (کیفیت وجد) ہے تو خون ظاہر نہ ہوگا اور اگر لباس یعنی ظاہری ہے تو خون نمودار ہوگا۔ بادشاہ سے کہیں گے کہ ایک لباسی آدمی (ظاہردار) پیدا ہوا ہے اور تمام علماء کے روبرو بدعات پیدا کردی ہیں۔

قوال جب گانے لگے اور آنجناب میں گانا اثر کرنے لگا۔ تب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ ظالم جو کچھ دل میں رکھتے تھے فی الحقیقت عمل میں لے آئے چھری سیدؒ کی پشتِ مبارک میں داخل ہوگئی۔ اہلِ دائرہؒ نے چاہا کہ سیدؒ کو نکال لیں لیکن قوام الدین مانع ہوئے۔ بالآخر ہوش میں آنے پر چھری نکال لی گئی۔ بعد

لہ: اہل حلقہ۔ گذشتہ زمانے میں جب محفل سماع منعقد ہوتی تو لوگ بشکل دائرہ سماع کے لئے بیٹھتے تھے۔ (مترجم)

بیاری ظاہر شد آن نا انصافان خجالت بسیار کشید تا ہر کس بخانہ
ہای خود رفتند چون آن حقیقت بسمع خندکار رسید کہ سید را
در وقت سماع کارد انداختند بسیار در تحقیق افتاد و بملازمان
خود فرمود کہ تحقیق کنید کہ این کار کہ کردہ است چون سید شنید
کہ بمردمان خود آزاری رسانید بزبان مبارک فرمود کہ این کار
ملّا ہاست چون چند روز گذشت آن ملّا این کار کردہ بود بیمار
افتاد و در واقعہ دید کہ ہر زمان پیش آنجناب بیاورت مع
اہل و عیال خود التجا میکند با اہل خود گفت کہ مرا پیش سید برید
کہ من در خدمت ایشان گناہی کردہ ام شاید کہ بخشند چون
شب شد ملّا را در خدمت سید آوردند ہر چند زاری عجز زمین
مالید قبول نکردند چون بسیار عجز کشید در حق او دعا کردند کہ

خون نکل آیا تھا۔ یہ بے انصاف شرمندگی اُٹھاکر گھروں کو چلے گئے۔
خوندکار کے کان میں جب یہ بات پہنچی کہ سماع کے وقت سید کو چھری ماری
گئی ہے، تحقیق کا حکم دیدیا۔ سید نے جب سُنا کہ میری بدولت لوگوں کو ایذارسانی
ہو رہی ہے بولے "یہ ملاؤں کا کام ہے۔ چند روز گذرنے پر وہ مُلّا جس نے آپ کو
چھری ماری تھی بیمار ہوگیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ ہر گھڑی جناب سیادت کے
روبرو بال بچوں سمیت التجا کر رہا ہے کہ مجھے سیّد کے پاس لیجاؤ۔ میں نے گناہ
کیا ہے۔ شاید بخش دیں۔ رات کے وقت ملّا کو سیّد کی خدمت میں لائے۔ ہر چند عاجزی
کی اور سر رگڑا، قبول نہ ہوا۔ بالآخر انتہائی عجز و انکساری پر اُس کے حق میں دُعا کی کہ بے

ر (خواب سے بیدار ہوئے) تو اپنے اہل و عیال سے کہتے ہیں کہ

بے ایمان نشود فلا جرم او را از خدمت بردند چون در خانہ رسید جان بحق تسلیم کرد ایں خبر چوں بگوش بادشاہ رسید بسیار معتقد شد و التماس توقف کرد آں جناب سیادت اجابت ننمود باز بسفر حج رفتند و طواف کرد بعد از طواف بزیارت حضرت جدّ بزرگوار خود رفتند و در آنجا رخصت گرفتہ باز بسوی ملک خود تشریف آوردند والسلام نقلست کہ روزی زین العابدین مجذوب در خدمت شریف جناب سیادت حاضر بود در میان یاران بحثی برخاست ہمہ عاجز شدند و از عہدہ جواب بر نیامدند فلا جرم چون بگوش زین العابدین رسید

ایمان (کفر کی موت) نہ ہو۔ بعد ازاں اُسے حضور سے لے گئے گھر پہنچتے ہی وفات پا گیا۔"

یہ واقعہ جب بادشاہ کے کان میں پہنچا بے حد معتقد ہو گیا اور قیام کی التماس کی۔ آنجناب سیادت تیار نہ ہوئے۔ اس لئے سفر حج کو چلے گئے اور بعد ازاں جدّ بزرگوار کی قبر کی زیارت کر کے اپنے ملک تشریف لے آئے والسلام۔

زین العابدین مجذوب کے حق میں حضرت امیرؒ کا دُعا کرنا

نقل ہے کہ زین العابدین مجذوب ایک روز جناب سیادت کی خدمت میں حاضر تھا۔ رفقاء کے مابین کوئی بحث شروع ہوئی۔ سب کے سب جواب سے عاجز ہو گئے۔ یہ بات جب زین العابدین کے کان میں پہنچی تو ایسا معقول جواب دیا کہ سیدؒ نے آفرین و مرحبا کہی۔

در حال عیادت گفتند آنجناب بیادت بسیار آفرین کرد. در ہمان اثنا مردی حاضر شد و بعرض آنجناب بیادت رسانید و گفت که یا بزرگوار در حق من دعای خیری کنند. آنجناب در مشاہدہ بودند خواستند که دست بردارند زین العابدین مانع آمد. آنجناب بیادت از وی پرسیدند که چرا مانع آمدید گفت یا بزرگوار این مرد کسیست که خون ناحق خواہد کرد و این را در دفتر اہل دوزخ نوشته‌اند آنچه حاصل آمد آں مرد بیرون رفت و در خانه خود رسید تمام اہل خانه خود را کشت و در بفرار خود. روز دوم نیز زین العابدین در خدمت حاضر بود شخصی چہار نان آورد و خادم خواست که بردارد زین العابدین مانع آمد و بعرض آنجناب بیادت رسانید که محض حرام است باید که برگشته ند. آنجناب از آں مرد پرسید که این نانہا از کجا آوردہ آں مرد از روی اجتجا

اسی دوران ایک شخص حاضر ہو کر بولا جناب بیادت میرے حق میں دعائے خیر کیجئے۔ آنجناب مشاہدہ میں تھے چاہا کہ ہاتھ اٹھائیں۔ زین العابدین مانع ہوا۔ جب سبب پوچھا تو کہا کہ بزرگوار یہ مرد ناحق خون کرے گا۔ دفتر میں اس کا نام دوزخی درج ہے۔ اس لئے دعا سے کیا فائدہ۔ چنانچہ یہ آدمی جونہی گھر پہنچا تمام اہل و عیال قتل کر دیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

دوسرے دن بھی زین العابدین خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص چار روٹیاں لایا خادم نے اٹھانی چاہیں کہ زین العابدین مانع ہوا اور سید کے گوش گذار کیا یہ روٹیاں عین حرام ہیں۔ جناب سید نے اس آدمی سے پوچھا یہ روٹیاں کہاں سے لائے ہو۔

نگوید و او را قسم دادند آخر گفت که یک درم روزی از شخصی پنهان
کرده بودم احتمال است که از آن باشد پس آنچه آورده بود دوباره برگشته
دادند بعده آنجناب سیادت در حق زین العابدین دعا کردند تا بدعای
آن بزرگوار او را مقام جذبه دادند که مجذوب شد و خوارق عادات او
بسیار است چنانچه آنجناب سیادت بزبان مبارک فرمودند که زین العابدین
آنچنان مغلوب العقل بود که اگر نبوت تمام نشدی شاید که او را هم نبی بداندی
و در عالم جذبه هم بمقام اویس قرنی رسیده است ای عزیز تمیز کن کسی

شرم سے کچھ نہ بولا۔ بالآخر کہا کہ ایک روز ایک درم ایک شخص سے چھپا لیا تھا۔ ہو
سکتا ہے یہ روٹیاں اُسی درم کی ہوں۔ جناب سیدؒ نے اس پر روٹیاں شخص مذکور کو لوٹا
دیں اس کے بعد آنجناب سیادت نے زین العابدین کے حق میں دعا کی جس کے اثر سے
اسے مقام جذب عطا ہو گیا۔ زین العابدین کی بھی بہت سی کرامات ہیں۔ جناب سیادت
کہا کرتے تھے کہ زین العابدین اتنا دیوانہ تھا کہ اگر نبوت تمام نہ ہوتی تو اسے دی
جاتی۔ عالم جذب میں زین العابدین اویس[1] قرنی کے مرتبہ کا تھا۔
اے عزیز ہوش کر کہ جس آدمی کے ایسے خلیفہ ہوں جن کی یہ کرامات ہیں اس نے

[1] اویس قرنیؓ جلیل القدر تابعین اور چالیس پیشواؤں میں سے تھے۔ آنحضرت صلعم کے ارشاد
کے مطابق آپ مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے تھے۔ آپ نے آنحضرت صلعم کو چشم
ظاہر کی بجائے چشم باطن سے دیکھا تھا۔ غلبۂ حال اور والدہ شریف کے باعث آپ مدینہ نہ پہنچ
سکے تھے۔ (محمد ابراہیم)

را کہ ایچنین خلیفہا باشند کہ کرامات آنہا از حد بیرون است پس احتیاج تقریر مرتبۂ جناب سید چیست بلکہ اگر کسی ہمچون من باشد کہ در قلم آرد و را چہ احتیاج والسلام علی من اتبع الہدیٰ نقلست از شیخ محمد طالقانی قدس سرہ کہ از جناب سیادت پرسیدہ شد کہ یا بزرگوار مقام حضرت امام محمد غزالی بس بلند تر است از مقامات تمام مجتہدین کہ در اکثر کتب دیدہ شد کہ ان القیٰمۃ قامت والانبیاء والاولیاء کلہم حاضرون فجاء موسیٰ علیہ السلام کلم بمحمد صلعم وقال یا محمدؐ قلت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فقال فی

لگالے کہ خود جناب سیادتؓ کا کیا مرتبہ ہوگا؟ بلکہ مجھ جیسا آدمی انہیں قلمبند بھی نہیں کرسکتا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (ہدایت کے متبع پر سلام)

میر سید علی ہمدانیؓ کا مرتبہ امام محمد غزالیؒ سے بلند ہونا

نقل ہے شیخ محمد طالقانی قدس سرہٗ سے کہ جناب سیادت سے پوچھا گیا اے بزرگوار آیا حضرت امام محمد غزالیؒ کا مرتبہ تمام مجتہدین سے بلند ہے جیسا کہ اکثر کتب میں دیکھا ہے۔ چنانچہ لَاَنَّ الْقِیَامَةَ قَامَتْ وَالْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَاءُ کُلُّهُمْ حَاضِرُوْنَ فَجَاءَ مُوسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ کَلَّمَهٗ بِمُحَمَّدٍ صلعم وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتَ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَقَالَ فِیْ جَوَابِهٖ بَلٰی۔ فَسَئَلَ مِنْهُمْ فَالْتَفَتَ اِلٰی یَمِیْنِهٖ وَوَقَعَ نَظْرُهٗ عَلٰی مُحَمَّدِ الْغَزَالِیْ

"قیامت قائم ہو چکی ہے۔ انبیاء اور اولیاء حاضر ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلعم گویا ہوئے بولے اے محمد! کیا آپ ہی نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل (یہودیوں) کے پیغمبروں کی طرح ہیں۔ کہا ہاں۔ موسیٰ نے ان کی نسبت پوچھا تو آپ نے دائیں جانب

جوابہ بلیٰ قال منہم فالتفت الی بینہ و وقع نظرہ الی محمدؒ الغزالی یا بزرگوار مگر دیگران بآن مقام نرسیدند جناب سیادت در جواب فرمودند کہ روزی من در عالم مشاہدہ بودم و از ہر مقام گذر کردم جای رسیدم کہ در آن مقام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بود در حال خواستم کہ پیش ایشان بروم حضرت امام زود برخاست و مرا در کنار گرفت و سر و روی مرا بوسہ داد بعد ازان فرمود کہ باید در حق من دعائی بکنید کہ مقبول درگاہ حق شدہ در جواب گفتم کہ یا امام در حق این فقیر دعای خیری کنید شاید کہ بہ یمن قدوم شریف در روز یوم تبدل الارض غیر الارض والسموٰت معتقدان را در زیر لوائی خود در آرم

التفات کیا کہ آپ کی نظر محمد غزالیؒ پر پڑی: اے بزرگوار اس عبادت کی روشنی میں کیا کوئی دوسرا اس مقام کو پہنچ سکتا؟

اِس کے جواب میں جناب سیادت نے فرمایا کہ ایک روز میں عالم مشاہدہ (ایسی روحانی کیفیت جس میں ولی خدا تعالےٰ کو دیکھتا ہے۔ مترجم) میں تھا اور ہر مقام سے گزر رہا تھا کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ فی الفور ان کے سامنے جانا چاہا۔ جناب امام اٹھے اور بغلگیر ہو کر سر اور مُنہ پر بوسہ دیا۔ پھر فرمایا میرے حق میں دعا کیجیے کہ آپ مقبول درگاہ حق ہیں۔ میں نے جواب میں عرض کیا۔ اے امام اس فقیر کے حق میں بھی دُعائے نیک فرمائیے شاید کہ تشریف آوری کی برکت سے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموٰت (جس دن کہ زمین اس غیر دوسری زمین اور آسمانوں سے بدل جائے گی) کے دن معتقدین کو اپنے جھنڈے تلے لے آؤں۔

در جواب فرمودند کہ یا سید روزی من پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ بزبان مبارک میفرمود کہ اِرْفَعْ لِوَاءُ الْعَلِی الْہَمَدَانِی مِنْ جَمِیْعِ لِوَاءِ الْاَکَابِرِ الْاَوْلِیَاءِ پس باید کہ شما در حق ما فاتحہ خوانید من باز التماس کردم وازحضرت امام فاتحہ گرفتم واجازت خلوت گرفتم چوں روز دوم شد آن شب در واقعہ دیدم کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شدند واز ایشان پرسیدم کہ یا جد بزرگوار شنیدہ بودم کہ از جمیع مفسرین ومجتہدین ومحدثین بزرگتر است سراج امت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ چون در مقام غیب نظر کردم بہ مرتبہ حضرت امام محمد غزالی برابر دیدم درین چہ سبب خواہد بود بزبان مبارک چنین تقریر کردند کہ با ولدی مقام تو بلند تر است التفات

جواب میں فرمایا "اے سید ایک روز میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ زبانِ مبارک سے فرما رہے تھے اِرْفَعْ لِوَاءِ الْعَلِیِّ الْہَمَدَانِیْ مِنْ جَمِیْعِ لِوَاءِ الْاَکَابِرِ الْاَوْلِیَاءِ - (علی ہمدانی کا جھنڈا تمام بڑے بڑے اولیاء وں کے جھنڈے سے اونچا ہے) اسلئے آپ ہی میرے حق میں فاتحہ (دعا) پڑھئے"۔ میں نے دوبارہ التماس کی اور حضرتِ امام سے فاتحہ لی اور ساتھ ہی اجازتِ خلوت بھی"۔ دوسرے روز خواب میں دیکھا کہ حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اُن سے دریافت کیا "اے جدِّ بزرگوار میں نے سنا تھا کہ چراغ امت ابو حنیفہ کوفی تمام مفسروں، مجتہدوں اور محدثوں سے بڑے ہیں لیکن جب مقام غیب پر نظر ڈالی تو انہیں مرتبہ میں حضرت امام محمد غزالی کے برابر دیکھا۔ اس کا کیا سبب ہے"۔ زبان مبارک سے آنحضرتؐ نے فرمایا "اے فرزند تیرا مرتبہ تمام اولیاء اللہ کے مراتب سے زیادہ بلند ہے اس میں عالمِ غیبت اور عالمِ حقیقت

تمام اولیاء اللہ خواہ در عالم حقیقت خواہ در عالم غیبت چون ازان حال باز آمدم متفکر بودم کہ ناگاہ از خانقاہ خود برآمدم دیدم کہ حضرت خضر پیدا شد و بامن مصافحہ کرد از وی پرسیدم کہ بزرگوارا مرا چیزی بخشش در جواب گفت کہ یا سید آنچہ خواہش شما بود اللہ تبارک و تعالیٰ بتو عطا کردہ است دیگر چہ ماندہ است کہ میخواہید در جواب گفتم کہ یا حضرت خضر من در تمام عمر تمنا داشتم کہ از تو چیزی میخواستم حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ نمیداد تو نیز نخواہی داد حضرت خضر غائب شد چون شب شد باز آن جد بزرگوار را دیدم و از ایشان پرسیدم کہ یا جدی امروز من از حضرت خضر چیزی خواستہ بودم در جواب گفت کہ آنچہ خدای تبارک و تعالیٰ بتو عطا کردہ است حالا چہ ماندہ است کہ از تو میکنید حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ یا ولدی ہر کہ اولاد

کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔" ابھی اس حالت سے افاقہ ہُوا ہی تھا۔ اور سوچ میں تھا کہ اچانک خانقاہ سے نکلا۔ حضرت خضر نمودار ہوئے اور مصافحہ کیا۔ اُن سے کہا بزرگوار مجھے کچھ دیجئے۔ جواب میں کہا اے سیّد جو تمہاری خواہش تھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عطا کر دی ہے۔ اب کیا رہا ہے کہ چاہیئے۔ میں نے کہا اے خضر ساری عمر آرزو تھی کہ آپ سے کچھ مانگوں۔ اگر اللہ تعالےٰ نہیں دے گا تو آپ بھی نہ دیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت خضر غائب ہُو گئے۔ رات پڑنے پر دوبارہ جدّ بزرگوار کو خواب میں دیکھا اور اُن سے کہا اے دادا آج حضرت خضرؑ سے کچھ مانگا تھا۔ جواب ملا جو مانگنا چاہتے تھے وہ خدا سے مل گیا ہے۔ اب مانگنے کے لئے کیا رہا ہے؟ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا "اے بیٹے جو ہماری اولاد کی اولاد ہو، اُسے خضر والیاس کی کیا ضرورت جو کچھ مانگنا ہو ہم سے مانگو۔"

جب بیدار ہُوا تو حضرت امیرؓ بولے اے محمد طالقانی۔ تم ہی نے یہ بات پوچھی تھی۔

خلف ما باشد او را چہ احتیاج خیرالناس باشد ہر چہ میخواہید از ما طلب کنید لاجرم چون بیدار شدم کہ تو سایل این معنی شدہ بعدہ فقیر سر در قدم آنجناب سیادت نہادم و عذر خواہی کردم دروی در مراقبہ نہادم دیدم کہ مقام آنجناب سیادت بلند تر است از مقام امام محمد غزالی بعدہ معتقد قوی شدم و ہر کہ منکر این فریق دیدم او را تسلی کردم فرد ہم ولی را ولی تواند دید مصطفیٰ را علی تواند دید والسلام علی من اتبع الھدیٰ نقلست از شیخ خلیل اللہ بقلانی قدس سرہ السبحانی کہ یکی از خلفای حضرت خواجہ اسحاق ختلانیست فرمود کہ روزی از زبان مبارک مرشد

یہ سُنکر فقیر (مراد شیخ محمد طالقانی) نے سر جناب سیادت کے قدموں میں رکھا اور عذر خواہی کی۔ مراقبہ میں جانب سے معلوم ہوا کہ جناب سیادت (میر سید علی ہمدانیؒ) کا مرتبہ امام محمد غزالی سے بلند تر ہے۔ اس کے بعد سے قوی اعتقاد ہو گیا اور ہر منکر کی تسلی کی (سمجھایا) فرد (تنہا شعر)۔

ہم ولی را ولی تواند دید * مُصطفیٰ را علی تواند دید

(ولی کو ولی دیکھ سکتا ہے۔ مصطفیٰ کو علی دیکھ سکتا ہے) وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (ہدایت کے پیروکار پر سلام)

حضرت امیر کی زبان سے معرفت کی تعریف

نقل ہے شیخ خلیل اللہ بقلانی قدس سرہُ السبحانی۔ (حضرت سبحان نے اس کا راز (باطن) پاک کیا) سے جو خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے خلفاء سے تھے

خود شنیدم کہ از آنجناب سیادت مآب پرسیده بود کہ بایزد گوا معرفت اللہ چگونہ حاصل آید در جواب فرمودند کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ پس گفتند کہ نفس این کس چگونہ بشناسد در جواب فرمودند کہ این رفتار لایق ہر حیوان نخواہد بود بلکہ اسپ عراقی بہمت بلند خود جای میرسد و پیر لاشہ ہم بموافق قوت خود راہی می رود چنانچہ اللہ تبارک وتعالی در قرآن مجید خبر دادہ است کہ انّا کُلّ شیءٍ خلقناہ بقدرٍ ہر کہ خدا را بشناسد از قیل وقال طلب کردن شرط نیست و آنکہ او را نشناسد از وحال طلب کردن دور است چنانچہ این کلام بر آن دال است کہ من عرف اللہ

انہوں نے (شیخ خلیل اللہ نے) کہا ایک روز اپنے مرشد (خواجہ اسحٰق ختلانی) سے سُنا کہ انہوں نے یعنی خواجہ اسحٰق نے جناب سیادت مآب رضی سے پوچھا جناب مکرم اللہ کی معرفت (شناخت) کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ جواب میں فرمایا: مَنْ عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ (جس نے خود کو پہچانا اُس نے پروردگار کو پہچانا) پھر پوچھا نفس کو آدمی کس طرح پہچانے گا؟ فرمایا "یہ طریقہ ہر حیوان کے لایق نہیں ہے عراقی گھوڑا بلند ہمتی سے اپنے مقام پر پہنچا ہے اور بوڑھی لاش قوت کے مطابق ہی چلتی ہے۔ خود اللہ تبارک وتعالے نے قرآن مجید میں اس بات کی خبر دی ہے" انّا کل شیءٍ خلقناہ بقدرٍ۔ (بیشک ہم نے ہر چیز اندازہ سے پیدا کی ہے) خدا کے شناسا سے حجت بازی شرط نہیں ہے اور جو اسے نہیں پہچانتا اس سے حال (کیفیت وجد) کی طلب بے سود ہے۔ اور یہ کلام اس بات پر دلالت (اشارہ) کرتا ہے کہ "مَنْ عرف

کل لسانہ واگرچہ من عرف اللہ طال لسانہ ہم فرمودند اما این وقتی باشد نکہ ہر ساعت و ہر دم وہر کسیکہ از معتقدان طریق ما ست یقین باشد کہ خداشناس خواہد بود از انکہ این را سلسلۃ الذہب میگویند چنانچہ نبوت بر نسل حضرت ابراہیم خلیل اللہ ختم است ہمان سبیل ولایت ومعرفت درین طریق ختم شدہ ست وہر کہ پای در طریق کبرویہ درآرد البتہ سالک راہ طریقت وحقیقت خواہد گشت اما مردم ہر طریق بموافق استعداد خود تفاوت دارند بعضی صلحا اند وبعضی زہاد وبعضی عرفا اند وبعضی عوام الناس حیوانند آنہا را چہ تمیز خواہد بود کہ علف ماکول کیست وغیر ماکول چیست باید کہ آن مردم تفحص کنند کہ اگر آن کس آشنا بمعرفت اللہ باشد مرید بگیرد واگر نہ برای خود غلّی در کردن نہ آویزد حاضران مجلس

اللہ طال لسانہ (خدا کے پہچاننے والے کی زبان دراز ہو جاتی ہے یعنی بہت بولتا ہے) بھی فرمایا ہے۔ لیکن یہ دوسرا قول وقتی بات ہے۔ ہر گھڑی کا نہیں ہے۔ جو شخص ہمارے طریقے کا معتقد ہے یقیناً خداشناس ہو گا۔ ہمارے طریقے کو سِلسِلَۃُ الذَّھَبْ (سونے کی زنجیر) کہتے ہیں جس طرح پیغمبری حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ختم ہے۔ اسی طرح ولایت ومعرفت کا راستہ بھی اس طریقہ پر ختم ہوا ہے۔ طریقہ کبرویہ کا راہ گیر سالکِ طریقت وحقیقت ہو گا۔ البتہ لوگوں کی استعدادات اور قابلیتیں مختلف ہیں۔ بعض صالح بعض زاہد، بعض عرفاء اور بعض عوام الناس حیوان ہیں جنہیں ماکول (کھانے کے قابل) اور غیر ماکول (ناقابلِ خوراک) میں امتیاز نہیں ہے۔ ایسے آدمیوں کی چھان بین ضروری

در جواب گفتند کہ بایزد گوار مگر ہر کس از تقوی نشینان آشنا بمعرفت نیست در جواب فرمودند اگرچہ ظاہر کرامات میکنند امّا برین اعتبار نیست

رُباعی :-

آن لعل گران بہا زکان دگر است — وان دُر یگانہ را نشان دگر است
اندیشۂ این و آن خیالِ من و تست — افسانۂ عشق را زبان دگر است

نقلست از شیخ محمد سرا لبنی کہ گفت روزی در خدمت شریف آنجناب سیادت و آن منبع ولایت حاضر بودم جمعی کثیر از علماء پیش جناب

ہے جو آشنا بمعرفت ہو، اسے مُرید (صاحبِ ارادت) بنائیں۔ ورنہ گردن میں طوق (پھندا) لٹکانا ہے۔ حضارِ مجلس گویا ہوئے " یا حضرت کیا ہر تقوٰی نشین صاحب معرفت نہیں ہے؟" ارشاد فرمایا۔ یہ لوگ اگرچہ بظاہر کرامات دکھاتے ہیں تاہم ناقابلِ اعتبار ہیں۔" رُباعی :-

آں لعلِ گراں بہا زکان دگر است — واں دریگانہ را نشان دگر است
اندیشۂ این و آن خیالِ من و تست — افسانۂ عشق را زبانِ دگر است

(وہ قیمتی لعل کسی اور کان سے ہے اس دریکتا کا نشان کچھ اور ہے اس اور اُس کا خیال میری اور تیری فکر ہے، جبکہ داستان عشق کی زبان ہی کچھ اور ہے)

جنابِ سیادت کا فلسفۂ وجد و سماع بیان کرنا

نقل ہے شیخ محمد سرا لبنی ؒ سے۔ انہوں نے کہا کہ ایک روز منبعِ ولایت جنابِ سیادت کی خدمت شریف میں حاضر تھا کہ علماء کی ایک کثیر جماعت جناب سیادت کی خدمت میں

سیادت آمدند و ساعتی صحبت داشتند بعد از صحبت پرسیدند که
یا بزرگوار سبب وجد و سماع چیست همگی چهارده سلسله اند و از آنها
دو یکدو طریق می بینیم تنها دیگران مانع میشوند بلکه اکثر در دودمان کبرویه
این فعل صادر میشود باید که این مشکل بجواب حل شود تا باعث تسلی
خاطر این ملتمسان گردد و اگر بدعت است در منع آن میکوشیم و اگر در
بعضی احادیث و روایات جایز است پس تغافل میکنیم و الا منع کنیم هر
جا کسی باشد او را خبر کنیم تا دیگران نکنند چنانچه ما در بعضی نسخ دیدیم که
حرام است اگر کسی آلات سازنده دور ببیند و بی غلاف باشد بر سر او را بشکنند
با وجود عدم قدرت آنجناب سیادت در جواب آنها بر زبان درافشان
چنین تقریر و بیان فرمودند که اگر بموافق شرع شریف بگوییم درست

حاضر ہوئی۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد پوچھنے لگی یا بزرگوار وجد و سماع کا سبب کیا ہے
چودہ سلسلوں میں سے صرف دو طریقے اس کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ دیگر سلسلے وجد و
سماع سے مانع ہیں۔ بلکہ خود سلسلۂ کبرویہ کے اکثر لوگوں سے بھی یہ فعل (ممنوعہ یہ)
صادر ہوتا ہے۔ یہ مشکل حل فرمائی جائے تاکہ موجب طمانیت ہو ورنہ از روئے
بدعت ممانعت میں کوشش کی جائے گی۔ اگر اس سلسلے میں احادیث و روایات
ہیں تو تغافل کیا جا سکتا ہے، اور اگر نہیں تو سختی سے روکا جائیگا۔ ہمارے نزدیک
بعض کتابوں کی رو سے گانا بجانا نہ صرف حرام ہے بلکہ آلات موسیقی دور سے
بھی نظر آئیں اور ڈھکے ہوئے نہ ہوں، تو انہیں باوجود عدم قدرت موسیقار
کے سر پر توڑ دیا جائے۔ جناب سیادت نے ان لوگوں کے جواب میں زبان دُرفشاں

نیست چنانچه ما هم در اکثر تصنیف خود برای نارسیدها منع نموده ایم اما این امریست
که اختیار بر نمیخیزد و این دردیست بے دوا و این زخمیست بے مرہم
و این سوزیست بے آتش و این ناریست حریق و این گرداب بحر قلزم
فکر عمیق باید که اگر ازیں ساز و نوا منع میشوند پس چشم آنجماعه بکنند و اگر
چشم هم بکنند پس دل ایشاں را چه کنند بالغرض از ساز و نوا و از حسن
آواز مانع میگشتیم اما در دل ناریست حریق آنرا چگونه بنشانیم درین
باب خاطر شما جمع باشد اگرچه بعضی از کبراء درین نکردند آنجماعه را الله تبارک
وتعالی بے عنایت کرده است که بیک جرعه واصل دیدار خود ساخته است
پس جزع و فزع چه امیکردند و جماعه دیگر ند که آنها عالم بعلم شریعت
بودند و واقف بسر طریقت نیز آنها را چه احتیاج بود که چو بان میبستند

سے اس طرح فرمایا:

"اگر موسیقی اور گانا بجانے کو از روئے شرع پوچھتے ہو تو درست نہیں ہے اس لئے بعض تصانیف میں ہم نے بھی نو مریدوں اور خامکاروں کو اس سے منع کیا ہے تاہم یہ امر اختیار سے اٹھتا ہے، درد بے دوا ہے۔ زخم بے مرہم ہے۔ بلا آگ کے جلن ہے۔ جلانے والی آگ ہے، گہری فکر کے بحرۂ قلزم کا گرداب (بھنور) ہے۔ اس صورت میں مخالفین سماع سماع سے منع کریں تو ان کی آنکھیں نکال لی جائیں اور اگر آنکھیں نکال لی جائیں تو دل کا کیا کریں گے۔ بالغرض اگر ساز و نوا اور حسن آواز سے مانع ہوں لیکن دل کی آگ کس طرح بجھائی جائے گی۔ اس بارے میں مطمئن رہو۔ اگر بعض بزرگان اس سے باز رہے ہیں تو خدائے تبارک و تعالیٰ نے انہیں یہ کیفیت عنایت کی ہے کہ ایک ہی گھونٹ سے واصل دیدار بنا دیا ہے اس لئے جزع فزع (گریہ زاری)

کسیکہ درون خانہ یا دوست خود ہمزانو باشد گریہ و زاری چرا کند و
اگر میگویند کہ پس مریدان آنجماعہ کہ در اول وقت واصل حق شدند جواب
آن اینست کہ کسی را کہ پیر نکند پس مرید چون کند پس میگویند کہ فعل اختیاریست
کہ جواب آن اینست کہ آن بزرگواران از حق سبحانہ و تعالیٰ خواستہ اند کہ این
درد نسبت عظیم و این المی است الیم کہ تاب آوردن او بجز از شیری
نتواند بود باید کہ این برمعتقدان ما بگمارد شاید کہ از عہدہ آن نتوانند
برآمد البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ دعا و زاری خاصگان خود قبول خواہد
کرد و سوی او ہر کہ پای در سلوک حقیقی آرد بیشک او را رقتی
پیدا آید اما جماعہ کہ از متقدمین گذشتہ اند بعضی محبوبان بودند و جماعہ

کی ضرورت پیش نہ آئی۔ ایک اور جماعت عالم علم شریعت بھی اور واقف اسرار میں
بھی احتیاج تلاش نہ تھی۔ جو آدمی گھر کے اندر محبوب کے ساتھ ہمزانو ہو سکے
گریہ و زاری کی کیا ضرورت ہے اور اگر کہیں اس جماعت کے ارادت مند اولین وقت
میں واصل بحق ہو چکے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ جس آدمی کا پیر کوئی بات نہیں کرتا تو مرید
کس طرح کرے گا۔ اگر کہیں کہ یہ فعل اختیاری ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُن بزرگوار نے
اسے خدا تعالیٰ سے طلب کیا ہے ورنہ یہ ایسا الم ہے اور درد عظیم ہے جس کی تاب صرف
شیر ہی لا سکتا ہے اور یہی بات ہمارے معتقدین کو بھی معلوم ہونی چاہئے۔ یقیناً
اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خاص لوگوں کی دعا و زاری قبول فرمائے گا۔ اس کی جانب
جو بھی سلوک حقیقی سے چلتا ہے اُس میں یقیناً رقت (دل کی نرمی) پیدا ہوتی ہے

دیگر گذشته اند که محبان بودند اینجا گفتگو شرط نیست و جماعه دیگر حاسدانند
که خود را از لذت آن شربت محروم و مهجور ماندند بلکه کوران مادرزاد ند
در عالم ارواح نیز کور بودند پس آن جماعه چه دانند که آفتاب کیست ماهتاب
کیست نور ایشان چگونه باشد و صورت آدمی چه نوع است و شبیه حیوانات بچه وجه
پس این کس اگر تمام عمر خود در تعلیم آن جماعه صرف کند چه ثمره بخشد چنانچه
الله تبارک و تعالے در قرآن مجید و فرقان حمید خبر داده است اولٰئک
کالانعام بل هم اضل اولئک هم الغافلون و لله الاسماء الحسنیٰ
و آن جماعه کو با عضو تناسل ندارند پس کسی را که این نداشته باشد او
چگونه لذت آن یابد هرچند کس او را تکرار کند چه فائده واز بید خشک چه

لیکن متقدمین (پہلے لوگ) کی جماعت میں بعض محبوب (معشوق) تھے اور بعض
محب (عاشق) یہاں کلام شرط نہیں ہے۔ ایک اور جماعت حاسدوں کی ہے جو اس
شربت کی لذت سے محروم اور دور افتادہ ہیں۔ یہ لوگ مادرزاد اندھے ہیں اور عالم
ارواح میں بھی اندھے۔ ان لوگوں کو کیا معلوم کہ آفتاب و ماہتاب کیا ہیں۔ روشنی
کیا ہے۔ آدمی کس نوع وصفت کے ہوتے ہیں۔ حیوانات کے کس طرح مشابہ ہیں۔
یہ لوگ اگر تمام عمر تعلیم دیئے جائیں بے سود ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالے
نے انہیں لوگوں کے متعلق بتایا ہے اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلّ اُولٰئِکَ
هُمُ الْغَافِلُوْنَ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی (یہ لوگ چوپائے ہی نہیں بلکہ اُن سے بھی
گمراہ اور غافل ہیں اور اللہ تعالےٰ کے عمدہ نام ہیں) یہ لوگ گویا نامرد ہیں۔ جو
نامرد ہوگا وہ کیوں کر لذت یاب ہوگا۔ گو بار بار تکرار کرے

مایده و این فریقی که تابع طریق کبرویه اند اینها عاشقان و کار عشق آنست
که هرگاه آواز خوش شنود در خاطر اندیشد که آواز دوست من است و
خوش میشود و هر خوبی که باشد منسوب به محبوب حقیقی خود میکند که ان الله
جمیل یحب الجمال و هرگاه جمالی خوش بیند داند که کمال نظیر دوستش است
و چون لذت آواز کام دل و روح بیند تا چار بیهوش شده در استغراق
حقیقی مستغرق خواهد شد و اگر میگوید که پس از آواز و حسن چرا زود نه
یابن کس حال پیدا نشود جواب آنست که هرگاه شاهین لا بشکار می اندازند یا
از طبل زدن چه فائده این از برای آنست که نامردانه وار سر در قدم آن مطلوب باد
جهان فدا سازد و حیات و دنیای فانی مکدر بیقما در وصل حق در بازد و گر
[illegible] که دیگران عاشق نشوند مگر همین فریق را با چه عشق [illegible]

بید مشک بستر خواب نہیں بنتا۔ صرف عاشق طریقۂ کبرویہ کے متبع ہیں۔ عاشق جب
سریلی اور رس بھری آواز سنتا ہے دل میں سوچتا ہے میرے محبوب کی آواز ہے
خوش ہوتا ہے اور خوبی کو محبوب حقیقی کی جانب منسوب کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ
جمیلٌ و یحبُّ الجمال (خدا حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے) کمال حسن کو
نظر دوست خیال کرتا ہے۔ لذت کام و دل اور روح پر بیہوش ہوتا ہے۔ حقیقی
استغراق میں غرق ہوتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ ایسا شخص جلد ہی صاحب حال کیوں
نہیں ہوتا جواب یہ ہے کہ شاہین کو شکار پر چھوڑنے کے وقت ڈھول بجانے
کی ضرورت نہیں ہوتی ایسا اس لئے ہے کہ مردانہ وار مطلوب دو جہاں کی راہ میں قدم
رکھنے اور دنیای فانی کی مکدر (میلی) زندگی کو وصل حق کے جوئے میں ہار دے۔
اگر یہ کہتے ہو کہ کیا دوسرے لوگ عاشق نہیں ہوتے ہیں اور کیا یہی فریق (جماعت)

جواب اینست که هر کسیکه الف و یا خوانده است در ابجد عشق خواهد رسید جماعه
که از این مقام برتر شده و بمقام انتها رسیده اند آنها را چه احتیاج وجد
وسماع است که النهایه هو الرجوع الی الله آنکسانیکه الحال در آن مقام
مبتلا اند آنها را کدام واعظ نصیحت تو اند کرد تا بجا آید

هر کرا عشق سر برافرازد ... پیر صد ساله را جوان سازد

واگر دلیل عقلی در این بکنیم هیچ فائده نیست چنانچه شیخ فخر الدین عراقی
و سید حسین حسینی آورده اند که عقل رنگیست بی بوی چنانچه نقش در دیوار
و عشق بوئیست بی رنگ چنانچه گل در خار و عقل رنگیست بی نمک مثل
خار و عشق نمکیست بی سنگ مانند آب گوار عقل مرغیست در هوا مثل زاغ

ابجد عشق (عشق کی ابتدا) سے آشنا ہوا ہے؟ جواب یہ ہے کہ جس کسی نے
بھی "الف اور یا" پڑھا ہے یقیناً ابجد عشق میں پہنچے گا۔ لیکن جو لوگ اس مقام سے
برتر اور مقام انتہا کو پہنچ چکے ہیں انہیں وجد وسماع کی کیا ضرورت ہے کیونکہ
انتہا خدا کی طرف مراجعت ہے لیکن جو لوگ ابھی مقام ابتلا (آزمائش وامتحان)
میں ہیں انہیں کون سا وعظ اور نصیحت کی جا سکتی ہے۔ فرد (ایک شعر)

هر کرا عشق سر برافرازد ... پیر صد ساله را جوان سازد

(عشق جس آدمی کو سربلندی کرنے پر آتا ہے، اگر وہ سو سالہ بوڑھا بھی ہو تو جوان کر دیتا ہے)
یہاں دلیل عقلی غیر مفید ہے۔ شیخ فخر الدین عراقی اور سید حسین کا بیان ہے
کہ عقل نقش دیوار کی طرح بے خوشبو رنگ ہے اور عشق پھول کی طرح کانٹے

و نغز عشق ہوائیست در مرغ مانند روح در بدن مرغ در ہوا نظارگیست
و ہوا در مرغ آوارگیست باید کہ خود را با وجود زبان مانند گنگ داند
و با وجود گوش بسان کر انگارد این امریست کہ از شرح و بیان باید دورست
و این سریست کہ جان و عقل از عنان او مقہور است و قدر این وقت
کسی داند کہ دم آبی از مصیبت جگر گوشہ خود چشیدہ باشد و بہای این
در کسی داند کہ در عالم مجازی از برادر حقیقی دور ماندہ باشد کسی را کہ
درین عالم چنین عقوبتہا در پیش نیاید او را از باطن چہ خبر حضرت
آنجناب یادت فرمودند کہ روزی من در شہر ہمدان بودم بعد از
نماز پیشین بطرف بازار رفتم زنی صاحب جمال دیدم چنانچہ بیک نظارہ آمدہ

ہیں بے رنگ خوشبو ہے۔ عقل چٹان کی طرح بے نمک پتھر ہے اور عشق پتھر
کے نیا گوارا پانی کی طرح نمک ہے۔ چیل اور کوے کی طرح عقل فضا کا پرندہ ہے
عشق پرندے میں بدن کی روح ہے۔ ہوا میں پرندہ نظارہ ہے اور ہوا پرندہ
میں آوارگی ہے۔"

خود کو زبان ہونے کے باوجود گونگا سمجھ اور باوجود کان کے بہرا۔ یہ بات شرح
و بیان سے دور ہے اور جان و عقل اس راز سے مقہور (ذلیل) اس وقت کی
قدر وہی جانتا ہے جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے مراد بیٹے کی وفات سے پانی کا
گھونٹ پیا ہو اور جو عالم مجازی (دنیا) میں سگے بھائی سے دور رہا ہو۔ جسے
اس عالم میں تکالیف پیش نہیں آئیں اسے باطن کی کیونکر خبر ہو سکتی ہے"۔

جناب سیادت رہبر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز

ظلمت دل من رسیدہ گو باز چاہ ظلمت آں صبح صادق دمیدہ
دل و جان این فقیر از جوش آن آفتاب آرمیدہ ابتدای نظر در من
طاقتی و صبری نماند گو با مژگان خود مانند پیکان تیر در دل خستۂ من
نشانده چنانچہ بیہوشی در من شدہ کہ یک درخت عظیمی بود او را در کنار
گرفتم و در گردش آمدم و آن درخت نیز با من رقاقت کرد چون ما
بے طاقت شدم در افتادم تا دو روز جان در بدن نیامدہ چو
بہ ہوش آمدم آن زن جمیلہ نیز در پیش من حاضر آورد یک دم آب
از دست او چشیدم و بہ ہوش نو آمدم و ہرگز پیش او با ہمی خود من
بعد نرفتم و ہر جا کہ آواز خوش شنیدم فریفتۂ او شدم و ہر جا کہ زلف

میں شہر ہمدان میں تھا کہ ظہر کی نماز کے بعد بازار کی جانب روانہ ہوا۔ ایک صاحب جمال عورت دیکھی۔ ایک ہی نظر سے وہ چاند جیسی صورت میرا دل لے گئی۔ گویا ظلمت کے کنویں سے صبح صادق طلوع ہوئی اور فقیر کا دل و جان آفتاب کے جوش سے آسودہ ہوا۔ ایک ہی نظر میں صبر و قرار جاتا رہا۔ اپنے پلک تیر کی نوک کیطرح دل خستہ میں پیوست کر دیئے۔ بیہوشی کے عالم میں ایک بڑے درخت سے ہمکنار ہو کر گھومنے لگا۔ وہ درخت بھی میرا ساتھ دے رہا تھا (گھوم رہا تھا) انتہائی بے طاقتی سے زمین پر گر پڑا۔ دو روز تک روح بدن سے باہر رہی۔ ہوش میں آنے پر زن جمیلہ کو میرے پاس لائے پانی کا ایک گھونٹ اُس کے ہاتھ سے پی کر قرار آیا۔ اس کے بعد سے کبھی بھی رشتہ داروں کے پاس نہ گیا۔ ہر اچھی آواز پر فریفتہ ہونا اور ہر پسندیدہ زلف دامن دل کو لٹکا لینی۔

خود دیدم آنچہ او گفتم جماعہ از مریدان از شیخ ولی تراش الملقب بہ
نجم الدین الکبری قدس سرہ العظمی پرسیدند کہ یا بزرگوار اکثر صوفیان
این طریق وجد میکند حقیقت چیست این خبر کہ مخصوص برای ہمینہا آفریدہ
اند در جواب فرمودند کہ من روزی در خلوت نشستہ بودم با دوست
حقیقی خود مشاہدہ کردم مارا وقتی شد کہ تمام ملائکہ مقرب ازان محروم
ماندند چنانچہ مشہور است کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب
ولا نبی مرسل بعد ازو مارا فرمودند کہ چیزی بخواہ روح با دل ہمچنین خود
فکر کرد کہ چہ بخواہم مصلحت آن دانستند کہ ہر کہ تابع این طریق شود

ایک جماعت نے ولی تراش (ولی بنانے والے) شیخ نجم الدین کبریٰ
قدس سرہٗ العظمیٰ سے سوال کیا کہ اے بزرگوار اکثر صوفیہ اس طریقہ پر وجد کرتے
ہیں حقیقت کیا ہے؟ کیا یہ بات صرف ان ہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے
جواب میں فرمایا "ایک روز خلوت میں بیٹھا ہوا تھا اور دوست حقیقی (اللہ
تعالیٰ) کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ کہ ایک ایسا وقت طاری ہوا جو ملائکہ مقربین کو
بھی نصیب نہ تھا اس حدیث کے مطابق کیفیت ہو گئی لی مع اللہ وقت لا
یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (کبھی کبھی خدا کے ساتھ میرے
لئے ایسا وقت ہوتا ہے کہ نبی مرسل اور نزدیک کا فرشتہ مجھ تک نہیں پہنچ پاتا)
بعد ازاں ارشاد ہوا کہ کچھ مانگو۔ سوچا کہ کیا مانگوں مصلحت یہی جانی کہ جو اس
طریقہ (کبرویہ) کا تابع ہے اسے ایسی جان عطا ہونی چاہئے جس سے

او را جانی باید بخشید که مسرور دو جہان شود تا بیم موت و حیات دراں بدل نباشد چون ازان حال بہوش آمدم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم و از ایشان نیز سوال کردم کہ یا سرور عالم و یا مفخر العرب والعجم حالی کہ پیش از ہجرت شنوشدہ بود ما را بخش ایشان نیز درین باب ما را اجازت دادند فلا جرم چون ازان حال بہ حال خود آمدم ہر کرا بیعت دادم او را سپردم تا قیام قیامت ہر کہ تابع طریق ما باشد او را نیز مبتلای ہمان حال خواہند کرد۔ تا منتہی طرق شود بعدہ آنجناب یادت خواستند کہ دلائل بسیار آرند۔ یکے از سائلان کہ کلان تر آن جماعہ بود او را نیز حال وسماع رو داد و فریاد کنان جامہای خود را پارہ پارہ کرد و ہیچ چارہ نہ دید۔ چوں ازآں حال بہ ہوش خود آمد سر قدم آنجناب یادت نہاد و گریہ و زاری آغاز کرد۔ تا یک شبانہ و روز

مسرورِ دوجہاں رہے۔ موت و حیات کا خوف نکل جائے۔ اس کیفیت سے ہوش آنے پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر اُن سے دریافت کیا کہ اے سرورِ عالم! فخرِ عرب و عجم ہجرت سے قبل کی کیفیت جو آپ پر طاری تھی مجھے عطا ہو۔ چنانچہ اُس بارے میں اجازت مل گئی۔ اس کے بعد سے جس نے بھی میری بیعت کی اسے وہ کیفیت بھی بیعت کے ساتھ دے دی۔ قیام قیامت تک ہمارے طریقے کا متبع اِس حال میں مُبتلا رہیگا جب تک انتہا تک نہ پہنچ جائے۔ بعد ازاں جناب سیادت نے چاہا کہ بے شمار دلائل پیش کریں۔ کہ ایک سائل جو ایک جماعت کا سردار تھا حالتِ وجد و سماع میں آگیا۔ فریاد کرتے ہوئے کپڑے پھاڑ دیے اور بے حس ہوگیا۔ اِس

در گریہ و زاری بود چون از آن حال آمد با یاران تو دگفت کہ ما از علم
باطن کوریم کور چہ داند کہ رنگ فلک چیست و خالق ملک کیست تا اکنون
آنچہ کہ ما کردیم ہمہ لعب و لہو بود و آنچہ ما پنداشتیم ہمہ خطا و سہو بود حالا
باید کہ ہر کدام سر در قدم جناب بیادت کنیم تا براہی برسیم آن جماعہ بصفا سنند
و سر در قدم شریف نہادند و تو بہ طریقت خواندند و کلہم مرید شدند
تا قدم شریف در ممالک حیات بود ہیچ یکی از حکام و امراء و زہاد و علما

حالت سے افاقہ پر جناب بیادت کے قدموں پر سر رکھدیا، گریہ و زاری شروع کر دی۔ ایک دن اور ایک رات یہی کیفیت طاری رہی۔ رباعی (حاشیہ کی)

دل وقت سماع بوی دلدار برد   جان را بسرا پردۂ اسرار برد
این زمزمہ مرکبی است مر روح ترا   بر دارد و خوش بعالم یار برد

(ترجمہ) گانے کے وقت دل یار کی خوشبو پا لیتا ہے۔ جان اسرار کے پردے میں لیجاتا ہے (گانا تیری روح کے لئے سواری ہے جو نہایت خوشی سے یار کی دنیا میں لیجاتا ہے)

ہوش سنبھال کر فقیروں سے بولا ساتھیو ہم علم باطن سے اندھے ہیں۔ اندھا کیا جانے آسمان کا رنگ کیا ہے۔ ملک کا خالق کون ہے۔ ابتک جو کیا کھیل کود تھا۔ ہمارا گمان سراسر بھول چوک تھا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہر ہر ایک جناب بیادت کے قدم پر سر رکھیں تا کہ کسی راہ پر پہنچ سکیں۔ بعد ازاں سب نے اٹھکر جناب بیادت کے قدم پر سر رکھکر تو بہ طریقت پڑھی اور مرید ہو گئے۔ جب تک آنجناب زندہ تھے تب تک سر رکھکر تو بہ طریقت پڑھی اور مرید ہو گئے۔ جب تک آنجناب زندہ تھے تب تک کسی حاکم، امیر، زاہد اور عالم نے اس قسم کا سوال نہ کیا۔ بلاشبہ منکر درویشان

سوال این معنی نکردند هر که منکر حال درویشانست بدتر از کورانست و
السلام علی من اتبع الہدیٰ نقلست که روزی آنجناب بیادت در
خانقاه بود یاران نیز در خدمت حاضر بودند آنجناب بزبان مبارک
چنان تقریر کردند که بعد از بیست سال چنان فتوری درین ولایت
خواهد شد که نه پادشاه بماند و نه مردم آسایش میکنند و ماہم جلای وطن
خواهیم شد یاران در خدمت شریف عرض کردند که یا بزرگوار سبب آن
چه خواهد بود بزبانِ مبارک فرمودند که پای ملوک غرجستان[1] خواهد درآمد
و این مردم را خواهد اعتقاد برگشت چنان میشود که بار دیگر روی خانقاه

اندھوں سے بدتر ہے۔ والسّلام علیٰ مَنِ اتبع الہُدیٰ۔ (ہدایت
کے متبعین پر سلام)

حضرتِ امیرؓ کی پیشین گوئی بادشاہ تیمور کے متعلّق

نقل ہے کہ ایک روز جناب سیادتؓ خانقاہ میں تھے۔ رفقاء بھی حاضرِ خدمت
تھے کہ آنجناب نے زبانِ مبارک سے بیان فرمایا کہ بیس سال کے بعد اِس مُلک
میں ایسی افراتفری ہوگی کہ نہ بادشاہ رہیگا اور نہ آدمی آسایش پائیں گے۔
ہم سب جلاوطن ہو جائیں گے۔ رفقاء نے عرض کیا یا حضرت اس کا کیا سبب ہوگا۔
فرمایا کہ شاہ غرجستان یعنی تیمور اٹھے گا۔ لوگوں کا اعتقاد پھر جائیگا۔ ساتھ ہی فرمایا

[1] یعنی "ملک تیمور"

خود ہی ببینم یاران گفتند کہ کے خواہد بود بزبان مبارک فرمودند کہ
آخر عمر ما ملاجرم چنان شد کہ تمام اہل ولایت جلای وطن شدند و
جماعۂ ولی اللہ دران فوت گشتہ شدند سخن بزرگان اینست چنانچہ
ذکر کردہ شد والسلام نقلست کہ روزی آنجناب بیادت در
خانقاہ بودند جماعۂ کثیر آمدند و ہر یک از آن جماعہ گفت کہ بابزرگوار
امروز در خانۂ فقیر سوال است بہر کس اجابت فرمودند حضرت شیخ قوام

ایسا ہماری عمر کے اخیر میں عمل میں آئے گا۔ بالآخر وہی ہوا جو آپ نے کہا تھا تمام
اہل ولایت وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اولیاء اللہ کی ایک جماعت بھی اُس
انقلاب میں شہید ہوئی۔ بزرگوں کی بات ایسی ہی ہے جو ذکر ہوئی۔ والسلام

چالیس گھروں میں حضرت امیرؓ کا بیک وقت کھانا تناول فرمانا

نقل ہے کہ ایک روز جناب بیادت خانقاہ میں تھے کہ ایک جماعتِ کثیر
آپ کو ملتمس ہوئی کہ آج فقیر کے گھر میں سوال دعوت ہے۔ ہر ایک کی استدعا
قبول کر لی۔ اس پر شیخ قوام الدین نے عرض کیا۔ جناب مرشد آپ نے ہر

لہ بالکل اسی قسم کی پیش گوئی شیخ نجم الدین کبریٰ کے متعلق ملتی ہے جو انہوں نے حملۂ
چنگیزی سے ذرا قبل رفقاء کے روبرو کی تھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حبیب السیر خواندامیر
در بیان احوال شیخ نجم الدین کبریٰ خیوقی۔ (محمد ابراہیم مترجم)

الدین عرض کرد کہ با مرشدی و با مولائی بہر کس اجابت فرمودید اینہا البتہ ضیافت خواہند کرد و چہ قدر درویشان بخورند۔ اگر حکم باشد باین ہا مانع شویم کہ اگر برای درویشان حضرت کنند جدا بہ تفرقہ نہ کنند آنجناب سیادت قبول نہ کردند چون وقت شام رسید چند کس دیگر از سائلان بہ تفرقہ آمدند فلاجرم چون نماز عشا ادا کردند در حجرۂ مبارک خود رفتہ دوگانہ شکرانہ گذاردند و بیرون برآمدند و از خادم پرسیدند کہ چند کس سائل امروز آمدہ بودند خادم گفت کہ سی کس از اغنیا آمدند و دہ کس از فقرا ہمہ چہل کس شمردند آنجناب سیادت بہر کس را رخصت کرد و چہار کس از یاران خود ہمراہ گرفتہ و

ایک کی التماس قبول کی ہے۔ ان کا مطلب دعوت ہے۔ آخر درویش کتنا کھائیں گے۔ اگر حکم ہو تو منع کر دیا جائے اور اگر دعوت لازمی ہے تو کیوں نہ وقفہ سے ہو۔ فرمایا نہیں۔ شام کے وقت علیحدہ علیحدہ دعوت کنندہ آ گئے۔ ادھر آپ نے نماز عشا ادا کی اور حجرۂ مبارک میں دوگانہ شکر ادا کر کے باہر تشریف لائے خادم سے پوچھا جو لوگ دعوت کے لئے آ گئے تھے کہاں ہیں۔ خادم نے کہا ہاں ان میں تیس امیر اور دس فقیر ہیں جو کل ملا کر چالیس مدعو کنندہ ہوتے ہیں۔ یہ سُن کر جناب سیادت نے ہر ایک کو رخصت کر دیا رفقاء میں سے صرف چار آدمی ہمراہ لئے اور ہر ایک کے گھر میں کھانا کھانے

در خانہ ہر یک برای الطعام خوردن رسیدہ و در خانہ یک یک غزل تصنیف فرمود و چون
صبح روشن شد مردم سخن کردند کہ امروز سید در خانہ من مہمان بود و بعد از
طعام این غزل تصنیف فرمود دیگری برخاست کہ در وقت طعام در خانہ من
تشریف آوردہ بودند و این غزل تصنیف کردند رفتہ رفتہ تمام چہل کس
جمع شدند و آن ابیات نیز جمع کردند چنانچہ در اول تصنیف این بود

کے لئے پہنچ گئے اور ساتھ ہی ہر ایک کو گھر میں ایک غزل بھی لکھی۔ دوسرے
روز صبح چڑھتے ہی لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ سیدؒ آج میرے گھر میں
مہمان تھے اور کھانے کے بعد یہ غزل لکھی۔ دوسرا اٹھا اور اس نے کہا کہ میرے
گھر میں تشریف فرما تھے اور یہ غزل تصنیف کی" تا آنکہ چالیس تک تعداد
جمع ہو گئی اور سب نے یہی کہا۔ انہوں نے غزل کے ابیات بھی جمع کئے تھے
پہلی تصنیفی غزل یہ تھی۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۶

۱؎ حجۃ الاسلام امام ابو حامد غزالی عظیم فقہائے شافعیہؒ سے تھے۔ ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء)
میں طوس کے ایک گاؤں غزالہ میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور میں امام الحرمین جوینی کی
شاگردی کی۔ اپنے استاد کی زندگی میں وہ شہرت پائی جو بہت کم لوگوں کو نصیب
ہو سکی۔ ۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) میں نظام الملک طوسی کے بغداد میں قائم کردہ مدرسہ میں
تعلیم دی۔ بالآخر میں درس و تدریس کو چھوڑ کر تصوف اختیار کر لیا۔ جس کو انہوں نے اصل
ہدایت قرار دیا ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ ان کی رفیع تصنیف المنقذ من الضلال
(گمراہی سے چھٹکارا دلانے والا) سے ہوتا ہے۔ ۵۰۵ھ یا ۵۰۷ھ (بالترتیب
۱۱۱۱ء اور ۱۱۱۳ء) میں فوت ہو گئے (محمد ابراہیم)

غزل — ای گرفتاران عشقت فارغ از مال و منال — والهان حضرتت از خود و جهت ملال
مفلسان کوی شوقت را غلامی کرده چرخ — سالکان راه وصلت را دو عالم پایمال
عارفان وصف تو مغبوط اشراف ملک — مدبران درگهت گشته در چاه ضلال
هر که بر خاک درت ره یافت عزت یافت او — کز بیان وصف او فرسوده شد پیر مقال
پیش مجروحان هجرت نیش نوش پر شفا — تشنگان وصل را هر آتشی چون صد زلال

ای گرفتاران عشقت فارغ از مال و منال — والهان حضرتت را از خود و جهت ملال

(اے محبوب (خدا) تیری محبت کے گرفتار مال و اسباب سے فارغ ہیں اپنے آپ اور جہت سے ملال ہیں)

مفلسان کوی شوقت را غلامی کرده چرخ — سالکان راه وصلت را دو عالم پایمال

(آسمان تیرے شوق کے مفلسوں کی گلی کا غلام ہے۔ دونوں عالم تیری راہ وصل کے راہ گیروں سے پامال ہیں)

عارفان وصف تو مغبوط اشراف ملک — مدبران درگهت گشته در چاه ضلال

(تیرے اوصاف کے عارف اعلیٰ فرشتوں کے لئے قابل رشک ہیں۔ تیری درگاہ کے بدبخت گمراہی کے کنوئیں میں حیران و پریشان ہیں۔)

هر که بر خاک درت ره یافت عزت یافت او — کز بیان وصف او فرسوده شد پیر مقال

(جس نے تیری خاک در پر راہ پائی، عزت حاصل کی۔ اس کے وصف سے گویائی کی رفتار فرسودہ ہو گئی ہے)

پیش مجروحان هجرت نیش نوش پر شفا — تشنگان وصل را هر آتشی چون صد زلال

(تیرے ہجر کے مجروحوں کیلئے ڈنک پر شفا شہد ہے۔ تیرے وصل کے پیاسوں کے لئے آگ سیکڑوں ٹھنڈا آب شیریں بن ہے۔)

کشتگان تیغ عشقت زندگان جاودان — صید شاہین غمت شاہان ملک بے زوال

شمۂ از فیض لطفت بوی بردہ فلک — گشته سرگردان بگرد آستانت ماه و سال

بادہ نوشان غمت داؤد و معروف و جنید — جانفروشان درت عمار و سلمان و بلال

در تمنای خیالت شد علائی جانفشان — تا چه خواهد دید آخر زین تمنای محال

ای رفیق بدانکه در تصنیف این چهل اسرار سریست که بغیر از سالک منتهی هیچکس

کشتگان تیغ عشقت زندگان جاودان — صید شاہین غمت شاہان ملک بے زوال

(تیری محبت کی تلوار کے مقتول زندہ جاوید ہیں۔ تیرے غم کے شاہین کے شکار بے زوال ملک کے بادشاہ ہیں)

شمۂ از فیض لطفت بوئی بردہ فلک — گشته سرگردان بگرد آستانت ماه و سال

(نو آسمان تیری بوئے لطافت کی تھوڑی سی خوشبو لے گئے۔ اس لیے ماہ اور سال تیرے آستانے کے ارد گرد سرگرداں ہیں۔

بادہ نوشان غمت داؤد و معروف و جنید — جاں فروشان درت عمار و سلمان و بلال

(تیرے غم کے بادہ نوش داؤد، معروف اور جُنید ہیں۔ عمار، سلمان اور بلال تیرے در کے جاں فروش (جانثار) ہیں)

در تمنای خیالت شد علائی جاں فشاں — تا چہ خواہد دید آخر زین تمنای محال

(تیرے خیال کی آرزو میں علائی جان نچھاور کرنے والا ہے۔ اس تمنائے محال سے دیکھئے وہ کیا دیکھتا ہے)

اے رفیق جاننا چاہئے کہ اس "چہل اسرار" (چالیس راز) کی تصنیف میں جو راز ہے اُسے اس راہ کے چلنے والے کے سوا کوئی

واقف این معنی نشود بواسطہ این در بیان نیاوردیم کہ ما محرومِ کو رانیم از سرِ محبوبان درگاہ حق جل شانہٗ چہ فہم میکنیم اگر در بیان آریم زبان سوزد و اگر تقلید کنیم نشان بی ایمانی خواہد شد ہر کہ منتہی شود پس او را چہ احتیاج بیان است وقتی کہ بہ کمال میرسد البتہ مطلب خواہد فہمید و اگر کسی سعید باشد بکمال این معنی خواہد پیوست و آن کسی را کہ بر جبین نقش شقاوت نوشتہ اند او کی محرم این اسرار شود در زمانہ بسیار تفاوت شدہ است کہ در وقت پیشین تمام جماعہ اہل سعادت از وقوع آمدہ بودند حالا درین وقت اکثر مردم راہ شقاوت پیش گرفتند و خبر ندارند کہ چون بوعدگاہ یوم الحسرۃ والندامہ برسند و نظر بسوی اعمال قبیحہ خود کنند در دنیا آنرا عمل صالح نام نہادہ بودند آنرا

نہیں جانتا۔ چونکہ ہم نابینا ہیں اور درگاہ حق کے محبوبوں کے راز سے ناواقف ہیں، اور اگر بیان بھی کریں تو زبان جلتی ہے اور تقلید کی صورت میں بے ایمان کہلائیں گے۔ البتہ انتہا کو پہنچنے والے کیلئے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ کمال کو پہنچنے پر خود ہی مطلب سمجھ میں آجائیگا۔ سعادت مند بخوبی یہ معنی درک کریگا، لیکن بدنصیب اس بات کا محرم راز نہیں ہے۔ زمانہ کا اختلاف و تفاوت ہے، قدیم زمانے میں سب لوگ سعادت مند تھے، لیکن اب اکثروں نے راہ نحوست اختیار کر لی ہے۔ نہیں جانتے ہیں جب حسرت و ندامت والے دن کو (قیامت) پہنچ پائیں گے اور برے اعمال پر جنہیں نیک عمل سمجھتے ہیں نظر ڈالیں گے، دیکھیں گے کہ پھٹے پرانے کپڑے کی طرح اُن کے مُنہ پر ڈالے جا رہے ہیں تب اُن سے کہا

می بینند کہ مانند لتہ کہنہ بردی آں مردم اندازند و گویند کہ اینست عملہای شما کہ در دنیا اینہا را عمل صالح نام کردہ بودید ہرگاہ کہ این عملہای خبیثہ گردید در دریا کوشید بد اکنوں ثمرہ آں بالوان عذاب ابدی بچشید وازہیچ فریاد رسی امید شفاعتی ندارید کہ ذہب محل الاعمال و نفی الاثقال والانکال وطلب الحال بعد الزوال محال نظم

ای بدنیا بی سرو پا آمدہ	باد در کف خاک پیما آمدہ
گر ہمہ عالم شوندت زیردست	می نخواہی برد جز خاکی بدست
چوں جہاں می بگذرد بگذر تو نیز	ترک او گیر و بدو منگر تو نیز

جائیگا کہ یہ ہیں تمہارے اعمال جنہیں نیک خیال کرتے تھے، اور چونکہ یہ اعمال خبیثہ (شیطانی اعمال) ہیں اور دریا سے مکھنگئے ہیں، اس لئے رنگ برنگ عذابوں کے ذریعہ ان کا مزہ چکھو۔ اور شفاعت فریاد رس کی امید نہ رکھو اسلئے کہ ذَھَبَ مَحَلُّ الاعمال وَنَفِی الْاَثْقَالَ وَالانکَال وَطَلَبُ الحَالِ بَعْدَ الزَّوالِ محالِ اعمال کا مقام چلا گیا۔ عذاب اور سزاؤں پر ہی تکیہ ہو سکتا ہے اور زوال کے بعد حال کی تلاش ناممکن ہے ۔

ای بدنیا بی سرو پا آمدہ	باد درکف خاک پیما آمدہ

(دنیا میں تو بے سرو پا بے سامان آیا ہے) ہاتھ میں ہوا (یعنی خالی) اور خاک پیما آیا ہے

گر ہمہ عالم شوندت زیردست	می نخواہی بُرد جز خاکی بدست

(ساری دنیا بھی اگر تیرے زیر حکومت ہے تب بھی خاک کے سوا کچھ نہ لے جائیگا)

چون جہاں می بگذرد، بگذر تو نیز	ترک او گیر د منگر تو نیز

چونکہ دنیا گذر رہی ہے اس لئے تو بھی گذر جا دنیا اختیار کرتا ہے، مگر تو اس کا منکر ہے

زانکہ ہر چیز یکہ او پایندہ نیست ہر کہ دل بندد بدو دل تنگ نیست

سالک را باید کہ در عمل چنان کوشد کہ ہیچکس واقف نشود کہ آیا این مرد صالح است یا طالح چرا کہ در اول مقام زوال است ہر گاہ رجوع خلق بایں کس شد البتہ مردود حق جل ذکرہٗ خواہد شد و اگر ردّ خلق شود پس خاصۂ حق خواہد گشت زینہار باید تا کمال ریاضت نکشد بر جادۂ طریقت ننشیند کہ مخافات بسیار پیش است اگر عاقل باشد چنان کوشد کہ دم واقف سر او نشود

زانکہ ہر چیز یکہ او پایندہ نیست ہر کہ دل بندد بدو دل تنگ نیست

(جو چیز برقرار رہنے والی نہیں ہے۔ اُس کے ساتھ دل باندھنے والا تنگ دل نہیں ہے)

سالک کے لئے عمل میں اسطرح کوشاں ہونا چاہئے کہ کوئی اور واقف نہ ہو سکے، یعنی یہ نہ جان سکے کہ آیا یہ آدمی نیک ہے یا بد۔ اس لئے کہ اگر لوگ واقف ہو گئے تو زوال کا خطرہ ہے اور اگر ردّ خلق ہوا تو خاصۂ حق قرار پائیگا۔ کمال ریاضت کے بعد ہی جادۂ طریقت پر بیٹھنا چاہئے، ورنہ بہت سے خطرات ہیں عاقل کی کوشش اسطرح ہوتی ہے کہ سانس بھی واقف راز نہیں ہوتا۔

نقلست که روزی جماعه از مریدان پیش آنجناب بیادت حاضر بودند
ناگاه دیدند که قاضی شہر بخارا حاضر شد و زمین خدمت ببوسید
و ایستاده شد آنجناب بیادت برخاستند و او را بنشاندند و طعام
آوردند بعد از فراغ طعام قاضی ایستاده شد و در خدمت سوال
کرد که یا سید بزرگوار ما را سوالی داریم اگر جواب مرحمت نشود
ما را معزول از خدمت خواهند کرد جناب بیادت فرمود که ای
قاضی شہر اگر شخصی از من و شما ہزار دینار و درہم سوال کند ادا خواہیم
کرد پس در بحث علم چرا جواب نمیگوییم که اللہ تبارک وتعالے
فرموده است وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ قاضی گفت که باید

جناب بیادت کا قاضیٔ بخارا کو شرمندگی سے بچا لانا

نقل ہے کہ ایک روز مریدوں کی ایک جماعت جناب بیادت کے
روبرو موجود تھی کہ قاضیٔ شہر بخارا حاضر ہوا۔ زمین خدمت چوم
کر کھڑا ہو گیا۔ جناب بیادت بھی کھڑے ہو گئے اور بٹھایا۔ کھانے سے فراغت
کے بعد قاضی کھڑے ہو کر عرض پرداز ہوا کہ "اے بندہ ہم سے ایک سوال
کیا گیا ہے، اگر جواب نہ دیا گیا تو نوکری سے معزول ہونے کا خطرہ ہے"
جناب بیادت بولے "قاضی شہر اگر کوئی شخص تجھ سے یا مجھ سے ہزار دینار
و درہم (قدیم زمانے میں سونے چاندی کے سکے) مانگے تو دے سکتے ہیں تو
بھلا علمی بحث کے سوال کا جواب کیوں نہیں دے سکیں گے، بالخصوص جبکہ
فرمودۂ خدا ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سوال کنندہ کو جھڑکئے مت)

دیروز در خدمت پادشاه بودم فرمود که یک سوالی دارم اورا جواب
باید گفت گفتم که بگوئید که چه سوال دارید گفت که من خوابی دیدم
گویا که قیامت قایم شده و حساب از تمام مردم گرفتند و چون
نوبت بمن رسید ما را نیز جواب و سوال کردند و در چاهی بردند
که در آنجا چاهی عمیق دیدم و بر سر آنجا چوبی بزرگ دیدم
و بر آن چوب ما را بستند و از اعمال پرسیدند و گفتند که جواب بگوی
چون در همان حال بودم بیدار شدم حالا از تو میپرسم که پس ما را چه
میکردند من در جواب گفتم که کتاب ببینم و جواب خواهم گفت

اس پر قاضی کہا! "اے سید کل رات بادشاہ کی خدمت میں تھا کہ بولا
ایک سوال ہے، اُس کا جواب بتاؤ۔ میں نے کہا فرمایئے کیا سوال ہے۔ بولا
ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے" آدمیوں سے حساب
لیا جا رہا ہے جب میری باری پہنچی تو ہم سے بھی سوال و جواب ہوا۔ ایک
گہرے کنویں کے پاس لے گئے جس کی مَن (کنویں کا سر) پہ ایک بڑا
ساتھم دیکھا اور اُس کے ساتھ باندھ گیا پھر اعمال کے متعلق جواب طلبی
ہوئی کہ بیدار ہو گیا۔ اے قاضی اب میں تجھ سے پوچھتا ہوں۔
کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جاتا تھا۔ میں نے جواب میں کہا کتاب دیکھ کر
جواب بتاؤں گا۔ گھر جا کر تمام کتابیں دیکھ ڈالیں۔ کوئی بھی موافق
جواب نہ نکلا۔ مشکل میں پڑ گیا ہوں۔ اگر جاتا ہوں تو جواب نہیں
ہے۔ اور اگر نہیں جاتا تو ملازمت جانے کا خطرہ ہے۔ تمام رات

در خانه خود رفتم و تمام کتابها را دیدم هیچ چیزی موافق جواب
نیافتم حالا عاجزم که اگر بروم چه جواب دهم و اگر نروم پس خدمت
قضا از من خواهند گرفت در تمام شب فکر کردیم که جواب چگویم
حالا امید وارم که مرا از مخلصان شمرند و دریں باب جواب عنایت
شود جناب یادت فرمودند که ای قاضی ندیدهٔ و این علم نخواندهٔ
که چوں قیامت برپا شود ملوکان را در آنجا برند و بر ایشاں چوب
می بندند و از اعمال میپرسند اگر عادل باشد او را از آنجا واکنند و
اگر غیر عادل باشد آں گروہ را پارہ کنند و در تحت آنچاہ اندازند

اس فکر میں تھا، اس لئے امید ہے کہ مخلصوں میں سے شمار کرتے ہوئے
جواب عنایت فرمائیں گے۔"

جناب یادت نے فرمایا! "اے قاضی شاید تو نے نہیں پڑھا ہے کہ
جب قیامت برپا ہوگی بادشاہوں کو وہیں لے جائیں گے اور اُس پر لکڑی
باندھ کر اعمال کے متعلق پوچھیں گے اگر عادل ہو تو چھوڑ دیں گے، ورنہ
ٹکڑے ٹکڑے کرکے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔ اس لئے بادشاہ سے جاکر
کہدو کہ عدل و انصاف سے کام لے، یہی جواب خواب ہے"۔

قاضی جب اُٹھ کر جانے لگا تو دل میں کہنے لگا اگر میرے سوا
بھی سیّد کسی اور کو یہی جواب دے، تو ملازمت سے الگ ہو جاؤں گا
اور رونق نہ رہے گی چاہیئے کہ سیّد کو کسی ایک روز دعوت کر دوں اور
کھانے میں زہر ڈال کر جو اُس کی آبائی وراثت ہے۔ ختم کر دوں

برو پادشاه را بگو که عدل کرده باشد جواب واقعه او نیست
چون آن قاضی برخاست در دل خیال کرد که اگر سید را سوای من کسی
می آید واو را همین جواب بگوید من از خدمت معزول شده
رونق من نماند حالا باید که سید را یک روزی ضیافت کنم و زهر
در طعام او اندازم که از پیش جدا است تا برطرف شود من
قاضی باشم والا بار دیگر پادشاه از من سوالی کند اگر یکی از مریدانش
میفهمد البته در خدمت آمده جواب خواهد بود تسلی خاطر پادشاه
شود و مارا از خدمت معزول خواهد کرد سوای این اگر پادشاه
میفهمد از من بی اعتقاد میشود چون چند روز گذشت قاضی
ضیافت تمام کرد و بخدمت آنجناب سیادت حاضر شد
و سوال کرد که یا سید بزرگوار اگر مهربانی شود در خانه این
فقیر تشریف ارزانی فرمایند سید اجابت کرد و در خانه

اس طرح قاضی رہوں گا، ورنہ دوبارہ بادشاہ سوال کریگا۔ اگر کسی
مُرید نے سمجھ لیا، اور حاضر خدمت ہو کر جواب دیدیا اور بادشاہ بھی مطمئن
ہو گیا تب یقیناً نوکری سے الگ کر دیا جاؤنگا۔ علاوہ ازیں خود بادشاہ بھی بدظن ہو جائیگا
کچھ دن گذر جانے کے بعد قاضی نے ضیافت کا اہتمام کیا اور جناب
سیادت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جناب سید از راہ نوازش
وکرم فقیر کے گھر تشریف لا کر عزت بخشیں۔ سید نے قبول کر لیا۔
قاضی کے گھر گئے اور بہت سے آدمی بھی ضیافت میں موجود تھے

قاضی تشریف فرمود مردم بیادی بضیافت بودند قاضی
در دل کرده بود که چوں سید درخانہ من می آید اگر در طعام
زہر می اندازم تمام مردم کشتہ میشوند ایں معنی موجب شہرت
خواہد شد و مرا بقتل خواہند رسانید پس چہ فایدہ چناں میکردم
کہ تا ہیچکس واقف نمیشد در دل فکر کرد وقتیکہ سید تشنہ شود
و آب مے طلبد و من در آں آب زہر خواہم انداخت تا سید
ہلاک شود و من از شر او خلاص شوم بعدہ چوں طعام پیش آورد
قاضی خواست کہ در حجرۂ خود در آیم و در ظرفی کہ زہر دارم بکشم
در آب اندازم تا بوقت تشنگی بسید بدہم چوں در حجرہ در آمد
کہ زہر بکشد سر پوش از آں ظرف بر داشت ناگاہ شیر نری بر آمد

یہ دیکھکر دل میں سوچا کہ اگر کھانے میں زہر ملاتا ہوں۔ تو سارے لوگ
مارے جائیں گے اور باعث بدنامی ہو کر ہلاک کر دیا جاؤنگا اور اس طرح
کوشش اکارت (بیکار) چلی جائیگی۔ اس لئے یہی کام اس طرح کرنا
چاہئے کہ کوئی دوسرا شخص واقف نہ ہو سکے۔ تو خیال آیا کہ سید جو ہی
پیاسے ہوں اور پانی طلب کریں، اُس میں زہر ملادوں سید ہلاک ہو جائیں
گے اور میں اُن کے شر سے نجات پاؤنگا۔
کھانا پہنچتے ہی قاضی نے چاہا کہ حجرہ میں آکر پانی میں زہر ملائے
اور بوقت پیاس سید کو دے کہ اچانک اُس برتن سے جس میں زہر
تھا ایک شیر نکلا۔ فوراً قاضی کی گردن پکڑ لی اور ذبح کرکے (اگراکر)

دگلوی قاضی گرفت و زیر کرد و بر سر او نشست حاضران مجلس متحیر شدند کہ قاضی کجا رفت چوں کسان او در حجرہ درآمدند دیدند کہ قاضی را شیری گرفتست تمام مردم خانۂ قاضی فریاد برداشتند چوں این تدابیر شریف سید رسید بزبان مبارک فرمودند کہ قاضی در دل کردہ بود کہ سید را زہر بدہم بواسطۂ آن او را شیر گرفت است قوام الدین برخیز او را از دست شیر خلاص کنی کہ حق نمک در خانۂ او ندیم قوام الدین برخاست شیر را بآواز بلند گفت حکم جناب سیادت نیست کہ این را بکشد فلا جرم شیر در حال غائب شد قاضی چوں بہوش آمد پیش حضرت جناب سید آمدہ سر در قدم

فوراً قاضی کی گردن پکڑ لی اور زیر کرکے (گرا کر) سر پہ بیٹھ گیا۔ حاضرین مجلس حیران تھے کہ قاضی کہاں چلا گیا۔ تلاش کے لئے لوگ کمرہ میں آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ قاضی کو شیر نے پکڑا ہوا ہے قاضی کے اہل خانہ شور و فریاد کرنے لگے۔

بالآخر اس کی خبر سید کے کان میں بھی پہنچی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ قاضی نے تہیہ کر لیا تھا کہ مجھے زہر دے۔ اس کی پاداش میں شیر نے اسے دبوچ لیا ہے۔ قوام الدین اٹھو اسے شیر کے پنجے سے خلاصی دو۔ کیونکہ ہم سب لوگ قاضی کے حق نمک ہو چکے ہیں۔ قوام الدین اٹھے اور بلند آواز سے کہا اے شیر جناب سیادت کا حکم نہیں ہے کہ تو اسے قتل کرے۔ ناچار شیر غائب ہو گیا۔ ہوش آنے پر قاضی جناب سیادت کے در پر آکر

نہادہ و عذر خواہی کرد و بیعت گرفت و مرید شد و خدمت قضا ترک کرد
و عزلت گرفت و با اہل خانقاہ خدمت کردن گرفت و مدت بیست[20]
سال در خدمت کوشید و آنچہ در تمام عمر علم نخوت خواندہ بود فراموش
کرد و سالک طریق شد و کرامت ہویدا داد و بی اجازت جاب
بادت بجای نرفت تا یکی از مقبلان درگاہ حق شد ای رفیق
چون در پیش درویشان روی خواہ بارادت خواہ بغیر ارادت
زنہار بہ نیت امتحان مرو کہ نباید زیانت برایں کس والسلام
علیٰ مَنِ اتَّبَعَ الھُدیٰ

عذر خواہ ہوا اور سر قدموں پر رکھ کر بیعت کر لی - مُرید ہو کر قاضی کا عہدہ ترک کر دیا اور
گوشہ نشین ہو کر خادم اہل خانقاہ ہو گیا - بیس سال تک خدمت میں کوشش
کی اور علم نخوت (غرور کا علم) جو ساری عمر پڑھا تھا، بھلا کر سالک طریقت
ہو گیا - کرامتیں بھی ظاہر کیں - کسی بھی مقام پر بلا اجازت سجدہ نہ گیا - اس
لئے لازمی طور پر مقبلین درگاہ سے ہو گیا -

اس لئے اے رفیق جب کبھی درویشوں (خدا دوستوں) کے روبرو جاؤ
خواہ اعتقاد سے اور خواہ بلا اعتقاد، امتحان کی نیت سے ہرگز مت جاؤ
ورنہ بہت نقصان دہ ہو گا - والسلام علیٰ مَنِ اتبع الھُدیٰ (ہدایت
کے پیرو کار پر سلام)

نقلست از شیخ محمد شامی کہ یکی از مریدان آنجناب بادت بود برای مطبخ هر روز ہیمہ آوردی وہر روز در جنگل میرفتی روزی بار ہیمہ تیار کردہ خواست کہ بردارد ناگاہ خرسی پیدا شد ودر حال راہ محمد شامی گرفت وبسیار عاجز شد ہر چند قسم حضرت سلیمانؑ باو داد دور نشد ونگذاشت فلاجرم شیری پیدا شد وخرس را گرفت وبکشت وبرسر پاہای محمد شامی افتاد وغایب شد بعد از مدتی چوں بہوش آمد ہیزم گرفت وبشہر بیاید ودر مطبخ داد وطہارت تازہ کردہ در خانقاہ درآمد جماعت عصر

شیخ محمد شامیؒ کا ریچھ سے نجات پانا

نقل ہے شیخ محمد شامیؒ سے جو آپ کے مرید تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ہر روز باورچی خانہ کے لئے ایندھن لایا کرتا تھا اور اس لئے ہر روز جنگل جایا کرتا تھا۔ ایک روز ایندھن کا گٹھا تیار رکھا تھا اور اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ اچانک ریچھ نمودار ہوگیا راہ روک لی۔ بہت عاجز ہوا باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام کی بہت سی قسمیں دینے کے بعد بھی باز نہ آیا۔ بالآخر ایک شیر نمودار ہوا اور ریچھ کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد شیر نے میرے قدموں پر سر رکھ دیا اور غائب ہوگیا۔ ہوش میں آنے پر ایندھن شہر میں لایا اور وضو کرکے داخل خانقاہ ہوا۔ نمازِ عصر تنہا پڑھی بعد ازاں جناب بیادتؒ بولے: محمد شامی کیوں اُسے

گزاردہ بودند چوں تنہا نماز ادا کرد آنجناب سیادت بزبان مبارک فرمود کہ ای محمد شامی چرا قسم من بہ او ندادی واگر آں شیر را حکم نہ کردمی آخرس ترا میکشتی وحالا بار دیگر شیری دبا خرسی دبا غولی دبا خوکی بتو ملاقات شود قسم من خواہید داد واگر از قسم من نرفت من دانم والسلام۔

نقلست کہ روزی تمام یاراں در خدمت آنجناب سیادت در خانقاہ حاضر بودند ناگاہ بادشاہ شہر برای فاتحہ آمد وزمین خدمت ببوسید بنشست وعرض دعا کرد آنجناب در حق او دعا کردند مدتی پیش آنجناب نشستہ بود وخواست

میری قسم نہ دی۔ اگر شیر کو حکم نہ دیتا تو ریچھ یقیناً تجھے ہلاک کر ڈالتا۔ اب اگر کبھی شیر، ریچھ، بھوت یا سور تجھے ملے، اُسے میری قسم دے اور اگر اس قسم نہ گیا تو پھر میں جانوں گا۔ والسلام

جناب سیادت کا مؤکلوں کے ذریعہ کھانا منگوا کر بادشاہ کی پُر تکلف ضیافت کرنا

نقل ہے کہ ایک روز تمام یار (مرید) آنجناب سیادت کی خدمت میں حاضر خانقاہ تھے کہ اچانک بادشاہ شہر فاتحہ (دعا) کے لئے آیا۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد چاہا کہ چلے کہ زبان مبارک سے فرمایا بیٹھئے، ضیافت نیاز درویشوں پر حیرانی طاری ہوئی۔ سوچنے لگے ہم نے دعوت کا بالکل نہیں سنا ہے

که بعد بزبان مبارک فرمودند که همنشین ضیافت نیاست تمام درویشان راحیرانی روید و در دل کردند که هیچ نشنیدیم که ضیافت میکردو حالانکه پادشاه نشسته ست به هیچکس حکم نمیکنند که برو طعام تیار کن و طعامی نمی رسد و پادشاه بی انتفات خواهد شد فلا جرم زمانی بگذشت وخادم راحکم شد که سفره در پیش آر همه حیران شدند خادم توقف کرد بجناب نظر بودی او کردند برخاست و بیرون رفت و دید که جماعۂ طبقهای بیاد گرفته ایستاده اند وخادم زود در آمد و دست شستن داد و سفره در پیش آورد و آن طبقها بر سفره نهادند و خادم را اشارت شد که طعام پیش هرکس گذارد پس آن طعام در پیش هرکس

اور نہ ہی بادشاہ کی نشست کے دوران کسی شخص کو اس قسم کا حکم دیا گیا ہے اب اگر کھانا نہ پہنچا تو بادشاہ بدظن ہو جائیگا۔ بہرکیف تھوڑی دیر کے بعد خادم کو حکم ہوا کہ دسترخوان لاؤ۔ سب حیران ہو گئے۔ خادم بھی ہچکچایا۔ جناب بابا صاحب نے غصّہ سے نظر ڈالی خادم اُٹھ کر باہر چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک جماعت ہے جو بہت سی تھالیاں اُٹھائے ہوئے کھڑی ہے۔ خادم تیزی سے آیا اور ہاتھ دھلا کر دسترخوان بچھایا۔ خادم کو حکم ہوا کہ ہر ایک شخص کے سامنے تھالی رکھدے۔ چنانچہ ہر ایک کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ خوب پیٹ بھر کر کھانے کے باوجود بھی بہت سا کھانا بچ گیا

گذاردند پس آں طعام در پیش ہر کس گذاشتہ اند تمام مردم خوردند و باقی بسیار ماند جماعہ کہ آوردہ بودند بیروں بر آمدند و غائب شدند چوں طعام خوردند پادشاہ در دل کرد کہ آیا ہر روز ہمیں سبیل سید طعام میفرماید یا امروز شنیدہ باشد کہ پادشاہ در خدمت می آید طعام بواسطۂ آں بسیار خوب کردہ من تقصیر کردم کہ ایشاں را بسیار خرچ کردم و تصدیعہ بسیار ان ایشاں دادم چوں سفرہ بر داشتند آنجناب سیادت در حق صاحب طعام بسیار دعا بخیر کرد پادشاہ بطرف آنجناب سیادت عرض نمود کہ یا بزرگوار ایں طعام کہ آوردہ بود کہ بسیار لذیذ بود من در تمام عمر ہیچ نخوردم در جواب گفتند کہ آں شخص کسب کردہ بود

کھانا لانے والی جماعت باہر نکل کر غائب ہو گئی۔ اس سے بادشاہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ سید روزانہ اس طرح کا کھانا تیار کراتا ہے یا ممکن کہ آج سنا ہو کہ بادشاہ حاضر خدمت ہوگا، اس لئے کھانا بھی عمدہ پکوایا ہے۔ میرا قصور ہے کہ ان سے اتنا خرچ کروایا اور باعث سردردی ہوا۔ دسترخوان اُٹھائے جانے پر جناب سیادت نے صاحب طعام کے حق میں بہت سی دعائیں کیں۔

بادشاہ نے جناب سیادت سے درخواست کرتے ہوئے کہا "بزرگوار یہ کھانا کون لایا تھا، بہت ہی لذیذ تھا، ساری عمر میں ایسا کھانا ہرگز نہیں کھایا ہے"۔ جواب میں فرمایا اُس شخص کی کمائی کیوں لذیذ

چرا لذیذ نمی باشد تمام درویشان متحیر ماندند پادشاه گفت یا حضرت کدام کس فرستاده آنجناب سیادت بزبان مبارک چنین تقریر کردند که در شهر طوس مریدی داشتم هفت سال است که از کسب خود به نیت من جمع کرده بود و خواست که باین طرف بیاید مزدوران و شتران تیار میکرد و کرایه قرار کرده ناگاه این خبر بپادشاه انجا رسید در خانهٔ او جماعهٔ فرستاده او را پیش خود طلب کرد و بگفت که این قدر ضیافت کجا میبرید در جواب گفت که برای پیر خود میبرم آن پادشاه ظالم او را فرمود که در قید بگذارند و آنچه تیار کرده است در مطبخ بیارند مردم کثیری فرستاد آنرا در مطبخ پادشاه بردند و باورچیان را حکم شد که طعام تیار کنند

نہ ہو"۔ درویش سن کر متحیر ہو گئے۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ یا حضرت کس شخص نے یہ کھانا روانہ کیا ہے؟ اس پر آنجناب سیادت یوں گویا ہوئے۔

"شہر طوس میں میرا ایک مرید ہے۔ سات برس کی کمائی سے مسلسل میری نیت سے جمع کر رہا تھا۔ چاہا کہ اونٹوں اور مزدوروں کے ذریعہ یہاں لائے۔ اس مقصد کے لئے کرایہ بھی طے کر لیا تھا کہ وہاں کے بادشاہ کو اطلاع ملی۔ آدمی بھیج کر حضور میں طلب کیا اور بولا اتنا کھانا کہاں لے جاتے ہو؟ جواب دیا" پیر کے لئے لے جا رہا ہوں۔ اس پر ظالم بادشاہ نے قید میں ڈلوا دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ سارا کھانا باورچی خانے پہنچا دیں۔ اس مقصد کے لئے بہت سے آدمی روانہ کئے۔ باورچیوں

آں مُرید در عجز و زاری شد و فریاد میکرد و آں خبر بپیش من رسید موکلاں ترا فرمودیم کہ ہر گاہ تیار کنند بر داشتہ خواہید آورد لاجرم چون از دیگ کشیدہ بودند موکلان رسیدہ برداشتہ آوردند الحمد للہ نصیب ما بیان کردہ بود آں مردم چون بخوردند پادشاہ در تعجب ماند آداب بجا آوردہ برخاست و رفت چون چند روز گذشت ایں خبر شائع شد کہ فلاں پادشاہ تند جناب سید علی ہمدانی گرفتہ خواستہ بود کہ بخورد ناگاہ جماعہ از غیبان در مطبخ او حاضر شدند و برداشتہ بردند بعد از چند روز آں پادشاہ و آں مرید از شہر طوس بر خاستہ آمدند و بخدمت جناب سیادت رسیدند و آداب خدمت بجا آوردند

مرید نے انتہائی عاجزی اور انکساری کی، تا آنکہ یہ خبر مجھ تک پہنچی موکلوں (وہ جنات جو انسان کے تابع ہوتے ہیں) کو حکم دیا کہ کھانا تیار ہوتے ہی اُٹھا کر یہاں پہنچا دیں۔ یہ کھانا ابھی دیگ سے نکالا ہی تھا کہ جنات حاضر ہو گئے اور اٹھا کر لے آئے جس کو خدا نے ہمارا نصیب بنا دیا۔" بادشاہ بڑا متعجب ہوا اور آداب بجا لا کر رخصت ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد یہ خبر عام ہو گئی کہ جناب سید علی ہمدانیؒ کے نام نذر کئے ہوئے مال کو بادشاہ نے زبردستی ہضم (چھین لینے) کرنے کی کوشش کی ہے کہ اچانک ایک غیبی جماعت اس کے باورچی خانے میں حاضر ہوئی اور کھانا اُٹھا کر لے گئی۔

چند روز بعد وہ بادشاہ اور مرید طوس سے روانہ ہو کر جناب سیادت کی خدمت میں پہنچے۔ آداب بجا لا کر عذر خواہی کی۔ بادشاہ

وعذر خواہی کردن گرفتند کہ ایں مرید برای شما ضیافت تیار کردہ بود ومن بظلم ازیں گرفتہ بخادمان خود فرمودہ بودم کہ طعام تیار کنید تا بخوریم چوں تیار شد جماعہ از غیبیاں در مطبخ من حاضر شدند و آں طعام بمعہ طبقہا بر داشتہ بردند شب آں سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات در واقعہ دیدم کہ مرا دست بستہ بردند و فرمودند کہ بکشید درہماں حال حضرت حاضر شدند و مرا خلاص کردند چوں بیدار شدم روبسوی ملک حضرت آوردم باید کہ بایں فقیر گناہ بخشند و توبہ میخواہیم و مرید میشوم آں جناب بیادت اورا بیعت دادند و خادم خود را فرمودند کہ آں طبقہا کہ از اموال البشاشت کشیدہ بخادمان

بولا کہ آپ کے اس مرید نے ضیافت تیار کی تھی۔ میں نے ظلم سے لے کر خادموں سے کہا کہ کھانا تیار کرو۔ تیار ہو جانے پر غیبیوں (روحانیوں) کی ایک جماعت مطبخ میں آکر کھانا تھالیوں سمیت ساتھ لے گئی۔ اُسی رات کو سرور کائنات علیہ افضل التحیات والتسلیمات خواب میں دیکھے مشکیں کس دی گئیں یعنی ہاتھ باندھ دیے گئے ہیں اور حکم ملا کہ قتل کر دیا جاؤں۔ اُسی وقت جناب سید آپ رض حاضر ہوئے اور مجھے رہا کروا دیا۔ بیدار ہونے پر آنجناب کی جانب متوجہ ہو کر طالب عفو تقصیر ہوا اور توبہ کر کے مرید ہونا چاہا۔ جناب سیادت رض نے بیعت قبول کرتے ہوئے خادم سے کہا کہ وہ تھالیاں جو ہمارے قبضے میں ہیں اور اس بادشاہ کا مال ہے

ایشان بپا رید آں پادشاہ شرمندہ شدہ نذر کرد وجناب
سیادت بزبانِ مبارک فرمودند کہ پادشاہ ما را این شہر مہمان آمدہ
بود خواستہ بودم برای او چیزی فرمایم این مرید خود را
دیدم کہ سر و پا برہنہ پیش من آمد و عرض کرد کہ از کسب خود
جمع کردہ بودم نصیب اعدا چون شود از برای خاطر مہمان
بموکلان خود فرمودم کہ بروید و آن طعام بر داشتہ بیارید
بنا براں آوردند آں پادشاہ را اعتقاد قوی شد و ہزار
شاہی در پیش آں جناب سیادت گذاشت و خود رخصت
خواست و بطرف ملک خود مراجعت نمود والسلام ای رفیق)

اس کے خدام کے سپرد کردو۔ بادشاہ نے ندامت کے ساتھ (نذر) نیاز پیش کی۔
بعد ازاں جناب سیادتؓ نے فرمایا کہ ہمارے شہر کا بادشاہ ہمارے پاس
مہمان آیا تھا چاہا کہ اُسے کچھ دوں۔ ہمارا یہ مُرید پریشان حالت میں ہمارے
پاس آیا۔ عرض کی کہ اپنی کمائی سے مال جمع کیا تھا اور اب وہی نصیب اعدا
ہو رہا ہے۔ اِدھر مہمان موجود تھا۔ اس لئے موکلوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور
کھانا یہاں لے آؤ، چنانچہ لے آئے۔ یہ سُن کر بادشاہ کو آپ کا اعتقاد
قوی ہو گیا۔ ہزار اشرفیاں جناب سیادتؓ کو پیش کیں اور رخصت
ہو کر اپنے وطن لوٹ آیا۔" والسلام

ط

بدانکہ کلمہ چند از ریاضت وسخاوت آں بزرگوار دریں بیان آوردہ میشود آں جناب سیادت آنقدر سخی بودند کہ اگر ہزار شاہی نذر میرسید در ہماں لحظہ بہ فقیران میداد روزی

نصف قریہ بخود از شرکاء خود در بدل دو ہزار درم خریدہ

در پیش حضرت قطب الواصلین ابو المعالی شیخ شرف الدین محمود مزدقانی نذر کرد و شیخ در تعجب ماند و ہر زمان پیش درویشان خود نقل میکرد کہ مثل سید علی ہمدانی ہیچکس صاحب ہمت نباشد نقلست کہ آں جناب سیادت چوں خانقاہ برای درویشان و مریدان خود ساختند آں قدر صاحب استعداد بودند کہ اگر قرابتش بمریدان خود میکردند تمام خانقاہ از

جناب سیادت کی سخاوت و ریاضت کا مختصر حال

مذکورہ بالا کرامات جان لینے کے بعد اے رفیق اب چند کلمے آنجنابؓ کی سخاوت و ریاضت کے باب میں بیان کئے جاتے ہیں۔ اس چیز کے پیش نظر جناب سیادتؓ اس قدر سخی تھے کہ اگر ہزار شاہی (اشرفیاں) بطور نذر پہنچتیں اُسی وقت فقراء میں بانٹ دیتے تھے۔ ایک روز نصف گاؤں شرکاء سے خرید کرکے جسکی قیمت دو ہزار درم تھی، قطب الواصلین ابو المعالی شیخ شرف الدین محمود مزدقانیؒ کی نذر کر دیا۔ شیخ متعجب ہوگئے اور ہر گھڑی درویشوں کے روبرو کہا کرتے کہ سید علی ہمدانیؓ جیسا کوئی آدمی بھی صاحب ہمت نہیں ہے۔ نقل ہے کہ جناب سیادتؓ نے جب مریدوں اور درویشوں کے لئے خانقاہ تعمیر کی تب اس قدر صاحب استعداد تھے کہ اگر مریدوں سے کہتے کہ خانقاہ مذکور کو چاندی

نزد و نقرہ میساختند با وجود آں کمال ہر شب از دست مبارک
خود ہزار خشت مے مالیدند و روزانہ خشک میشدند شب دوم
خس و خاشاک جمع میکردند و آتش کردہ پختہ ہمی نمودند چوں
شب سیوم میشد ہزار خشت بر دیوار خانقاہ می چسپانیدند تا
مدت یک ماہ تمام خانقاہ تیار کردند و درویشان در ہماں خانقاہ
عزلت و اربعین میکشیدند روزی آں جناب بیادت تصنیف
حضرت قطب العارفین شیخ محی الدین عربی قدس سرہٗ میخواندند و
در انجا دید کہ روزی شیخ باربعین نشستہ است و چہار خرما ہمراہ
گرفت و بعد از بیست روز دو خرما تناول میکرد و من نیز آزمودہ
ام بہ چہار اربعین نیت کردم بعد از چہل روز یک خرما میخوردم

ہونے سے تیار کریں تو ہو سکتی تھی، تاہم ہر رات کو دست مبارک سے ایک ہزار
اینٹیں تیار کرتے تھے جو دن کو سوکھ جاتی تھیں۔ دوسرے روز کوڑا کرکٹ جمع کر کے
آگ پر لگا دیتے تھے۔ تیسری رات انہیں خانقاہ کی دیوار میں لگا دیتے تھے چنانچہ ایک ماہ
کے عرصہ میں تمام خانقاہ تیار ہو گئی۔ اسی خانقاہ میں درویش گوشہ نشینی کرتے اور چلّہ
گذارتے تھے۔

ایک روز جناب بیادت قطب العارفین شیخ محی الدّین عربی قدس سرّہٗ کی تصنیف
کا مطالعہ کر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک روز شیخ چلّہ میں بیٹھے اور چار کھجوریں ہمراہ لے
لیں۔ ہر بیس ۲۰ دن کے بعد دو کھجوریں کھاتے تھے۔ میں نے بھی آزمایا، چنانچہ چار
چلّوں کی نیت کر بیٹھا۔ ہر چالیس روز کے بعد ایک کھجور کھاتا تھا، اور اس طرح چار

تا ہر چہار اربعین تمام کردم و بعدہ بیرون آمدم پای بسیاحت
نہادم نقلست کہ آنجناب بیادت بزبان مبارک فرمود کہ چہل
سال در یک کرتہ برنگ عیسیٰ بودم و رقعہ پارہا کہ از مشائخان گرفتہ
بودم بر دوختہ ام و تاہنوز در بر دارم و درین چہل سال بغیر
از نان جوین نیم پختہ نخوردم روزی نفس من خیرہ شد و گفت
کہ گوشتی میخورم در بازار رفتم و از قصاب گوشت خریدم و
در حجرہ خود گذاشتم و در دل کردم کہ یکی را فرمایم تا پختہ آرد ناگاہ
خواب بر من غلبہ کرد جدّ بزرگوار خود را دیدم حاضر شدند و
بزبان مبارک فرمودند کہ یا ولدی نشنیدہ کہ اعدا عدوک

کھجوروں پر چار چلّے پورے کر دیئے - یہاں سے نکل کر سیاحت پر روانہ ہو گیا

جناب بیادتؒ کی ریاضات شاقہ

نقل ہے کہ جناب بیادتؒ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ چالیس برس تک
حضرت عیسیٰؑ کی طرح ایک کرتہ میں تھا اور جو پیوند مشائخ سے لئے تھے
اُنہیں سے کر سیا کرتا تھا اور اب بھی رکھتا ہوں ان چالیس برسوں میں آدھی پکی
جو کی روٹی کے بغیر کچھ نہیں کھایا ہے - ایک روز نفس سرکش ہو گیا اور بولا کہ گوشت کھاؤں گا
بازار گیا، قصاب سے گوشت خرید لیا - حجرہ میں رکھ کر دل میں خیال کیا کہ کسی سے کہوں کہ پکا کر
لائے - ناگاہ نیند غالب ہو گئی - جدّ بزرگوار (پیغمبرؐ) کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں "
اے میرے بیٹے نہیں سُنا ہے "أعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك" "تیرا
سب سے بڑا دشمن تیرے دو پہلوؤں کے مابین والا نفس (دل) ہے" بیدار ہوتے

نفس الّتی بین جنبیک چون بیدار شدم آن گوشت را بسگ
انداختم و تا دو سال از خانقاہ بیرون نیامدم و نفس را در گوشمال
گرفتم تا بار دگر ہرگز محکوم او نشدم جناب بیادت فرمودند
کہ ہر ریاضتی کہ تمام اہل سلف کردند من تنہا آنقدر رنج کشیدم
چنانچہ روزی آنسرور کائنات و آں مفخر موجودات را در واقعہ
دیدم فرمودند یا ولدی بر جان خود چندان محنت مدہ کہ
مقبول درگاہ حضرت حق شدہ چون روز شد در حجرہ خود مشغول
بودم ہاتفی آواز داد کہ یا سیدی چیزی بخواہ در جواب گفتم کہ نبوت تمام شد
و مقام ولایت مدتی شد کہ مرا دادہ اند حالا چہ خواہم باز گفتند
کہ چیزی بخواہ چوں در خود فکر کردم گفتم کہ مقام شفاعت بجبہ
بزرگوار مارا دادہ اند و حالا بلند تر از آن مقام چیزی نیست چہ

ہی گوشت کتے کو ڈال دیا۔ دو سال تک خانقاہ سے نہ نکلا اور نفس کو پوری طرح سزا دی
تاکہ دوبارہ محکوم نہ بنوں۔

مریدوں اور معتقدین کے حق میں رسالت کی پیش گوئی

جناب بیادت ؒ نے فرمایا جو ریاضت بھی گذشتہ لوگوں نے کی ہے، میں نے اتنی تنہا
کی ہے ایک روز سرور کائنات، مفخر موجودات کو خواب میں دیکھا۔ فرما رہے ہیں۔ "اے فرزند
جان پر اتنی تکلیف نہ دے، کیونکہ مقبول حق ہو چکا ہے" دن کو حجرہ میں مشغول تھا کہ ہاتف
(فرشتہ غیبی) نے آواز دی "اے سید کچھ مانگو" جواب میں بولا "نبوت ختم ہو چکی ہے اور مقام ولایت
مدت ہوئی کہ پا چکا ہوں۔ اس لئے اب کیا مانگوں گا؟" پھر بولے کچھ مانگو۔ میں نے کہا مقام شفاعت

خواہم باز حکم شد کہ چیزی بخواہ خواستم کہ ہر کہ معتقد من باشد
با من در بہشت شود اگر از اہل ایمان باشد یقین ست کہ با من
خواہد بود و اگر از اہل شقاوت باشد باز ہم با من باشد
حکم شد کہ قبول کردیم چوں ازاں حال باز آمدند جماعۂ از مریدان
بخدمت شریف حاضر شدند و نورالدین جعفر قدس سرہ از
جناب سیادت پرسیدہ باز بزرگوار اگر شخصی از سر صدق در صحبت
شریف نیاید بلکہ بہ ہوای نفس خود بیاید پس احوال او در
روز قیامت چگونہ باشد در جواب فرمودند ہر کہ ما را سنگی
زند با ما در بہشت رود بہ سبب آنکہ ما را یاد کردہ باشد

جدّ بزرگوار (پیغمبرؐ) کو عطا ہو چکا ہے اور اس سے بلند مقام کوئی اور نہیں ہے
اس لئے کیا مانگوں۔ پھر حکم ہوا کہ مانگو۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ جو بھی میرا معتقد ہو، میرے
ساتھ بہشت میں ہو۔ اگر اہل ایمان ہوگا یقین ہے کہ میرے ساتھ ہوگا اور اگر اہل شقاوت
(بدبخت) ہے، پھر بھی میرے ساتھ ہوگا۔ حکم ہوا کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کیفیت سے
سے افاقہ ہوا تو مریدوں کی ایک جماعت خدمت میں آئی۔ ان میں نورالدین جعفر قدس سرہٗ
نے جناب سیادتؐ سے پوچھا: "اے بزرگوار کوئی شخص از روئے صدق و صفا خدمت شریف
میں نہ آئے بلکہ ہوائے نفسانی سے آئے، روز قیامت اُس کی کیا حالت ہوگی۔ بولے جو
ہمیں پتھر مارے، وہ بھی ہمارے ساتھ بہشت میں جائیگا، اس لئے کہ ہمیں یاد کرتا ہے، پھر
معتقد قوی کیوں نہ ہمارے ہمراہ ہوگا۔ آج جب ہاتف نے ہمیں آواز دی تو ہم

آنکه معتقد تو ی باشد چرا یا ما نباشد امروز تا نفی مارا آوازداد

و ہمیں خواستیم البتہ بوقوع خواہد آمد چنانچہ از زبان مبارک خود فرمودند

هر که مارا یاد کرد ایزد مر او را یار باد | وانکه ما را خوار کرد از عمر برخوردار باد
هر که اندر راه ما خاری نگند از دشمنی | هر گلی کز باغ وصلش بشگفد بیخار باد
در دو عالم نیست ما را باکسی گرد و غبار | هر که ما را رنجه دارد در راحتش بسیار باد

آنانکه دوستان خدااند بیشک با دوستان خویش در بهشت شوند

که من احب قوما فهو منهم والسلام ۔

نورالدین جعفر و قوام الدین بدخشی وغیرہما قدس اللہ سرہ

نے یہی چاہا ہے اور یہی ہوگا۔ پھر زبان مبارک سے فرمایا ۔

هر که مارا یاد کرد ایزد مر او را یار باد | وانکه ما را خوار داد از عمر برخوردار باد

(جس نے ہمیں یاد کیا، اللہ اس کا مددگار ہو اور جس نے ذلیل کیا وہ بھی عمر سے فائدہ اٹھائے)

هر که اندر راه ما خاری فگند از دشمنی | هر گلی کز باغ وصلش بشگفد بیخار باد

(جو ہماری راہ سے دشمنی سے کانٹا ڈالے، جو پھول بھی اس کے باغ وصل میں کھلے بے کانٹا ہو)

در دو عالم نیست ما را باکسی گرد و غبار | هر که ما را رنجه دارد در راحتش بسیار باد

(دونوں عالم میں ہمیں کسی سے کینہ نہیں ہے۔ جو بھی ہمیں رنج پہنچائے اسکی آسائش زیادہ ہو)[۱]

جو بھی دوستان خدا ہونگے وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ بہشت میں ہوں گے۔ جو اپنے قوم (لوگ) کے ساتھ محبت رکھتے ہوں وہ انہیں کے ساتھ ہونگے اور ان پر سلامتی ہے ۔

---

[۱] اللہ اللہ اس سے حضرت امیر کبیر کی وسعت اخلاق کا اندازہ ہوتا ہے کہ دوست و دشمن کے بارے یکساں بلکہ اور گہری محبت ہے۔ وہ اشخاص کتنے خوش نصیب ہیں جن کا آپ کے سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ سے تعلق ہے (مترجم محمد ابراہیم)

اسراہیم در خدمت آنجناب سیادت حاضر بودند و از زبان مبارک ایشان شنیدند کہ شبی در خانقاہ قطب الواصلین و سلطان العابدین شیخ محمدؒ اذکانی خصہ اللہ تعالیٰ بلطف الصمدانی بودم در واقعہ دیدم کہ خدمت شیخ مارا بازسفیدے داد و بزبان مبارک خود فرمود کہ یا سید بگیر این باز راکہ خدای تعالیٰ این ہدیہ بتو فرستادہ است در جواب گفتم کہ یا مرشدی این باز را چہ خواہم کرد فرمودند کہ در خانقاہ بگذار تا از بین این مزین و روشن گردد فلاجرم بدست خود گرفتم دیدم کہ تمام اولیاء اللہ

جناب سیادت کا متاہل (شادی شدہ ہونا) اور فرزند ارجمند کے بارے میں خوشخبری

نقل ہے نورالدین جعفرؒ اور قوام الدین بدخشیؒ وغیرہ سے:- یہ لوگ جناب سیادتؒ کی خدمت میں حاضر تھے، اس لئے زبان مبارک سے سُنا کہ فرما رہے تھے ایک رات قطب الواصلین، سلطان العابدین شیخ محمدؒ اذکانیؒ کی خانقاہ میں تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں جناب شیخ نے مجھے ایک سفید باز عطا کر کے کہا اسے لو، یہ خدا کی طرف سے تجھے عطیہ (انعام) ہے۔ عرض کیا۔ "مرشد یہ باز میرے کس کام آئیگا؟" فرمایا: "خانقاہ میں رکھ۔ اس کی برکت سے زیب و زینت اور روشنی آئے گی۔" ناچار ہاتھ میں لے لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کہ تمام اولیاء اللہ حاضر ہو کر مبارکباد پیش کر رہے ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ اشارہ فرزندی کا تھا۔

حاضر آمدہ بودند از برای سیادکیا داین ہدیہ چون در خود فکر کردم دانستم کہ این اشارت بفرزندی شدہ باشد
ہرکرا خود لو عزت پرود از فیض خویش — شاہباز قدس گردد ز آشیان بیضِ خویش
چون صبح روشن شد در خدمت شیخ عرض کردم و پرسیدم کہ بابزرگوار در واقعہ چنین دیدہ شد تعبیر آن چہ باشد بزبان مبارک خود فرمودکہ یا سید اشارت بفرزندی شدہ است و حالانکہ من در عالم تجرّد بودم بعد ازاں بحکم آں بزرگوار چہل ودرسن چہل رسیدم متاہل شدم خدای تبارک وتعالی مرا فرزندی داد محمد نام چون جناب سیادت مطلع آفتاب حقیقت بود البتہ

شعر:-

ہرکرا خود لو عزت پرورد از فیض خویش — شاہباز قدس گردد ز آشیان بیض خویش

(جس کسی کو خود نو عزت ... اللہ تعالیٰ اپنے فیض سے پالے، وہ اپنے ہی آشیانے کے انڈوں سے عالمِ قدس کا شاہباز ہوجاتا ہے)

صبح ہونے پر جناب شیخ کی خدمت میں عرض کیا اور پوچھا "بزرگوار خواب میں ایسا دیکھا گیا ہے تعبیر کیا ہے؟" زبان مبارک سے فرمایا "اے سید فرزندی کا اشارہ ہوا ہے" حالانکہ اس وقت عالم تجرّد (غیر شادی شدہ) میں تھا۔ بعد ازاں جناب کے حکم سے چالیس برس کی عمر میں متاہل (شادی شدہ) ہوگیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے "محمد" نام کا ایک فرزند عطا کیا اور چونکہ جناب سیادت مطلع آفتاب حقیقت تھے۔ اس لئے فرزند عزیز بھی عالم تحقیق (حقیقت

فرزند عزیزش نیر منار انوار عالم بتحقیق باشد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولد سر لابیہ فلاجرم چوں خلاصۃ السادات زندبدہ مکنونات حضرت امیر سید محمد قاسم ہمدانی ابن آنجناب درسن دوازدہ رسید در ولایت فتور ملوک ہندوستان تیمور گورکان نام رو داد و آنجناب سیادت را در صحبت او بردند کہ بیشتر ذکر کردہ آمد باد دیگر ملاقات بادرویشان خود نکرد والسلام علی من اتبع الہدیٰ

نقلست ــــــــ ازجناب سیادت کہ بزبان مبارک فرمود چوں

درسفر آخر بطواف کعبہ رفتم و آداب طواف بجا آوردم چوں در مدینہ منورہ مطہرہ رسیدم آنجد بزرگوار خود را دیدم کہ سہ چیز من

کا مناده ثابت ہوا۔ فرمانِ رسول ہے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ (بیٹا باپ کا راز ہے) چنانچہ خلاصۂ سادات (سادات کا نچوڑ) اور دنیا کے معنی: جناب امیر سید محمد قاسم ہمدانی فرزند جناب سیادت جب بارہ برس کی عمر کو پہنچے تھے کہ بادشاہ ہندوستان امیر تیمور گورگانی کے ملک میں فتور (انتشار) رونما ہو گیا۔ آنجناب سیادت بیٹے کو مرشد کی خدمت میں لے گئے جس کا ذکر آگے کیا جائیگا۔ اس کے بعد دوبارہ درویشوں سے ملاقات نہ کی وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (ہدایت کے متبع پر سلام)

حضرت امیر کو پیغمبر صلعم کیطرف سے تین چیزیں عطا ہونا اور موز معرفت پانا

جناب سیادت نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جب آخری سفر میں طواف کعبہ کو گیا اور آداب طواف بجالاکر مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ تب وہاں پہنچکر جد بزرگوار نے

عطا فرمود یکی از آن خلال بود دوم چرک گیر گوش از نقرہ
سیوم موی گیر بینی از آہن چوں بیدار شدم آں سہ چیز را
گرفتم و باز پائی بسیاحت نہادم۔ قطعہ:-

طواف کعبۂ دل کن اگر دلے داری — دلست کعبۂ معنی تو گل چہ پنداری
طواف کعبۂ صورت ازاں جہت فرمود — کہ تا بواسطہ آں دلی بدست آری
برای یکدلی موجود گشت ہر دو جہاں — شنو تو نکتۂ لولاک را ازاں قاری
دل خراب کہ منظر گہ آلٰہ بود — زہی سعادت جانی کہ کرد معماری

مجھے تین چیزیں عطا کیں۔ ایک خلال، دوسری چاندی کی سلائی جس سے کان کا میل نکالا جاتا ہے اور تیسری لوہے کا موچنا ناک کے بال نکالنے کے لئے۔ یہ تینوں چیزیں لے کر دوبارہ سیاحت پر چلا گیا۔ قطعہ

طواف کعبۂ دل کن اگر دلے داری — دلست کعبۂ معنی تو گل چہ پنداری
(اگر دل رکھتا ہے تو کعبۂ دل کا طواف کر۔ دل کعبہ معنی (حقیقی) ہے، مٹی مت سمجھ)
طواف کعبہ صورت ازاں جہت فرمود — کہ تا بواسطۂ آں دلی بدست آری
(کعبہ ظاہری کا طواف اس لئے فرمایا گیا تاکہ اس کی بدولت کوئی دل ہاتھ میں لے آئے)
برائے یکدلی موجود گشت ہر دو جہاں — شنو تو نکتۂ لولاک را ازاں قاری
(ایک ہی دل کی خاطر دونوں جہاں بنائے گئے لے قاری تو اسی سے لولاک کا نکتہ سُنو)
دل خراب تو منظر گہ آلہ بود — زہی سعادت جانی گرد معماری
(خستہ دل جو خدا کی نظارہ گاہ ہے، واہ واہ وہ جان کیسی سعادت مند ہے جو اس ویرانی دل کی معمار بن گئی۔

محبت دین حق ہمیشہ پایندہ باشد و محبت اہل دین حق نیز باقی
تا قیام قیامت خواہد بود و بر سالک طریق فرض عین آمدہ است
و معتقدانرا نیز واجب شدہ است باید کہ ہر کہ محبت اہل دین
حق از دست ندہد و ہر کہ از دست دارد او از مردودان بودہ
باشد کما قال اللہ جل جلالہ و عم نوالہ ذکرہ فی الکتاب الکریم وَ
من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یُقبَلَ مِنہُ وَھُوَ فی الآخرۃ
مِنَ الخاسرین وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن
احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین
فقال عمرؓ الا نفسی التی بین جنبی فقال لا یومن حتی اکون احب
الیک من نفسک التی بین جنبیک فقال عمر انت الان احب

دین حق اور اہل حق کی محبت و خود شناسی

دین حق کی محبت ہمیشہ پایندہ اور اہل حق کی محبت بھی قیام قیامت تک باقی رہے گی
اور سالک طریقت اور اُن کے معتقدین پر فرض عین ہے کہ اہل دین حق کی محبت ہاتھ
سے نہ دیں ورنہ جو اُن کی محبت چھوڑ دیں تو مردود ہوں گے جیسا کہ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے اپنی مقدس
کتاب میں ذکر کیا ہے وَمَن یَبتَغِ غَیرَ الاسلامِ دِیناً فَلَن یُقبَلَ مِنہُ وَھُوَ فِی الآخِرَۃِ
مِنَ الخَاسِرِینَ (جو شخص اسلام کے بغیر دین کا متلاشی ہوگا اُسے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا
بلکہ آخرت میں خسارہ پانے والوں سے ہوگا) نیز فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ہے یُؤمِنُ أَحَدُکُم حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیہِ مِن وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ أَجمَعِین
فَقَالَ عُمَرُ اِلَّا نَفسِی الَّتِی بَینَ جَنبَیَّ فَقَالَ لَا یُؤمِنُ حَتّٰی اَکُونَ اَحَبَّ اِلَیکَ

الی من نفسی فقال الآن یا عمر قد تم ایمانک ولیکن
خود را بشناس تا حق را بآں بشناسی از خود شناختن تا حق
شناختن بسیار تفاوت است تا خود را نشناسی حق را نخواہی
شناخت باید کہ ہر آئینہ خود را بشناسی تا حق شناس شوی ولاف دعوی
ناحق مزن کہ رد حق شوی بلکہ رد خلق شو تا خاصۂ حق شوی والسلام
وقتی جناب سیادت با جمعی کثیر رو بطرف کولاب نہادند
فلا جرم چوں در انجا نزول کردند آتش ضیافت امیر سرخ شد
بعد از اکل طعام درویشاں را حکم شد کہ در خواب شوند و آنجناب
سیادت رو بقبلہ نشستہ بودند کہ جد بزرگوار خود را دیدند کہ بزبان

مِن نفسک الّتی بین جنبیک فقال انت الآن احبُّ الیّ من نفسی فقال الآن
یا عمر قد تم ایمانک (تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس
کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔ عمر نے کہا ماسوائے میری جان کے جو
میرے دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔ فرمایا نہیں تو مومن نہیں جب تک کہ میں تجھے تیری ذات سے
بھی پیارا نہ ہو جاؤں۔ عمر بولے اب آپ مجھے میری جان سے بھی پیارے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا
اے عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے)

لیکن اس کیلئے خود شناسی شرط ہے تب ہی حق کو پہچان سکیگا اور ان دونوں کے مابین
بڑا فرق ہے جب تک خود کو نہیں پہچانتا حق کو نہیں پہچانتا، اس لئے حق شناسی کی خاطر یقیناً خود
کو پہچان ورنہ فضول دعوی مت کر کیونکہ اس سے رد حق ہو جاؤ گے بلکہ تمہیں رد خلق ہونا چاہئے تاکہ خاصۂ حق ہو جاؤ۔ والسلام

موت کی پیش گوئی اور کولاب میں قبر نقل ہے کہ ایک دفعہ جناب سیادت مع جمع

مبارک فرمودند با فرزندی اگر من در شهرستان عرب واقع نشدمی
و دریں زمین بودمی البته مرقد خود را در کولاب کردمی میبایکه
حالا تو خواهی کرد من نکردم چون روز روشن شد آن بزرگوار
بطرف جنگل نهاد در جای رسیدند که انجا الحال روضهٔ شریف
باشد چون آنجناب در آن مقام رسیدند طهارت تازه کردند
و دو رکعت شکر وضو گذاردند بعدهٗ دو رکعت دیگر نیز ادا
کردند درویشان حیران شدند و در خدمت عرض کردند که
یا بزرگوار نماز اشراق خوانده بودید و هنوز وقت نماز چاشت
نرسیده این دو رکعت زیاده چون گذاردید در جواب فرمودند
که امشب مارا جدّ بزرگوار حاضر شده بود و بزبان مبارک فرمود

کثیر کے ساتھ کولاب کی جانب روانہ ہوئے۔ وارد ہونے پر اُس رات امیر سرخ
کی جانب سے ضیافت تھی۔ کھانا تناول کرنے کے بعد درویشوں کو سونے
کا حکم دیا اور خود رُو بقبلہ ہو کر بیٹھ گئے کہ جدّ بزرگوارؑ نمودار ہوئے اور
زبان مبارک سے فرمایا کہ "اے فرزند اگر میں عرب میں نہ ہوا ہوتا اور اس سرزمین
میں ہوتا تو میری قبر کولاب میں ہوتی اور چونکہ میں نے نہیں کی ہے" اس لئے اب تو
وہاں مدفون ہوگا"۔

دن چڑھنے پر جناب سیادتؑ جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور اس جگہ پہنچے جہاں اسوقت
روضۂ شریف ہے۔ یہاں پہنچنے پر نیا وضو کیا۔ شکر وضو کی دو رکعتیں ادا کیا۔ پھر دو رکعتیں اور ادا کیں
درویش حیران ہو کر بولے یا حضرتؑ آپ نماز اشراق ادا فرما چکے تھے اور ابھی چاشت کا وقت بھی نہیں پہنچا ہے

یا ولدی خود را البته دریں زمین رسانی تا اینجا را نموده بودند
بواسطه آن درینجا آمدیم که قبر خود درینجا خواهیم کرد یاران در گریه
شدند و گفتند که یا سید بزرگوار مگر امروز خواهد بود بزبان
مبارک فرمودند که بعد از سه سال و یک روز و یک شب بعده در
همانجا بودیم چون نصف شب شد تمام درویشان برای نماز تهجد
برخاستند و نماز ادا کردند بعد ازان دیدند که تمام جانوران
آن نواحی جمع شدند بعضی یاران رم کردند فلاجرم آن جناب
سیادت روبآں طرف کرد هرکدام از جانوران روی بقدم
شریف نهادند و عذرخواهی کردند آں جناب فرمود که هرگه
از مخلصان باشد اورا بعد از من راه درآمدن بزیارت

یہ دو رکعت کیسی ہیں۔ فرمایا کہ آج رات جدّ بزرگوار تشریف فرما
ہوئے تھے اور زبان مبارک سے بولے تھے "بیٹے خود کو اس زمین
میں پہنچا!"۔ یہ زمین ہمیں دکھا دی تھی، اس لئے یہاں آیا۔ کیوں
کہ یہیں ہماری قبر ہوگی۔ رُفقاء گریہ و زاری میں ہو کر بولے"
اے سیّد بزرگوار کیا یہ قبر آج ہی ہوگی؟ فرمایا نہیں، بلکہ تین
سال، ایک دن اور ایک رات کے بعد[1] ہم یہیں پر ہوں گے۔
بعد ازاں آدھی رات کو تمام درویشان نماز تہجد کے لئے کھڑے
ہو گئے۔ اس کے بعد دیکھا کہ اُس علاقے کے تمام حیوانات

---

[1] یعنی اس واقعہ کی اتنی مدت کے بعد (مترجم)

ما خواہید داد و آنکه منافق باشد او را درا ینجا نخواہید گذاشت تا نماز صبح شد در خدمت حاضر بودند چون روشنائی پیدا شدن گرفت ہمہ بفرار نمودند چون روز شد آنجناب بیادت از انجا برخاستند و بطرف شہر نمودند چون آخر نقل کردند در ہمانجا مدفون شدند والسلام .... از قوام الدین بدخشی

اکھٹے ہو گئے۔ کچھ دفعتاً دوسے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس پر جناب بیادت رض اُن کی جانب متوجہ ہوئے۔ سب نے آکر قدموں پر چہرہ دکھ دیا اور معذرت کی۔ بعد ازاں حکم ملا کہ جو شخص ہمارا مخلص اور بہی خواہ ہو اُسے زیارت کے لئے آنے دینا اور جو منافق ہو اُسے ہرگز نہ چھوڑنا۔ تمام جیوانات نماز فجر تک خدمت میں حاضر تھے۔ دن چڑھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ ادھر جناب بیادت رض اُٹھ کر شہر چلے آئے۔ بالآخر انتقال پر اسی جگہ (کولاب) پر دفن ہوئے۔ والسلام

لہ امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رض کا یہ حکم جنگل کے حیوانات کے لئے ہے جس سے آپکی مُراد با اخلاص مُریدوں سے ہے۔ حیوانات کو حکم ہے کہ وہی مُرید آپ کی قبر کی زیارت کے مجاز ہیں جن میں جذبۂ خلوص بھرپور ہے، جبکہ اس سے عاری لوگ مطلق یہاں آنے کے مستحق نہیں ہیں۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس وقت آپ کی ضریحِ مُبارک بے آباد و سنسان جنگل میں تھی۔ (مترجم محمد ابراہیم)

و از شاہ شہیدان خواجہ اسحاق ختلانی رحمہما اللہ کہ چوں آنجناب بیادت ارادہ بسفر ہندوستان کرد در جاد چہ رسید قوام الدین ہمراہ بود بعد از فراغ طعام یاران کہ از راہ دور آمدہ بودند در خواب شدند جناب بیادت در سفر و حضر پہلو بر زمین ہرگز نمیکردند و بقعبدہ نشستہ بود کہ آں سرور کائنات و آں مفخر موجودات حاضر شدند و فرمودند کہ یا ولدی در کشمیر رو و مردم آنجا را مسلمان کن اگرچہ بعضی بشرف اسلام مشرف اند اما بدتر از کافران و مشرکانند و احکام اسلام نمیدانند و فرق در کفر و اسلام ہیچ نمیکنند چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ

جناب بیادت کا کشمیر پہنچنا۔ کفار کو مسلمان بنانا اور تابوت شریف کا ہوا میں اُڑنا اور کولاب میں دفن ہونا۔

نقل ہے قوام الدین بدخشی اور شاہ شہیدان خواجہ اسحاق ختلانی رحمہما اللہ سے۔ اُنہوں نے کہا جب آنجناب بیادت نے سفر ہندوستان کا ارادہ کیا تب جاوچہ نامی ایک جگہ پر پہنچے۔ قوام الدین بھی ہمراہ تھے۔ کھانے سے فراغت کے بعد جو رفقاء دور دراز سے آئے تھے، سو گئے۔ جناب بیادت سفر و حضر میں ہرگز زمین پر پہلو نہیں رکھتے تھے۔ دو بقعبدہ بیٹھے تھے کہ سرور کائنات و فخر موجودات جلوہ گر ہوئے۔ فرمایا "میرے بیٹے کشمیر میں جا اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا۔ اگرچہ کچھ لوگ شرف اسلام سے مشرف ہوئے ہیں لیکن کافروں اور مشرکوں سے بھی بدتر ہیں۔ احکام اسلام نہیں جانتے اور کفر و اسلام میں امتیاز نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے خبر دی ہے

در قرآن مجید خبر داده است که یا ایها الذین آمنوا انما
المشرکون نجس۔ چون صبح روشن شد آنجناب بادت
بزبان مبارک فرمود که در دیار کشمیر خواہیم رفت گفتیم
کہ بابزرگوار مردم میگویند کہ راہ قلبی دارد و مردم آنجا تمام
کافر و مشرک اند در جواب فرمودند که امشب جد بزرگوار حاضر
شده و فرمود که برو و مردم آنجا را مرید خود کن بنا براں عزم
کرده میشود راه ہر چند کہ قلب باشد باید رفت و مسبب
الاسباب خواہد رسانید چوں از آنجا نقل کردیم و رو بآنطرف
نہادیم در اثنای راہ شیری ملاقی شد ہر چند چاره کردیم
راه نداد جناب بادت از زبان مبارک دی را فرمود کہ حکم

"یا ایھا الذین آمنوا انما المشرکون نجس" (اے ایمان والو بے شک
مشرکین ناپاک ہیں) صبح ہوتے ہی جناب بادت نے فرمایا کہ ملک کشمیر جائیں گے
میں نے کہا بزرگوار لوگ کہتے ہیں کہ یہاں کا راستہ بڑا کھوٹا (دشوار گذار) ہے اور
لوگ بھی کافر و مشرک ہیں۔ فرمایا کہ آج رات جدِ بزرگوار حاضر ہوئے تھے، فرمایا ہے کہ
جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو اپنا مرید بناؤ۔ اس بناء پر پختہ ارادہ ہے۔ گو راہ دشوار
اور خطرناک ہی کیوں نہ ہو مسبب الاسباب (اللہ تعالیٰ) خود ہی پہنچا دیگا۔ جب
وہاں سے چلے اور کشمیر کی جانب روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں ایک شیر ملا باوجود
کوشش کے راہ نہ دی۔ جناب بادت رض نے اُسے اپنی زبان مبارک سے فرمایا
کہ حکم خداوندی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہم یقیناً جائیں گے اور تمہیں جلائے وطن

خدا بود چه چاره البته ما میبرد بیم و شما را جلای وطن
خواهیم کرد دیده غائب شد ما از جناب بیادت پرسیدیم
که یا بزرگوار این شبیر که بود و راه چرا نداده بود هر گاه که جواب
شنید پس چون نابود شد فرمودند که این دیو است و
مقامش در همانجاست ما را جدّ بزرگوار فرمود که بر فلان
جا برو و بنشین فلاجرم این دیو از مردم انجا هر روز یک
آدمی طلب میکند و چهار صاع خمر و یک سبد نان نیز میگیرد
فلاجرم چون ما در انجا رسیم مرید خواهد شد و خادم جای ما خواهد
بود چون نزدیک آن ممالک رسیدیم دیدیم که بوی از
اسلام و ایمان در آن ملک نیست و چون در شهر رسیدیم بجای
مسجدها بتخانها دیدیم چون در مقام آن دیو رسیدیم در انجا

کر دیں گے۔ یہ سنتے ہی شبیر غائب ہو گیا۔ ہم نے جناب بیادت سے پوچھا یا حضرت
یہ شبیر کون تھا اور کیوں راستہ نہیں دیتا تھا، اور جواب پر کیوں غائب ہو گیا؟
فرمایا کہ دیو تھا اور اس کا ٹھکانہ یہی ہے۔ جدّ بزرگوار کا حکم ہے کہ وہاں جاکر
بیٹھ جاؤ۔ یہ دیو وہاں کے لوگوں سے روزانہ ایک آدمی طلب کرتا ہے،
ساتھ ہی پونے دو سیر شراب اور ایک کری روٹیوں کی لیتا ہے اور جب ہم وہاں
جائیں گے، مرید اور خادم ہو جائیگا۔

جب ہم ملک کشمیر کے قریب پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں اسلام و ایمان
کی بو تک نہیں ہے۔ شہر میں مسجدوں کے مقام پر بت خانے ہیں۔ دیو کی

نیز بتخانہ بود. قوام الدّین را حکم شد کہ اذاں بخوانید
چوں اذان گفتیم دیدیم کہ شخصی پیدا شد و عجز و زاری کردن
گرفت وگفت کہ بابید برد گواہ مارا خرچی عظیم میشود اگر
ازاینجا نقل میکنید بہتر باشد آنجناب بیادت در غضب
شد واو را گرفت و مرید کردہ خادم انجا ساخت تا اکنون
خواہد بود بعدہ تمام مردم انجائی را بشرف اسلام مشرف
شدند و پادشاہ نیز مرید شد وآں بتخانہ را ویران کردند
وصفۂ بجای آں بنا نمودند و بران نماز میکردند و مردم آمدہ

قیامگاہ کے پاس بھی مندر تھا۔ قوام الدین کو حکم ہوا کہ اذان دے۔ اذان کے فوراً
بعد ایک شخص پیدا ہوا۔ عجز وانکساری کے بعد کہا جناب سید ہمیں بڑی رکاوٹ ہو گی
بہتر یہی ہے کہ یہاں سے کسی اور جگہ چلے جائے۔ جناب سیادت برافروختہ ہوئے
اور پکڑ کر مرید و خادم بنا لیا اور اب تک وہیں ہو گا۔ بعد اذان وہاں کے تمام[1] لوگ
مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ بادشاہ نے مرید (چیلہ) ہو کر مندر ہٹا دیا اور اس کی
جگہ ایک چبوترہ بنا دیا جہاں نماز ادا کی جاتی تھی۔ یہیں پر آ کر لوگ

[1] یہاں تمام لوگ سے مراد خطہ کشمیر کی اکثریت سے ہے۔ اس وقت کشمیر میں
سلطان قطب الدین کا مقام بادشاہ تھا کشمیر میں حضرت امیر کا ورود مسعود تین بار عمل میں آیا۔
بار اول ۷۷۴ھ میں، بار دوم ۷۸۱ھ اور بار سوم ۷۸۵ھ میں۔ بلاشبہ کشمیر میں اسلام حضرت امیر کی
آمد سے قبل سید شرف الدین الملقب بہ بلبل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے ۷۲۳ھ میں داخل ہو چکا
تھا لیکن یہ اسکا ابتدائی پہلو تھا۔ لوگوں کی اکثریت حضرت امیر رحؒ کی مساعی سے مشرف بہ اسلام ہوئی

مسلمان میشدند بعده آں پادشاه سعادتمند التماس توقف
نمود هرگز قبول نکردند و باز رو بطرف ولایت نهادند چوں
در سواد کبر رسیدند ضعفی رو پیدا و مرضی مهلک پدید آمد چوں
ماه ذی الحجه داخل شد درآں سرزمین با جمیع درویشان به
نیت عزلت نشستند و بعد از نماز پیشین آنجناب زیادت
را علتی پیدا شد پنج روز کشیدند درین پنج روز چیزی
از طعام دنیا تناول نمودند مگر در آخر روز پنجم چند کرت آب
خوردند و چوں شب چهارشنبه ششم ماه مذکور شد وقت نماز
عشاء گذشت تمام اصحاب را طلب کردند و نصیحت کردند
و وصیت فرمودند که همیشه با حق باشید و به ملازمت اوراد و
اوقات ثابت قدم باشید و آنچه در خاطر از یاد ارید بحل

مسلمان ہوتے تھے۔ سعادت مند بادشاہ سے توقف کی التجا
کی جو نامنظور ہوئی اور ولایت (ختلان) کی جانب روانہ ہوگئے۔ سواد کبر
(افغانستان کا صوبہ) میں ضعف و نقاہت نمودار ہوئی اور جان لیوا
بیماری پیدا ہوگئی۔ ماہ ذی الحجہ داخل ہوتے ہی اس سرزمین میں درویشوں
سمیت گوشہ نشینی کی نیت سے بیٹھ گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد زیادہ تکلیف ہوگئی
جو پانچ روز تک جاری رہی۔ ان پانچ دنوں میں کھانا مطلق ترک کر دیا۔ البتہ
پانچویں روز کے آخر میں چند مرتبہ پانی پیا۔ بدھ کی رات ۶ ماہ مذکور (ذی الحجہ) کو جب
عشاء کی نماز کا وقت بیت گیا، تمام رفقاء کو طلب کرکے وصیت کی کہ ہمیشہ حق پر

کنید و تا یک ل تر د مشهد ما می ورید باشد و اورا میخوانید پس
این نصائح را قبول کنید تا از اہل سعادت شوید اگر بر غیر
این باشد شما دانید بعدہ ہر کدام را اجازت نماز داد و
فرمایش کرد فلا جرم چوں اصحاب بیرون آمدند و آنچہ حضرت
فرمودہ بود بجا آوردند و ہر کس بوظیفۂ خود مشغول شدند و
شنودہ می آمد کہ آنجناب سیادت بزبان مبارک فرمودند کہ
یا اللہ یا رفیق یا حبیب تا نیم شب بعدہ بحکم آں واہب العطیات
وآں کاشف السر و غافر الذنب و الخطیات رحلت نمودند
فقد وصل الحبیب الی الحبیب فانوا انا للہ و انا الیہ راجعون

رہو اور راہ داد کار اور اوقات کے پابند رہو۔ اگر کسی کے دل میں ہماری
طرف سے میل یا شکر رنجی ہے تو اُسے معاف کر دے۔ ایک برس تک ہمارے
آستانے کے مجاور رہو اور راہ خواہی کرتے رہو۔ یہ نصیحتیں قبول کر کے اہل سعادت
سے ہو سکتے ہو۔ اِس کے خلاف کرنے کے تم ذمہ دار ہو۔ اِس کے بعد ہر ایک مُرید
کو اجازت نماز دیکر کچھ اور فرمایش کیں۔ سب وصیت رفقاء آپ کی ہدایت
واحکامات پر عمل پیرا ہوئے اور اپنا وظیفہ (ڈیوٹی) روزمرہ کا معمول اختیار کیا۔
سُننے میں آیا ہے کہ جناب سیادت رحؔ نے اس موقعہ پر زبان مُبارک سے فرمایا یا اللہؔ
یا رفیقؔ یا حبیبؔ یہ ذکر آدھی رات تک رہا۔ بعد ازاں بحکم واہب العطیات
کاشف السر اور غافر الذنب والخطیات (بخشش عطا کرنے والی، راز کھولنے والی اور
غلطیوں اور گناہوں کو معاف کرنے والی شخصیت) انتقال فرما گئے گویا محبوب محبوب سے جا ملا۔ سب نے انا للہ

آں شب چہار شنبہ بود در ششم ماہ ذی الحجہ سنہ ستا وثمانین وسبعمائۃ نقل کردند۔ در وقت نزع بزبان مبارک خود فرمودند بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چوں درویشان در حساب آوردند تاریخ وفات آنجناب بیادت ہماں افتاد پس شیخ محمد سرالبیتی نیز در تاریخ وفات گفت

تاریخ چو شد از گاہ احمد خاتم دین　　ز ہجرت ہفتصد و ستہ و ثمانین ،
برفت از عالم فانی بباقی　　امیر ہر دو عالم آل یاسین

وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (ہم خدا کے ہیں اور خدا کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں) پڑھا۔ جس رات آپنے انتقال کیا وہ بدھ ۶، ذی الحجہ ۷۸۶ھ کی تھی جان کنی کے وقت زبان مبارک سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" (مہربان اور ہمدرد خدا کے نام سے یہاں سے جا رہا ہوں) فرمایا۔ درویشوں نے جب حساب کیا تو جناب سیادت کی تاریخ وفات یہی قرار پائی۔ بعد ازاں شیخ محمد سرالبیتی نے بھی تاریخ وفات کہی جو یہ ہے

چو شد از گاہ احمد خاتم دین　　ز ہجرت ہفتصد، ست و ثمانین
برفت از عالم فانی بباقی　　امیر ہر دو عالم آل یاسین [1]

(جب احمد خاتم دینؐ کی ہجرت سے سات سو چھیاسی (۷۸۶) برس گذر گئے۔ تب عالم فانی سے عالم باقی کو دونوں جہان کے امیر اور یاسین (پیغمبرؐ) کی اولاد

---

[1] منقبت الجواہر کے حاشیہ پر یہ منظوم تاریخ بھی آپ کی وفات پر مندرج ہے

حضرت شاہ ہمدانِ کریم　　آیۂ رحمت ز کلام قدیم
خواند دم آخر و تاریخ شد　　"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

(جناب مکرم شاہ ہمدان نے جو کلام قدیم (قرآن پاک) کی آیۂ رحمت تھے، آخری وقت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اور یہی تاریخ ہو گئی)

بعده درویشان با یکدیگر در محاربه کردند سُکّان انجائی
گفتند که در اینجا دفن کنیم و همراهان گفتند که اگر وصیت قبول
کنید بهتر والا از جنگ چه برآید همه باتفاق کردند که آنچه وصیّت
آنجناب سیادت است همان بجای آریم جماعه که همراه بودند
گفتند که ایشان پیش از ۳ سه سال جائے برای مقبرهٔ خود در کولاب
دیدند و فرمودند که ما را در همین جا دفن خواهید کرد سُکّان
سواد وغیره گفتند که شاید بغرض خود میگوئید این از کجا معلوم
میشود یاران گفتند هر که جنازهٔ مبارک تواند بر داشت او در
شهر خود برد باتفاق بر همین کرده تمام سُکّان انجای جمیع شدند
و نتوانستند بر داشت بعده مولانا قوام الدّین تنها جنازه

(سدھار گئے) درویش باہم جھگڑنے لگے۔ وہاں کے باشندے بولے کہ یہیں
دفن کریں گے۔ رفقاء بولے اگر وصیت قبول کروگے تو بہتر ہوگا، لڑائی جھگڑے
سے کچھ نہ ہوگا، اس لئے اتفاق اسی پر ہوا کہ آنجناب کی جو وصیت ہے اسی پر
عمل کیا جائے۔ ہمراہیوں کی ایک جماعت بولی "جناب سیادت نے تین سال قبل اپنا
مقبرہ کولاب میں مقرر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمیں وہیں دفن کیا جائے"، ساکنین سواد
(سوات[1]) بولے کہ شاید اپنی غرض سے کہا ہے، یہ کہاں سے معلوم ہوگا؟
یاروں نے کہا جو شخص بھی جنازہ مبارک اٹھا سکے، وہی اپنے شہر میں
لے جائیگا اس پر سب کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے تمام باشندے جمع ہوگئے

---

[1] اگست ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند سے قبل ہندوستان کے صوبہ سرحد کی ایک ماتحت ریاست تھی اور اب پاکستان کا حصہ ہے (مترجم)

مبارک بر داشت و یاران نیز متعاقب ایشان میرفتند چنانچه
مسافت راه یکماهه بود و بعد از نه روز با اصحاب در اختلان رسانیدند
و در عالم مشهور گشت که جنازهٔ مبارک میرسید علی ہمدانی در ہوا طیران
در شہر کولاب بجائیکه مقبرهٔ مبارک رسیده این اند که وه طیران
اعجاز تراست و در واقعه نیز درویشان دیده اند که جنازهٔ
مبارک از طیران رسید. و تمام فرشتها خود را بصورت جانوران
ساخته در بالای تابوت مبارک میرفتند چون روز چہاردہم
ماه ذی الحجه بود در اختلان رسیدند و آنقدر مردم جمع شدند که
بعد دنیامدند بعده ایشانرا دفن کردند و تمام علما و فضلا
برای فاتحه حاضر شدند و از عالم غیب چه شرح دہم زبان

اٹھا نہ سکے۔ ان سب کے بعد مولانا قوام الدین نے تن تنہا جنازہ مبارک اٹھالیا
اور باقی یار بھی پیچھے پیچھے ہو لئے۔ ایک ماہ کی مسافت (فاصلہ) تھی جو صرف نو دن
میں اختتام کو پہنچی۔ دنیا میں مشہور ہوگیا کہ جنازہ میر سید علی ہمدانیؒ ہوا میں اڑ کر شہر
کولاب میں اُس جگہ پر جا پہنچا جہاں اسوقت قبر مبارک ہے۔ جنازہ کی یہ اُڑان ایک
بہت بڑی کرامت ہے۔ بعدہ خواب میں بھی ایسا ہی دیکھا گیا کہ جنازہ مبارک اُڑ کر
پہنچا۔ تمام فرشتے پرندوں کی شکل اختیار کر کے تابوت مبارک کے اوپر چلتے تھے
چودہ (۱۴) ماہ ذی الحجہ کو وہاں پہنچے اور اتنے لوگ آئے کہ کبھی نہ دیکھے گئے تھے۔ دفن
کے موقعہ پر تمام علما و فضلاء فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ عالم غیب
سے حاضر ہونے والوں کی تفصیل بیان سے باہر ہے۔ بلکہ زبان عقل

گنگ و عقل لال گردد و خوارق مُریدانِ ایشان از حد گذشته است پس بایشان چه رسید چنانچه مشهور است که رُباعی

هر فیض که در سابقه هر دو جهانست ❊ در پیروی حضرت شاه همدانست
شاه همدان بلکه شهنشاه جهانست ❊ ای خاک بران دیده که در ریب گمانست

ای رفیق قیاس کن کسی را که نبیؐ ولی گفته باشد از وی چه احتیاج است که خوارق عادات او بیان کنیم امّا کلمهٔ چند آنچه که

گونگی ہے کچھ بول نہیں سکتی۔ جناب بابا رتنؒ کے مُریدوں کی خوارق (کرامات) بے حد و حساب ہیں آپ کی تو بات ہی نہیں ہے اور یہ ایک مشہور بات ہے۔ رباعی[۲]

هر فیض که در سابقه هر دو جهانست ❊ در پیروی حضرت شاه همدانست
شاه همدان بلکه شهنشاه جهانست ❊ ای خاک بران دیده که در ریب و گمانست

(جو فیض بھی دونوں جہانوں کے نصیب میں ہوا ہے، وہ شاہ ہمدان کی پیروی کی بدولت ہے آپ شاہ ہمدان ہی نہیں بلکہ شہنشاہ جہاں ہیں۔ وہ آنکھیں پھوٹیں جو گمان اور شک میں ہیں) اے دوست قیاس کر جس کو نبیؐ نے ولی کہا ہو اُس کے خوارق عادات (کرامات) بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے! البتہ چند کلمات (کرامات) جو بظاہر لوگوں کے روبرو

---

۲ ابن حیرت کاملی پانداڑی منقبت الجواہر کے فارسی حاشیے میں جس کا یہ اُردو ترجمہ ہے لکھتے ہیں:-

"یہ رباعی سُلطان العارفین مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاریؒ کی ہے جو اُنہوں نے علی ثانی کی شان میں لکھی ہے۔ واقعہ یوں ہے جیسا کہ حضرت علی ثانی کہتے ہیں کہ وہ ملاقات کے لئے سید جلال الدین کی خانقاہ تشریف لے گئے۔ سیدؒ جلال نے ملنے سے معذوری ظاہر کی۔ اس پر میر سیدؒ علی ہمدانی لوٹ آئے اور عوارفِ تصوف (تصوّف کی باریکیوں) پر ایک رسالہ لکھ کر سید جلال کے حوالے کر دیا۔ بعد ازاں خلفاء بھی بھیجے۔ مخدوم جہانیاں نے جب رسالہ کا مطالعہ کیا تو کہنے پر نادم ہوئے اور معذرت نامہ لکھ کر میر سیدؒ علی ہمدانی کے پاس روانہ کیا۔ معذرت نامہ کا عنوان یہی رُباعی تھی" (مترجم)

ظاہراً حضور تمام مردم شدہ بود دین رسالہ
آوردیم و آنچہ باطنست در و خدا شاہد است کہ بغیر
از وکسی نداند و کسی را کہ جامۂ ولایت در بر و کلاہ قطبیت
بر سر داشتہ باشد از عہدۂ اوصاف حمیدہ او را بیرون
برآید والسلام علی من اتبع الہدیٰ نقلست کہ از جناب
سیادت پرسیدند کہ سماع چیست و سبب برخاستن و وجد
در رقص آمدن چہ باشد در جواب فرمودند کہ سماع را سہ وجہ
است فریقی است کہ بیہوش میشوند و در روز خبر دار نباشند جماعۂ
دیگر آنست کہ در جوشش می آیند و جماعہ الیست کہ وجود آنکس

پیش آئے اس رسالے (منقبت الجواہر) میں بیان کیے گئے۔ جہاں
تک باطن کا تعلق ہے بجز خدا کوئی نہیں جانتا۔ جس شخص کے جسم میں جامۂ ولایت
اور سر پر کلاہ قطبیت ہو، کون شخص ہے جو اس کے اوصاف حمیدہ کما حقہ بیان
کر سکے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی (ہدایت کے متبع پر سلام ہو)

جناب سیادت اور فلسفہ رقص و سماع

نقل ہے کہ جناب سیادت سے پوچھا گیا کہ سماع (گانا سننا) کیا ہے اور رقص
(صوفیوں کا ناچنا) میں اٹھنے بیٹھنے کا کیا سبب ہے؟ جواب میں فرمایا کہ سماع کی
تین قسمیں ہیں۔ ایک فریق بے ہوش ہو جاتا ہے اور دن کی خبر بھی نہیں رہتی۔ دوسری
جماعت جوش میں آتی ہے۔ تیسری جماعت وہ ہے کہ وجود رقص میں آتا ہے اور
بدن اس وقت تک آرام و سکون نہیں پاتا جب تک کہ گانے کی آواز دل

در رقص می آید تا آن آواز از دل پر درد او به نشود و جراحت
نمک پاش آبگون تا نکرد هرگز بدن او سکونت و قرار و
آرام نگیرد سبب بیهوش شدن و وجد در رقص در آمدن
آنست که در وجود آدمی مافوق معده سه جائی مخصوص است
جائی که اعلاست آن مکان روح است و جائیکه اوسط است
آن منزل قلب است و جائیکه اسفل است آن محل سکونت
نفس است در یکقفس سه جای واقعست روح مانند شاهباز
و دل مثال کبوتر بیست و نفس همچو گربه البته سگ صفت تا همیشه
میل بسوی کبوتر میکند که کدام وقت این کبوتر از مقام خود بیرون
آید او را رام خود سازم و نفس نیز در این فکر است که کے این

کے زخم پر نمک پاشی نہیں کرتی۔

بے ہوش ہونے اور رقص میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کے جسم میں معدہ
سے اوپر تین مخصوص جگہیں ہیں۔ ایک اوپر کی جگہ ہے اور یہ مقام رُوح ہے
درمیانی جگہ قلب کی ہے، اور نچلی جگہ محلّ نفس ہے۔ گویا ایک قفس (پنجرہ)
تین جگہوں کا مُقام ہے۔ رُوح شاہباز ہے، دل کبوتر اور نفس بلی کی طرح
ہے جو کُتے کی خصلت کی حامل ہے۔ شاہباز کبوتر کا خواہشمند ہے کہ کب
کبوتر اپنی جگہ سے نکلے اور اُسے مُطیع بنائے۔ نفس بھی اس فکر میں ہے
کہ کب یہ کبوتر میرے گھر میں آئے اور بال و پر توڑ کر مغلوب کر لوں۔ نفس مکّارہ
ہر وقت اپنی جگہ سے منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اگر دل شاہباز کے خوف سے اس

کبوتر در خانہ من افتد من او را گرفتہ پر و بال او بشکنم و مغلوب خود سازم و نفس مکارہ ہر زماں از محل خود انتقال میکند اگر دل از ترس شاہباز در خانہ آں گرگ صفت در آید شاہباز نیز از خانہ خود نقل کردہ در مکان کبوتر در آید و او ناچار شود و جای دیگر ندارد کہ با نطرف پرواز کند حیران شدہ در کنج خانہ نفس سکونت میگیرد و آں دگیک مانند شیر حملہ کردہ بر کبوتر می آید و او را گرفتہ پر و بال او میشکند و شاہباز مبتلاست کہ کی از دست این ظالم خلاص شودن او را رام خود ساختہ با خود در پرواز در آرم و کبوتر از دست گربہ کی امان یابد کہ با شاہباز ہمقفس شود کسی را کہ چنیں حقیقت شدہ باشد او لگد کوب نفس است ہر طرف کہ در پس بوئی میدواند تا چارہ لا علاج رواں میشود

گرگ صفت کے گھر میں آتا ہے تو شاہباز بھی گھر چھوڑ کر کبوتر کے آشیانے میں آتا ہے اور چونکہ دوسری جگہ نہیں رکھتا، اس لئے مجبوراً نفس کے گوشے میں ٹھہرتا ہے اور یہ ذلیل یعنی نفس شیر کی طرح کبوتر پر حملہ آور ہو کر بال و پر توڑ ڈالتا ہے شاہباز اس بات میں مبتلا رہتا ہوا ہے کہ کب اس ظالم کے ہاتھ سے چھٹکارا پائے اور میں زیر کر کے اپنے ہمراہ پرواز میں لاؤں۔ کبوتر بلی کے پنجے سے کہاں بچ سکتا ہے کہ شہباز کے ساتھ ہم قفس ہو۔ جسکی حقیقت یہ ہو، وہ یقیناً نفس کی لاتیں کھاتا ہے، جدھر چاہتا ہے اُدھر دوڑاتا ہے اور کسی کام کا نہیں رہتا۔ ایسے شخص کے ساتھ ایسے

وارد است از ہیچ کار دنیا بہ سماع و شوق درآن وجہ
چون باشد۔ وجہ دوم آنکہ شاہباز ہر لمحہ و ہر ساعت
از مقامِ آشیان خود در پرواز می آید و خورش او نیز از حُسن
صورت و حُسنِ صوت نیست ہرگاہیکہ از مقام خود پرواز
کند آن کبوتر از خانۂ خود بیرون آمدہ از ترس گربہ در آشیان
شاہباز در آید و گربہ نیز از مقام خود بر آمدہ در آشیانہ کبوتر
در آید۔ چون شاہباز میداند کہ کبوتر در خانہ من در آمدہ است
بسوی مقام خود نزول سکند و آن کبوتر را گرفتہ با خود در پرواز دارد و ہر طرف کہ
خود برود او را نیز میبرد و وحشت از ہر دو دور میشود و در ہر مقام کہ میخواہند
میروند و آن گربہ در فکر میشود و ہر زمان میخواہد کہ ہر دو را پامال

سماع و شوق (وجد) غیر مفید ہے

دوسرا سبب یہ ہے کہ شاہباز ہر لمحہ اور ہر ساعت مقامِ آشیان سے نکل
کر پرواز کرتا ہے۔ اُس کی خوراک صرف حُسنِ صورت ہے۔ جس گھڑی یہ شاہباز
قیامگاہ سے اُڑتا ہے، کبوتر اپنے گھر سے نکل کر بلی کے خوف سے، شاہباز کے آشیانے
میں آجاتا ہے، ادھر بلی کبوتر کے آشیانے میں داخل ہو جاتی ہے، اور جب شاہباز
کو علم ہوتا ہے کہ کبوتر میرے گھونسلے میں آیا ہے، اپنے مقام پر اُتر کر کبوتر کو اپنے
ہمراہ پرواز میں لے آتا ہے، جہاں خود جاتا ہے، اُسے بھی لے جاتا ہے
اور وحشت دور ہو جاتی ہے اور جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ بلی ادھر
فکر میں ہوتی ہے کہ دونوں کو پامال کر ڈالے۔ ناگاہ رُوح کا شاہباز
موقعہ پاتے ہی پنجہ مارتا ہے اور بلی کی دونوں آنکھیں نکال کر اندھا

خود میساختم ناگاه روح شاهیانه چنگ زده هر دو چشم گربه
میکنند و کور میسازد خورش او بدست خود میگیرد اگر میخواهد
بعد از دو روز طعمه در دهان او می نهد و اگر میخواهد بعد از ده روز
رفته رفته او را نیز رام خود ساخته در یک کنجی می نشاند و هرگز
در وجود بشر دست درازی کردن نمی دهد خاطر خود جمع
ساخته از مقامی بمقامی دیگر عروج میکند و دل را نیز با خود
میگیرد و مشاهدهٔ عالم غیب خواهند کرد در علت اول
باید که خود را پیش طبیب حاذقی که از امراض روح و دل
و نفس واقف باشد این کس پیش او رساند تا معالجه
در جراحت مرهم پاشیده شود و دل و روح و نفس با آن تنزای
منتقل میشوند و هر سو که روند گنجها خواهند یافت و طبیب عبارت

بنا دیتا ہے۔ اُس کی خوراک اس کی خوراک ہو جاتی ہے۔ چاہے تو دو روز
کے بعد خوراک کھلائے، چاہے دس دن کے بعد۔ رفتہ رفتہ اُسے (کبوتر کو)
رام بنا کر ایک گوشے میں بٹھا دیتا ہے اور ہرگز وجود بشر میں دست درازی
کی اجازت نہیں دیتا، مطمئن ہو کر ایک مقام سے دوسرے مقام تک عروج
کرتا ہے۔ دل کو بھی ہمراہ لیتا ہے اور اس طرح مشاہدہ علم عالم غیب
کرتے ہیں۔

پہلی صورت میں چاہیے کہ ایسا آدمی خود کو طبیب حاذق کے روبرو
پہنچائے جو دل روح اور امراض نفس کا واقف ہو تاکہ اُس کے معالجہ سے زخم

از شیخ کامل و صاحب ارشاد خواہد بود و داروی آن صفرا
ذکر است ہر گاہ کہ شیخ بہ مرید خود تعلیم ذکر میکند در آن وقت
روح گویا میشود و از تکرار ذکر دل نیز آزمودہ میشود و او
نیز گویا میشود و نفس نیز تابع ایشان میشود و خود را در میان
نہ بیند و غیر را بغیر از دوست حقیقی نداند و وجود خود را در میان
نشمرد و بغیر از اجازت شیخ کاری دیگر نکند پس او را سماع
در خواہد داد چنانچہ وجہ اوّل بیہوش شدنش سبب او
آنست کہ چوں روح آواز خوش شنود و یا صورت خوب منظور
نظر بیند البتہ بیہوش شدہ از مقام خود پرواز کند و آں کبوتر
نیز در پس او صدای بال او شنیدہ در پرواز خواہد آمد و

پر مرہم پاشی ہو اور دل و روح و نفس اُس کے علاج پر متفق ہو اور جدھر جائیں طبیب عیادت (مُراد شیخ کامل اور صاحب ارشاد سے ہے) صفرا کا علاج ذکر ہے اور جب شیخ مُرید کو تعلیم ذکر کرتا ہے۔ تب روح بولنے لگتی ہے اور دل بھی بچہ کا اور آزمودہ ہوتے ہوئے، گفتگو میں آجاتا ہے۔ نفس اطاعت کر بیٹھتا ہے اور خود کو حایل نہیں پاتا، غیر حقیقی دوست نظر آنے لگتا ہے اپنا وجود شمار نہیں کرتا اور بلا اجازت شیخ (مُرشد، پیر) کوئی اور کام نہیں کرتا اور سماع کا خواہش مند ہو گا۔ بے ہوش ہونے کی پہلی وجہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب روح سُریلی آواز یا حسین و جمیل چہرہ مشاہدہ کرتی ہے، تب بے ہوش ہو کر اپنے مقام سے پرواز کرتی ہے۔ کبوتر بھی آواز کے پیچھے پرواز میں آتا ہے۔ نفس ایک گوشے میں عزم دہ اور

وقفس شکستہ در کنجی مخزون ماندہ از صدای بال ایشان خود
را بیقرار ساختہ واز تمام عالم کور شدہ آن دو محبوب ہمجنس خود
را جائی نمی بیند او نیز بیہوش میشود وجود آن آدمی مانند نقری
از قطرہ اید در دریای محیط مستغرق میشود وازان قالب مرصع ستون
جوہر را فتند تا در مشام روح لذت حسن صوت باشد در آن مقام
نخواہد آمد چون آن تمام شود از مقام غیب بسوی مکان خود نزول
کند وآن کبوتر نیز در پس او دران موضع میرسد وقفس چون
این آواز بشنود او نیز تازہ تر میشود وآن خیمہ را فراش
ازل ستون برپای خواہد کرد وباز چنانچہ باشد خواہد بود دوجہ
دیگر آنکہ جماعہ کہ در جوشش می آیند سبب آن آنست کہ چون

بیقرار بن کر اور تمام عالم سے اندھا ہو کر اُن دو محبوب ہم جنس کو کہیں نہیں
پاتا اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کا وجود موتی محل کی طرح دریائے
محیط (سمندر) میں ڈوب جاتا ہے۔ ایسے جڑاؤ قالب سے جواہرات کے ستون
الگ گر پڑتے ہیں۔ جب تک دماغ روح میں لذت حسن صوت رہے گی تب
تک اس مقام پر نہیں آئیگا۔ اس کے اختتام پر مقام غیب سے اپنے مکان کی جانب
نزول (اُترنا) کرتا ہے۔ بعد ازاں کبوتر بھی اُس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ یہ آواز
سُن کر قفس میں تازگی آجاتی ہے، خیمہ (قفس) کو فراش ازل (خدا تعالے)
از سر نو برپا کر دیتا ہے اور کیفیت پہلے کی طرح عود کر آتی ہے۔
دوسرا سبب جماعت کے جوش (وجد) میں آنے کی یہ ہے کہ جب اچھی آواز

حسن صوت و یا حسن صورت که این هر دو غذای سلطان روح
است و هر چیزی را غذائی تعیین فرموده اند تا آن پیش او نرسد
در حرکت نخواهد آمد چون یکی از آن دو چیز نزد او برسد بی اختیار
در وجود او حرکتی صادر شود و در جوشش خواهد در آمد تا مایهٔ آن
غذا در وجود او باشد هرگز سکونت بجای خود نخواهد کرد چون مادهٔ آن
از معدهٔ او فانی شود از تب محرق مهلک در عرق خواهد در آمد
از غرقهٔ بحر شهود به کنارهٔ وجود خواهد پیوست چون داروی تمام
وجود سلطان روح مرتب کرده پای در عالم شفا در آید و از آن تب
خلاصی یافته باز بمحل و مکان اصل خود خواهد در آمد و هر اعضای آدمی بحرکت خواهد در آمد و تپش و جوشش
اندکی سرد شده بصحت کمال خواهد ماند وجه سیوم آنکه وجود آدمی

اچھی شکل کے ساتھ کہ دونوں سلطانِ روح کی غذا ہیں اور ان کے بالمقابل کوئی
اور غذا نہیں ہے مجتمع ہو جاتی ہے، یا ان میں سے ایک کا حصول ہوتا ہے، تب
جماعت میں حرکت اور جوش نمودار ہونے لگتا ہے اور جب تک یہ غذا موجود رہتی ہے سکون
نہیں آتا۔ اور جب معدہ سے اس کا مادہ فنا ہو جاتا ہے، تب مہلک تپ محرقہ سے پسینہ
آنے لگتا ہے اور بحرِ شہود میں ڈوبنے کی بجائے کنارہ وجود پر آ جاتا ہے (یعنی حالتِ سکر
ختم ہو جاتی ہے) اس مرض سے نجات کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ تمام سلطان روح
کا علاج کیا جائے، اس صورت میں اپنے اصلی مقام اور اپنی اصلی جگہ پر پہنچا جا سکتا ہے
اعضاء بھی متحرک ہونے لگیں گے اور جوش و تپش قدرے سرد ہو کر صحت کامل
عطا ہو جائے گی۔ آدمی کے وجود کے رقص (وجد، حال) میں

در رقص می آید سبب او آنست که چون سلطان رُوح عاشق دل
بوده تمام عمر در انتظار او صرف کرده بعنایت حق جلّ وعلا او را
در دام خود گرفته هرگز از وجدان میشود در وجود خود جای
آن موجود میباید در روز و شب فریفتهٔ معشوق خود شده بی او
نفسی قرار نتواند گرفت چون آن شاهباز آواز خوش شنود بی
اختیار برخیزد و محبوب مجازی خود را تشبیه به محبوب حقیقی دانسته
در کنار خود گیرد و خود در رقص خواهد در آمد و سایر وجود نیز در رقص
در آید و از صدای حزین پُر درد نیز آن عاشق در جوش و خروش
در آید و تمام وجود آن آدمی در گردش خواهد در آمد و روح هر زمان

اسکا سبب یہ ہے کہ چونکہ سلطان رُوح عاشق دل ہے اور تمام عمر
انتظار میں صرف کر چکا ہے، اس لئے اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اپنے
جال میں پھنسا کر اُس سے ہرگز جُدا نہیں ہوتا۔ اپنے وجود میں بھی اُس کے
لئے ایک جگہ تیار کر لی ہے اور اِس طرح رات دن فریفتۂ معشوق ہے۔ اُس کے
بنا ہرگز چین نہیں پاتا۔ شاہباز جب سریلی اور رس بھری آواز سنتا ہے بے
اختیار جھومتے ہوئے اپنے محبوب مجازی کو محبوب حقیقی جان کر بغل میں لے کر
رقص میں آجاتا ہے اور اِس سے باقی وجود بھی ناچنے لگتا ہے۔

نتیجہ کے طور پر عاشق بھی اس درد بھری آواز سے پُرجوش ہوجاتا
ہے، اور اِس طرح آدمی کا تمام وجود ناچنے لگتا ہے۔ رُوح ہر گھڑی
چاہتی ہے کہ قفسِ جسم سے نکل کر جو ایک تنگ مقام ہے لامکان

هر زمان میخواهد که از قفس مرضیق خود بطرف لامکان بسوی محبوب حقیقی خود عزم کند و همچو بلبل گل‌دیده در فغان و خروش خواهد شد و پادشاه دل که مانند گل است او نیز آواز بلبل شنیده در بر خاک بیرون خواهد آمد و از شوق بوی خود در خروش آمده سایه قفس ایشان خود منور ساخته تمام وجود آدمی در رقص در آرد و اگر کاسه سر که همچو شیشه نازک است بر سنگ زند هیچ وجه تن او هیچ حس نکند که اگر عالم وجود جدا شود باکی ندارد و هرگز خون در آن بدن نخواهد ماند تا به هوش نیاید آب در آن جوی جاری نشود و سلطان روح با حکم دل در ... کاشف سر آن واقف تمام کردار از ملک ملکوت و لاهوت و جبروت و ناسوت خواهد پیوست و مستغرق در جمال او خواهد شد سبب سماع اینست و منکران و حاسدان و مانند مردم کوران اعمی چه داند که بینائی چیست و مردیکه آلت مباشرت ندارد و حلاوت او از کدام دهان خواهد چشید که کمال لذت نخواهد بد آنجماعه که منکر بینا شد ظاهر است که آنها را در عالم حیات از هیچ کس مفارقت نشده بلکه دم آبی از مصیبت

کی جانب اڑ جائے جو محبوب حقیقی کا مسکن ہے پھول کو دیکھتے ہوئے بلبل کی طرح شور و فغان میں آجاتی ہے۔ ساتھ ہی بادشاہ دل بھی جو مانند گل ہے بلبل کی آواز سن کر پتیاں جھاڑ دیتا ہے اور خوشبو کے شوق سے خروش میں آکر قفس (جسم) کو منور کر دیتا ہے اور وجود آدمی رقص میں آجاتا ہے اس وقت کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ سر کی کھوپڑی جو شیشہ کی طرح نازک ہے، اگر پتھر پر ماری جائے تو مطلق احساس نہ کرے اور اگر موت بھی آجائے تو پرواہ نہ ہو۔ رقص سے ہوش میں آنے تک بدن میں خون نہیں رہتا اور نہ نہر میں پانی جاری ہوتا ہے اس وقت سلطان روح دل کے ساتھ ملکوت، لاہوت، جبروت و ناسوت کے تمام عالموں سے مل کر مشاہدہ ذات کرنے لگتا ہے اور اس کے جمال میں مستغرق ہو جاتا ہے یہ ہیں سماع کے اسباب اور منکر و حاسد اندھے ہیں۔ نابینا کیا جانے کہ بینائی کیا ہے۔ یہ

بخشیده باشد بنظر به چون تشنه‌اند آب درد بی دوا ست که
بغیر از دیدار آن محبوب حقیقی بر ریش دل مرهمی ندارد و این سرچشمه
از کدام اندیشه فرو نشیند و اگر چه از بعضی صاحب حال پرسیدند
که هرگاه شما بیهوش میشوید چون باز بهوش می آیید چرا تجدید
طهارت نمیکنید جواب آنست که اگر موافق مسئله شرعی از بیهوشی
خطای طهارت نمیشود اما این آن بیهوشی نیست که نقصی در طهارت
ظاهری و باطنی بوقوع آید هرگاه که روح و دل او بعکس در جوش
و خروش در آید و از عالم غیب خبردار شود پس از وجود بیخبر چون
باشد هر که از روح و دل از عالم لاهوت باخبر باشد از وجود گلی

لوگ اس لئے منکر ہیں کیونکہ انہوں نے کسی کی مفارقت نہیں دیکھی ہے اور
مصیبت کا گھونٹ نہیں پیا ہے۔ اس لا علاج مرض کا علاج صرف محبوب حقیقی کا دیدار
ہے جو زخمی دل کے لئے مرہم کا کام دیتا ہے۔ یہ چشمہ اسی سے بجھایا جا سکتا ہے۔ بعض
صاحب حال پوچھتے ہیں کہ جب آپ بے ہوش ہوتے ہیں تو کس طرح دوبارہ ہوش
میں آتے ہیں، کیونکہ تجدید طہارت نہیں کرتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ مسئلہ شرعی کے مطابق
خطا والی بیہوشی سے طہارت ہوتی ہے۔ یہ بے ہوشی نہیں ہے کہ ظاہری و باطنی
طہارت میں نقصان واقع ہو۔ ایسے آدمی کی روح و دل جب خروش میں آتی ہے اور
عالم غیب کا واقف ہو جاتا ہے، تب وجود سے بے خبری ہو جاتی ہے۔ جس شخص
کا دل اور روح عالم لاہوت سے باخبر ہوئی، تو پھر بھلا وجود گلی ہی کا جسم سے
کیوں باخبر نہ ہو۔ اکثر احادیث میں مشہور و متعارف ہے کہ ایک اعرابی

خود چرا خبر نداشته باشد و در اکثر احادیث نیز مشهور و متعارف است که اعرابی این رباعی بزبان عربی خوانده بود و بسمع مبارک آنسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رسید و ردای مبارک از کتف شریف در افتاد و اصحاب کبار و ارباب تام وارا آنرا پاره پاره کرده تقسیم کردند و آن ابیات عربی اینست

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی — فلا طبیب لھا لی ولا راقی

الا الحبیب الذی شغفت بہ — فعندہ رقیتی و تریاقی

ترجمہ رباعی عربی این رباعی است

نے (دیہاتی عرب، گنوار) عربی میں یہ رباعی پڑھی تھی جو سرورِ کائنات کی سمع مبارک میں بھی پہنچی تھی۔ اس موقعہ چادر مبارک کندھے سے نیچے گر گئی تھی۔ صحابۂ کرام نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اُسے باہم تقسیم کر لیا تھا۔ وہ عربی ابیات یہ ہیں۔

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ — فَلَا طَبِیْبٌ لَھَا لِیْ وَلَا رَاقِیْ

اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شَغَفْتُ بِہٖ — فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

(بخدا محبت کے سانپ نے جگر ڈس لیا ہے، نہ اسکا حکیم (طبیب) ہے اور نہ منتر پڑھنے والا۔ البتہ وہی حبیب جس کا میں عاشق ہوں، اُسی کے پاس میرا منتر اور تریاق (زہر کا علاج) ہے)

اس رباعی کا عربی ترجمہ یہ فارسی رباعی ہے:۔

از مار غمش گزیده دارم جگری — کو را نکند ہیچ فسونی اثری

جز دوست که من شیفتهٔ روی ویم — کافسون و علاج من نداند دگری

وایضاً این رباعی است :-

بگزید مار عشقت جگر کباب مارا — نه طبیب چاره ساز و نه فسونگری دعا را

مگر آن طبیب حاذق که ز عشق او شدم مست — که بدست اوست دارو، مگر او کند دوا را

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

از مار غمش گزیده دارم جگری — کو را نکند ہیچ فسونی اثری

جز دوست که من شیفتهٔ روی ویم — کافسون و علاج من نداند دگری

(محبوب کے غم کے سانپ سے ڈسا ہوا جگر رکھتا ہوں، جس پر کوئی بھی منتر اثر انداز نہیں ہوتا - البتہ میرا علاج وہی محبوب ہے جس کا عاشق ہوں، کوئی اور میرا علاج و افسوں نہیں جانتا)

نیز یہ رباعی :-

بگزید مار عشقت جگر کباب مارا — نه طبیب چاره ساز و نه فسونگری دعا را

مگر آن طبیب حاذق که ز عشق او شدم مست — که بدست اوست دارو، مگر او کند دوا را

(اے محبوب تیرے مار عشق نے ہمارے کباب جگر کو ڈس لیا ہے نہ علاج کرنے والا طبیب ہے اور نہ دعا کے لئے فسونگر - البتہ وہی میرا طبیب حاذق ہے جس کے عشق میں مست ہوا ہوں - اسی کے ہاتھ میں علاج ہے اور اسی کے ہاتھ میں درد) -

از شیخ محمد طالقانی روزے آنجناب سیادت در قریہ علی شاہ بود چون وقت نماز مغرب شد در دل ایشان ملالتی پیدا آمد و درویشانرا فرمودند کہ ہمراہی ما کنید چند کس ہمراہ آن دستگیر رفتیم چون وقت نماز عشا شد در جنگل رسیدیم و نماز ادا کردیم آنجناب سیادت فرمودند کہ فرش بکنید کہ امشب درہمیں منزل باشیم بعضی یاران در فکر شدند و در خدمت شریف عرض نتوانستند کردند ترسان و لرزان بنشستند چون پاسی از شب بگذشت شیری عظیم بہایت تمام حاضر شد و سر بر قدم شریف نہاد و آنجناب سیادت او را توبہ داد و بعد از توبہ گفت کہ از مریدان من باشد او را ہرگز امرا نخواہید رسانید و باقی کہ باشد آنچہ کار نیست در حق منافقان دریغ

جناب سیادت کا شیروں کے بادشاہ اور جنات کو توبہ کروا کے مسلمان بنانا

نقل ہے شیخ محمد طالقانی سے کہ ایک روز جناب سیادت قریہ علی شاہ میں تھے کہ بوقت نماز مغرب دل میں کدورت پیدا ہوئی۔ درویشوں کو ہمراہی کے لئے کہا چند آدمی ہمراہ کے ساتھ گئے۔ نماز عشاء جنگل میں ادا کی۔ جناب سیادت نے فرمایا کہ کچھ بچھاؤ یہیں آج رات پڑاؤ ہوگا۔ بعض رفقاء متفکر ہوئے، عرض نہ کر سکے، ڈر سے پیچھے بیٹھ گئے۔ ایک پہر رات گذرنے پر ایک مہیب و خطرناک شیر حاضر ہوا، اور آتے ہی سر قدموں پر رکھ دیا جناب سیادت نے توبہ کروائی - توبہ کے بعد کہا کہ ہمارے مرید و ل کو ہرگز گزند نہ پہنچانا، باقی اختیار ہے، لیکن منافقوں پر قطعاً رحم نہ کھانا۔ یہ سُن کر غائب ہوگیا۔

نخواہی کرد این بفرمود و او غایب شد و چون نصف شب بگذشت جماعۂ دیگر بصورت آدمیان پیدا شدند و آنہا نیز سر در قدم شریف نہادند و عذر خواہی کردند و توبہ نمودند بعد از توبہ بخدمت آنجناب سیادت عرض کردند کہ یا بزرگوار مارا وصیتی و کاری فرما کہ در شب و روز دراں باشیم آنجناب سیادت ازانہا نوشتہ گرفت کہ ہیچکس آزاری نرسانیم و ہرگاہ کہ کاری و ضروری باشد در خدمت حاضر شویم این بگفتند و غایب شدند چوں روز روشن شد نماز فجر ادا کردیم و از جناب سیادت پرسیدیم کہ یا بزرگوار آن شیر چہ بود بزبان مبارک فرمودند کہ بادشاہ شیران بود و این جماعہ جنیان بودند پیش ازیں ہیچ کس دریں نواحی نمیتوانست گذشت بنا بر آن این مردم را مسلمان کردیم

آدھی رات کے بعد ایک اور جماعت نمودار ہوئی۔ یہ آدمیوں کی شکل پر تھی انہوں نے بھی سر قدموں پر رکھدیا، معذرت خواہی کے بعد توبہ کی۔ توبہ کے بعد عرض کی کہ جناب سیادت وصیت فرمائیے تاکہ رات دن وہی کام کریں۔ جناب سیادتؒ نے لکھکر لے لیا کہ کسی کو ایذا نہ دیں گے اور بوقت ضرورت حاضر خدمت ہونگے۔ یہ سُنا اور غائب ہو گئے۔ دن روشن ہونے پر نماز فجر ادا کی، بعد ازاں جناب سیادتؒ سے استفسار کیا کہ یا حضرت وہ شیر کون تھا فرمایا "شیروں کا بادشاہ تھا اور یہ جنات کی جماعت کی تھی۔ اس سے قبل اس علاقے سے کوئی بھی گذر نہ سکتا تھا۔ ہم نے اب انہیں مسلمان بنالیا ہے"!

از شیخ محمد شامی که روزی آنجناب سیادت در خانقاه مع درویشان خلوت نشسته بودند این فقیر خادم درویشان بود بعد از نماز خفتن طعام برای درویشان بفرستادم چون آوردند طعام را قسمت کردم خود برای آنجناب سیادت بردم طریقہ این بود که روزانہ از درویشان کاسہا بطلبیدم چون روز روشن شد اول بردر حجرۂ مبارک رفتم و کاسہ را طلب کردم آنجناب در غضب شدند و کاسۂ پُر از طعام چنانچہ برده بودم بہ چنین دادند من در خاطر گذرانیدم شاید کہ نخورده باشند و بر در ہر حجره کہ رفتم کاسہا پُر از طعام باز پس دادند حیران ماندم چون آں روز گذشت بعد از نماز عشا در حجرۂ مبارک رفتم

حضرت امیر کبیرؒ کا کسبِ حلال کھانا اور حرام سے اجتناب کرنا

نقل ہے شیخ محمد طالقانیؒ سے ایک روز جناب سیادتؓ خانقاہ میں درویشوں ساتھ خلوت میں بیٹھے تھے۔ یہ فقیر یعنی میں خادم درویشاں تھا۔ بعد از نمازِ عشاء درویشوں کے لئے کھانا روانہ کیا کرتا تھا۔ اُس روز کھانا خود جنابِ سیادتؓ کی خدمت میں لے گیا۔ طریقہ یہ تھا کہ روزانہ درویشوں سے پیالے واپس طلب کیا کرتا تھا۔ صبح ہوتے ہی پہلے حجرۂ مبارک کے دروازہ پر گیا اور پیالہ واپس مانگا آنجناب غضب ناک تھے اور کھانے سے بھرا ہوا پیالہ جس طرح لے گیا تھا، بالکل اُسی طرح واپس لے آیا۔ دل میں خیال آیا شاید نہ کھایا ہو۔ یہی کیفیت باقی حجروں کے پیالوں کی مشاہدہ کی۔ سب نے کھانے سے بھرپور پیالے لوٹا دیئے۔ حیران تھا کہ ماجرا کیا ہے۔

دن گذرنے پر بعد از نمازِ عشاء حجرۂ مبارک پر گیا۔ آنجناب سیادتؒ

آنجناب سعادت بزبان مبارک چنان تقریر کردند که سزاوار خدمت
نبوده ٔ چکنم و این فقیر از فعل باطن خود خبر نداشت در خدمت عرض
کردم که ای بزرگوار همه درویشان طعام باز پس داده‌اند و نخوردند سبب
آن چه باشد بزبان مبارک فرمودند که چون کسان این پادشاه
بطلب خراج در قندوز رسیده‌اند از تمام سکان آنجائی طلب
خراج کردند و هر کدام موافق حاصل خود دادای غله کرد چون شب شد
تمام مردم آنجا در فکر شدند که از خانهٔ فلان پیره زن رسوم سکونت
بگیریم و در وجه طلب کسان پادشاه بدهیم چون روز روشن شد
تمام مردم جمع شدند و یکی را در خانهٔ آن پیره زال فرستادند و او را
حاضر آوردند و بظلم از وی یکخروار طلب کردند او بسیار عاجز و پریشان

فرما رہے تھے کہ تم لائق خدمت گاری نہ تھے، لیکن کیا کروں۔ یہ فقیر اپنے فعل
باطن سے باخبر نہ تھا۔ عرض کیا کہ اے بزرگوار تمام درویشوں نے کھانا پینا کھائے
لوٹا دیا ہے۔ سبب کیا ہے؟ فرمایا جب اس بادشاہ کے کارندے قندوز کا خراج
(ٹیکس، مالگزاری) وصول کرنے گئے اور تمام لوگوں سے لگان وصول کرلیا۔ اور ہر آدمی نے
پیداوار کے مطابق غلہ بطور مالیہ ادا کر دیا، تو اس جگہ کے لوگ سوچنے لگے کہ فلاں بڑھیا
کے گھر سے رہائشی ٹیکس وصول کرکے بادشاہ کے لوگوں کو دیدیں۔ دن چڑھتے ہی
اُنہوں نے ایک آدمی بڑھیا کے پاس بھیجا اور ظلم و زیادتی سے ایک خروار غلّہ
وصول کرلیا۔ یہ عورت انتہائی مسکین و لاچار تھی۔ اُس کا یتیم بھی ساتھ لیا
جو سراسر ناحق تھا۔ یہ بڑھیا بلا زراعت و زمین تھی۔ لوگوں نے حسد سے

بود در دنبال او یتیم بسته گرفته وحالانکه ناحق بود وا و زراعت نمیکرد و زمینی نیز نداشت آن مردم از روی حسد او را گرفته بمردم پادشاه دادند و امروز همان گندم و برنج در بازار بود و شما بی تمیزانه رفته خریده آوردید و این قدر مردم را فاقه کردید این فقیر از فعل خود شرمسار شد بار دیگر بی اجازت آن کاشف اسرار در بازار نرفتیم و هرگز سودا نکردم فلا جرم آن طعام بهیچ کس از آدمیان نتوانستم داد رفته بدریا انداختم روز دوم در واقعه دیدم که پیش آنجناب بادت ماهی بزرگ در خانقاه بر در حجرهٔ مبارک استاده شد و در خدمت عرض کرد که یا بزرگوار امروز خادم درویشان شما در دریای سکونت ما طعام غصبی انداخته بعضی مردم ما خوردند از روی

یہ سب کچھ لیکر بادشاہی کارندوں کے سپرد کیا تھا۔ آج وہی گیہوں اور چاول بازار میں آئے تھے جیسے تم نے بلا تمیز خرید کر لیا اور اپنے لوگوں کے لئے باعث فاقہ ہوئے۔ یہ سنکر فقیر نہایت نادم ہوا اور عہد کر لیا کہ بلا اجازت۔ کاشف اسرار (راز جاننے والے) مراد جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رح سے بازار نہ جاؤں گا اور نا ہی سودا کرونگا۔ اس طرح وہ کھانا کسی آدمی کو بھی نہ دے سکا اور جا کر دریا میں ڈالنا پڑا۔

دوسرے روز خواب میں دیکھا کہ جناب بادت کے روبرو ایک بڑی مچھلی خانقاہ میں حجرۂ مبارک کے دروازہ پر ایستادہ (کھڑی) ہے اور خدمت میں عرض کر رہی ہے کہ اے بزرگوار آپ کے درویشوں کے خادم نے ہمارے پرسکون دریا میں غصب کا

گرگی در خدمت شریف التماس دارم کہ بسا یہ مریدان خود فرمایند
کہ تا ہیچ کس ازان دریا ماہی نخورد چون بحال آمدم در خدمت رفتم
در حجرہ بسم اللہ خواندہ باز کردم آنجناب سیادت بزبان مبارک
خود فرمودند کہ یا محمد دیدی کہ کار بکجا کشید وحالا کہ مردم را بگو کہ ماہی
نخورند خواستم کہ بیرون برآیم باز مانع شدند و بہیچ کس نگفتم در بعد
الیوم مارا خدای تعالے ازین کارہا نگہداشت وچنان فرجی بخشید کہ ہر
گاہ در بازار میرفتم وچیزی برای پیر دستگیر میگرفتم اگر از وجہ
حلال میبود آوردم و بہیچ کس حاضر نشد واگر از شبہت وغصب

---

۱ زور زبردستی سے چھپا ہوا اگتا ناڈالدیا ہے اور اپنے بوجھ بھوک کے تھیلیوں نے
کھا لیا ہے، اس لئے خدمت اقدس میں التماس ہے کہ مریدوں سے فرمایئے کہ کوئی
اس دریا کی مچھلی نہ کھائے ہوش میں آنے پر خدمت میں حاضر ہوا۔ بسم اللہ کہکر حجرہ
کا دروازہ کھولا۔ آنجناب سیادت نے فرمایا "اے محمدؐ دیکھا، نوبت کہاں تک پہنچ چکی ہے
لوگوں سے کہدو کہ مچھلی نہ کھائیں" چاہا کہ باہر نکلوں کہ مانع ہوئے اور کسی سے نہ کہا۔ اس
روز کے بعد سے خداتعالےٰ نے ہمیں اس کام سے محفوظ رکھا اور ایسی کشائش وفراخی
عطا کی کہ جب کبھی بازار جاتا اور پیر دستگیر امیر کبیرؒ کے لئے کوئی چیز لاتا۔ اگر حلال کمائی
سے ہوتی تو لاتا تھا اور اگر شک وشبہ یا غصب کا دخل ہوتا تو فی الفور
جناب سیادت حاضر ہو کر ہاتھ پکڑ کر روک لیتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پورے
اڑتالیس (۴۸) برس تک جناب سیادت کے پیٹ میں شبہ اور غصب
کی کوئی چیز نہ گئی۔ حکام اور بادشاہ ہرچند کوشش کرتے لیکن کامیاب

چیزی داخل دی میبود کہ آنجناب بیادت حاضر شید و دست مرا بیگرفت تاچہل و ہشت سال در شکم مبارک آنجناب بیادت از شبہات و غصب چیزی نرفت ہرچند حکام و پادشاہان قصد کردند صورت پذیر نبود کہ کسی از اہتمامیش آنصاحب کشف چیزی از غصب مینوانست آورد پس در خوردن چہ رسد سالک را باید کہ اوّل از لقمہ حرام دور شود و بعدہ ہر مطلبی کہ داشتہ باشد بہ عمل خواہد آمد و اگر کسی را لقمہ شبہت باشد اگر ولی مادر زاد باشد در حجاب ظلمانے افتد نظر بر حضرت سلیمان علیہ السلام کن کہ با وجود آں حشمت و جاہ و با آں مرتبہ نبوّت زنبیل بافتہ روز خود میگذرانند و پارہ از آں در وجہ نفقہ درویشان میداد۔ و تمام نبی مرسل صلوٰت اللہ علیہم اجمعین

نہ ہونے ۔ مجال نہ تھی کہ اس صاحب کشف کے رُو برو کوئی شخص غصب شدہ چیز پیش کر سکے ، کھانا تو بڑی بات ہے ۔

سالک (عبادت گزار) کو چاہیے کہ پہلے لقمۂ حرام سے دور رہے ، بعد ازاں دیگر امور و مقاصد میں مشغول ہو ۔ شُبہ کا لقمہ کھانے والا اگر مادر زاد (پیدائشی) ولی ہے ، تاریک پردہ میں پڑ جاتا ہے ۔ سلیمان علیہ السلام کو دیکھیے کہ باوجود حشمت و جاہ اور مرتبہ نبوّت کے زنبیل (فقیر کی جھولی) بُن کر دن گذارتے تھے اور اس کا کچھ حصّہ درویشوں پر خرچ کرتے تھے ۔ یہی کیفیت دیگر انبیاء علیہم السلام کی ہے ۔ تمام علماء و مشائخ صرف لقمۂ حلال کھاتے تھے

وتمام علماء ومشائخ گذشتہ بعیر از لقمہ کسب وروہان نہ اندا ختند لا ہرگز شرمندۂ این نفس کثیف نہ شدند و بی منت مخلوق درعبادت خالق معبود دم زدند و مُبتدی این فریق وغیرہ را باید کہ روز ہا بفقر و فاقہ بگذرانند ودر زیر بار مخلوق نشود

اولیا از حرفت خوردہ اند ہر یکی با نوع رنجی بردہ اند

از قوام الدین بدخشی کہ روزی در خدمت آنجناب بیادت حاضر بودم شخصی از فرخار پیش آنجناب آمد و سوال کرد کہ یا بزرگوار حد تمام عمر انتظار داشتم کہ پیش درویشی نائب میشدم و باقی عمر در خدمت او صرف میگردم روزی از زراعت خود بیرون

اس لئے گندہ نفس سے کبھی شرمندگی نہ اٹھانی پڑی۔ عبادت خالق بے منت مخلوق ادا کی۔ اس جماعت کے مبتدی کے لئے ضروری ہے کہ دن فقر و فاقہ میں گذارے لیکن مخلوق کا زیر بار نہ ہو۔ شعر

اولیاء از حرفت خوردہ اند ہر یکی با نوع رنجی بُردہ اند

اولیاء نے کسب سے کھایا ہے اور ہر ایک نے انواع و اقسام کی تکالیف اٹھائی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کو جناب سیادت کی خدمت میں روانہ کرنا اور جن کا خوان طلا (سونے سے بھرا ہوا دسترخوان) والپس کرنا

نقل ہے قوام الدین بدخشی سے کہ ایک روز خدمت میں جناب بادت کی حاضر تھا کہ ایک شخص فرخار سے جناب کی خدمت آکر سوالی ہوا۔ بولا اے

می آمدم و بر کنارهٔ دریا نماز پیشین میگزاردم و خواب بر من غالب
شد در واقعه دیدم که جماعهٔ می آیند و در زیر درختی ایستاده شوند
و مردی دیدم با تاج از مردم پرسیدم که این پادشاه از کدام
ولایت است گفتند که این پادشاه شفیع یوم الحشر است فلاجرم
روی خود زیر قدم مبارک آن صاحب لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ
مالیدم و گفتم که یا رسول اللہ ﷺ من در تمام عمر انتظارم که پیش مرشدی
تائب میشدم از روی فقیری از خانه خود محرک نشدم الحمد للہ
که امروز در ملازمت شریف رسیدم باید که در حق من دعائے خیری
بکنند در جواب فرمودند که در خدمت سید علی ہمدانی برو

بزرگوار تمام عمر انتظار تھا کہ کسی درویش کے پاس جا کر تائب ہوں
اور باقی عمر اس کی خدمت میں صرف کروں۔ ایک روز کھیت سے لوٹ
رہا تھا اور دریا کے کنارے ظہر کی نماز ادا کی تھی کہ نیند غالب ہو گئی۔ خواب میں
دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت آکر درخت کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ انہیں میں ایک
صاحب تاج آدمی دیکھا۔ لوگوں سے پوچھا کس ولایت کا بادشاہ ہے۔ کہا یہ
بادشاہ قیامت کے روز شفیع ہو گا۔ یہ سن کر فی الفور "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ
الْاَفْلَاكَ" (اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک پیدا نہ کرتا) کے قدموں پہ چہرہ ملا
اور کہا "یا رسول ﷺ تمام عمر انتظار میں تھا کہ کسی مرشد کے روبرو تائب ہوں فقیری
و مسکینی کی بناء پر گھر سے حرکت نہ کی۔ الحمد للہ آج خدمت اقدس میں پہنچا ہوں
چاہیے کہ میرے حق میں دعائے خیر کرے" جواب میں فرمایا "سید علی ہمدانی

درہمان گفتگو بیدار شدم اکنون پیش حضرت آمدم آنجناب
سیادت او را بیعت دادند و آمرد سہ روز در خانقاہ بود بعد
ازان رو بطرف وطن خود نہاد و در خدمت آنجناب سیادت
عرض کرد کہ یا بزرگوار ہرگاہ در فرخار قدم شریف رسد این فقیر
را البتہ یاد کنند آنجناب سیادت اجابت کردند و فاتحہ دادہ
او را رخصت فرمودند چون چند گاہ شد جناب سیادت بآنطرف
رفتند چون بموضع آمرد رسیدند او را یاد کردند با خلاص تمام
پیش آمد و آنحضرت ہمہ یاران در خانۂ خویش بردند تمام عمر
پس انداز و یک خانی طلا بود و آنرا وقف کردہ بود بہ نیت آنکہ
ہروقت کہ قدم مبارکِ آن سید السادات در بنجا رسد این را
صرف ضیافت درویشان خواہم کرد فلاجرم آنجناب درخانۂ

کی خدمت میں جا۔" اتنا کہا تھا کہ بیدار ہو گیا۔ اب جناب کے پاس آیا ہوں
جناب سیادتؓ نے بیعت لے لی۔ یہ آدمی تین روز تک خانقاہ میں تھا۔ بعد ازاں وطن کو
لوٹ گیا۔ چلتے ہوئے کہہ گیا کہ یا حضرت جب کبھی فرخار میں تشریف آوری ہو، اس فقیر کو
ضرور یاد فرمایئے۔ جناب سیادتؓ نے قبول کر لیا اور فاتحہ (دعا) کے بعد رخصت کر دیا۔
کچھ عرصہ بعد جناب سیادتؓ ادھر روانہ ہوئے۔ جب فرخاری کے مقام پر پہنچے تو
یاد کیا اور پوری عقیدت کے ساتھ پیش آیا۔ آنجنابؓ کو رفقاء سمیت گھر لے لیا۔ ساری عمر
میں بچت کی کمائی سونے کی ایک اشرفی تھی۔ منت مانی تھی کہ جونہی سید الساداتؓ کی
تشریف آوری یہاں ہو گی، اسے درویشوں پر صرف کروں گا۔ چنانچہ آنجنابؓ کو گھر میں

خود برده بنشاند و خود درون خانه در آمد خواست که آن خانی کشیده صرف کند دید در همیلی که داشت موش بریده است و برده غمگین شده بیرون بر آمد و باکمال خود در فکر شد و گفت چکنم که چیزی دیگر ندارم رفته رفته بسمع مبارک جناب سیادت رسید و بزبان مبارک فرمودند که این کار موش نیست بلکه کار جن خواهد بود صبر کنید که البته پیش ما خواهد آورد بعد زمانی پسری سر و پا برهنه حاضر شد و قدم مبارک را بوسه داد و آن خانی در پیش آنجناب سیادت حاضر آورد و خود غائب شد آن مرد بخوشحالی تمام ضیافت اهل قریه و درویشان کرد و اکثر مردم انجا آمده پیش آنجناب مرید شدند و باعث ارادت آن مردم این بود

بٹھایا اور خود اندر جاکر چاہا کہ اشرفی نکال کے صرف ضیافت درویشان کرے۔ کیا دیکھتا ہے کہ رومال جس میں اشرفی تھی، چوہا کاٹ گیا ہے۔ غمگین و مایوس باہر نکلا اور متفکر ہوا۔ کہا کیا کروں، کوئی اور چیز نہیں رکھتا۔ رفتہ رفتہ یہ بات جناب سیادت رض کی سمع مبارک میں بھی پہنچ گئی۔ زبان مبارک سے فرمایا:- "یہ کام چوہے کا نہیں بلکہ جن کا ہے۔ ٹھہرو۔ خود ہی حاضر ہوگا۔" تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا جو ننگے سر اور ننگے پاؤں تھا حاضر ہوا اور قدم مبارک کو بوسہ دیکر اشرفی جناب سیادت رض کے روبرو رکھدی اور فی الفور غائب ہوگیا۔ اُس آدمی نے کامل خوش حالی اور فارغ البالی سے اہل قریہ اور درویشوں کی ضیافت کی۔ بہت سے لوگ آکر زمرۂ مریدین میں داخل ہوگئے۔

چون جنازهٔ پیش آنجناب سیادت می آوردند یا آواز جنازهٔ می شنیدند آهی سوزناک و پُر درد میکشیدند چون روزی تشریف شریف در روستاق بردند از سرداران روستاق یا ناریکی فوت شده بود و تجهیز و تکفین کرده در صحن مسجد داخل کردند جماعهٔ بسیار همراه جنازه بودند آنجناب سیادت در مسجد بودند التماس کردند که بایز دگوار دین و دنیا از سرداران اینجا یکی فوت شده چنانچه جنازه او بیرون است بخدمت آمدیم اگر مهربانی باشد قدم مبارک برای نماز جنازه ارزانی فرمایند که باعث رستگاری او از عذاب سرمدی خواهد بود آں کاشف اسرار طریقت آنجناب سیادت تبسم نمودند و در جواب آنها فرمودند

جناب سیادت کا مُردہ کو زندہ کرنا (مریدوں کے لئے خلاصی کا باعث)

جناب سیادت کے روبرو جب جنازہ لاتے یا جنازہ کی آواز سنتے، تب آہِ سوزناک و پُر درد کھینچتے تھے۔ ایک روز ایک قصبہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کا ایک سردار فوت ہو گیا تھا۔ تجہیز و تکفین کے بعد مسجد کے صحن میں داخل کیے جا چکے تھے۔ ایک کثیر جماعت جنازہ کے ہمراہ تھی۔ جناب سیادتؓ مسجد میں تھے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں کا ایک سردار فوت ہو چکا ہے۔ جنازہ باہر ہے۔ از راہِ نوازش نماز کے لئے تشریف لائیے تاکہ دائمی عذاب سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔ جناب سیادتؓ مسکرائے۔ جواب میں فرمایا:۔ کہاں فوت ہوا ہے؟ زندہ ہے۔" حاضرین جواب میں بولے " رات کو فوت ہوا ہے

که برای چه مرده او زنده ست حاضران مجلس در جواب عرض
نمودند که شب مرده بود چنانچه جنازه او بیرون است و گورش
تیار است که اورا دران خواهند انداخت دریمان گفتگو بودند
که مردم نماز جنازه گذارده در گورستان بردند و در گور فرود
آوردند و دفن کردند حضرت پیر دستگیر و آں کاشف اسرار از
مسجد تشریف بیرون فرمودند و از مردمان پرسیدند که آیا نماز
جنازه گذارده اید یا نه در جواب عرض نمودند که بلی در گور نماز
گذارده اورا در گور کرده باشند آں صاحب ولایت و آں جامع ہدایت
بزبان مبارک فرمودند که زود کسی بروید که اورا خاک نیندازند
تا نمیرد مردمان حیران ماندند و زود کس فرستادند که اورا در
گور نکنند تا آنها اورا در گور گذاشته خواستند که خاک اندازند آں مرد
سید مانع شد آن قطب العارفین و آں سالک راه یقین خود بطرف

جنازہ باہر ہے اور دفنانے کے لیے قبر بھی تیار ہے۔" اس گفتگو میں تھے کہ لوگ
نماز جنازہ ادا کر کے قبرستان لے گئے۔ بلکہ دفن بھی کر دیا گیا۔ جناب امیر کبیر پیر دستگیر رضؓ
مسجد سے باہر تشریف لائے۔ لوگوں سے دریافت کیا "نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہے یا
نہیں"۔ عرض کیا نماز ادا کر کے اسے قبر میں بھی دفنایا جا چکا ہے۔
جناب صاحب ولایت رضؓ و جامع ہدایت گویا ہوئے: "جلدی سے جاؤ کہ مٹی نہ ڈالی
جائے، ورنہ مر جائیگا۔" لوگ حیران تھے۔ جلدی سے آدمی بھیجا کہ قبر میں دفنایا نہ جائے
لیکن لوگ اسے نہ صرف قبر میں اتار چکے تھے بلکہ مٹی ڈالنے والے بھی تھے۔ جناب سید رضؓ مانع

گورستان تشریف فرمودند چون بر سر آن گور رسیدند مردمان را فرمودند
کہ آن گور بر کشید فی الحال او را از گور کشیدند آن علی ثانی و آن زبدہ
رحمانی بزبانِ مبارک فرمودند کہ بر خیز علی الفور برخاست و روان
شد مردمان چون این حال بدیدند حیران شدند و او را گفتند کہ
احوالت چگونہ شدہ بود در جواب گفت کہ من از مریدانِ حضرت
بودم در عمرِ خود بجز از گناہ چیزی نکردہ بودم و در آخر وقت
توبہ ہم نخواندہ بودم کہ وقت نزع من رسیدہ ملک الموت خواست
کہ جان از من بردارد آن صاحب ولایت و آن کان معرفت در
طرفۃ العین حاضر شدند و مرا اخلاص نمودند تا دوازدہ سال دیگر
زندہ شدم حالا اگر اللہ تعالےٰ بباطن این پیر دستگیر توفیق عطا کند

ہوئے۔ بعد ازاں بہ نفس نفیس گورستان تشریف لے گئے۔ قبر کے سر ملنے پہنچتے ہی
آدمیوں سے کہا کہ قبر سے نکال لو۔ فی الفور مردہ قبر سے نکال لیا گیا۔ جناب علی ثانی رض
نے زبانِ مبارک سے فرمایا، "اُٹھ" مُردہ فی الفور زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا
لوگ یہ کیفیت حال دیکھکر حیران رہ گئے۔ پوچھا کیا کیفیت تھی۔ جواب دیا" چونکہ میں
حضرت رض کے مُریدوں میں سے تھا، اور زندگی میں بجز گناہ کوئی چیز نہ کی تھی اور نہ آخر وقت
میں تو بہ کی تھی یہاں تک کہ وقت نزع آپہنچا۔ ملک الموت نے جان لینا چاہی کہ یہ صاحب
ولایت رض فی الفور حاضر ہو کر خلاصی کا باعث ہوئے۔ اب بارہ برس تک مزید
زندہ رہونگا۔ اللہ تعالےٰ نے اگر اِس امیر کبیر پیر دستگیر رض کے باطن سے توفیق عطا کی تو
بجز عبادت کچھ اور نہ کرونگا" اس کے بعد جب تک زندہ تھا ماسوائے تقویٰ اور پرہیزگاری

بجز عبادت چیزی کار نکنم تا زندہ بود بجز از ورع چیزے دیگر نکرد والسلام۔ شیخ محمد شامی قدس سرہٗ فرمود چوں آنجناب بیادت سفر کشمیر نمودند ایں فقیر در خدمت حاضر بود چوں در نواحی کشمیر رسیدیم پادشاہ آنجا در واقعہ دید کہ آفتاب از طرف جنوب طلوع نمود چوں صبح روشن شد تمام ہنود را جمع کرد و تعبیر ایں واقعہ پرسید ہیچکس از عہدہ جواب برنیامد پادشاہ دل تنگ شدہ بہ بتخانہ آمد کہ الحال در آنجا خانقاہ آنجناب بیادت معمور است از وے پرسید داو جواب گفت کہ مردی از زمین ماوراء النہر بملک ما خواہد آمد و ترا مشرف باسلام خواہد نمود و مارا نیز مسلمان خواہد ساخت

کے کچھ اور نہ کیا۔ والسلام

جناب بیادت کا وارد کشمیر ہونا

شیخ محمد شامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب جناب بیادت رضؓ نے سفر کشمیر کیا، یہ فقیر حاضر خدمت تھا۔ نواحی کشمیر میں پہنچ کر وہاں کے بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب جنوب سے طلوع ہوا ہے۔ صبح چڑھتے پر تمام ہنود کو جمع کر کے خواب کی تعبیر پوچھی۔ کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ انتہائی ملول اور تنگ دل ہو کر مندر کے پجاری کے پاس آیا۔ یہ وہی مندر تھا جہاں اس وقت خانقاہ آنجناب رضؓ ہے۔ دریافت کرنے پر بولا کہ "ایک آدمی سرزمین ماوراء النہر (ترکستان) سے ہمارے ملک میں آ کر تجھے مشرف بہ اسلام کریگا، اور ہم کو بھی مسلمان بنائے اگرچہ بہت بحث و مباحثہ کرینگے لیکن چارہ کار نہ ہوگا۔ اس واقعہ کے تین

اگرچہ مباحثہ بسیار کنیم اما چارہ نخواہد شد چون سہ روز گذشت

کہ قدم شریف آنجناب بیادرنت در آنملک واقع شد و بمجرد

رسیدن پادشاہ آمدہ مرید شد و تاریخ رسیدن آنجناب بیادستا

در کشمیر سلطان قطب الدین فرمودہ

چو آمد آن شہ ملک ولایت ‍ گرفت کشمیر از اسلام رایت

بگفتند از کہ یافتہ زینت این ‍ ازان گفتیم کہ "زان شاہ ہدایت"

روز بعد جناب سیادت کا قدم اس ملک میں پڑا۔ پہنچتے ہی بادشاہ آکر مرید

ہوا۔ سلطان قطب الدین نے کشمیر میں تاریخ ورود اس طرح کہی:-

چو آمد آں شہ ملک ولایت ‍ گرفت کشمیر از اسلام رایت

بگفتند از کہ یافتہ زینت ایں ‍ ازاں گفتم کہ "زاں شاہ ہدایت"

(جب ملک ولایت کا بادشاہ وارد ہوا، تب کشمیر نے اسلام کا جھنڈا لے لیا۔ قضا و قدر

کے فرشتوں نے کہا یہ زینت کس سے پائی؟ جواب میں اُس شاہ ہدایت) سے

لہ حضرت امیر کی کشمیر میں یہ آمد بار سوم سے متعلق ہے جبکہ تاریخ حسن

اور اسرار الاخیار وغیرہ کی رو سے حضرت امیر پہلی اور دوسری بار کشمیر میں

بالترتیب ۷۷۴ھ (۱۳۷۲ء) اور ۷۸۱ھ (۱۳۷۹ء) میں تشریف فرما ہوئے ہیں

بار اوّل میں ورود مسعود کے موقعہ پر کشمیر کی عنان حکومت سلطان شہاب الدین کے ہاتھ

میں تھی اس وقت حضرت امیر کے ہمراہ سات سو سادات تھے اس مرتبہ چار ماہ قیام فرما کر

مراجعت فرما گئے تھے۔ کشمیر میں بار دوم اور سوم کے ورود کے موقعہ پر سلطان قطب الدین

برسر اقتدار تھا (تاریخ حسن جلد اول مطبوعہ محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر ص ۳۲۴ حاشیہ)

مترجم

و نیز ایں چند بیت در تعریف آنجناب سیادت تصنیف نمود

جانم فدا بر قدم خاک تو باد یا امیر — روحم فدا بر شرف نام تو باد یا امیر

از آمدنت مشرف اسلام گشته ایم — جسمم فدای آمدن تو باد یا امیر

خواہم کہ روز حشر شفاعت مرا کنی — ہر چار عنصر فدای اسم تو باد یا امیر

قطبی اگرچہ کرد گناہان زحد و عد — آخر نصیب مرا شفاعت تو باد یا امیر

ای رفیق ہمیں مدعا نکہ آنجناب سیادت بزبان مبارک خود فرمودند

کہ سالک را باید کہ بیکدل خدا را بشناسد نکہ ہزار پارہ سازد

و ہر پارہ را بہر مطلبی گمارد بلکہ آں نفس اماّرہ را بہ سنگ خارہ بگیرد

نیز یہ چند ابیات بھی تعریف میں جناب سیادت کے تصنیف کئے۔

جانم فدا بر قدم خاک تو باد یا امیر — روحم فدا بر شرف نام تو باد یا امیر

(اے امیر میری جان آپ کی خاک قدم پر قربان ہو اور رُوح بھی آپ کے معزز نام پر)

از آمدنت مشرف اسلام گشته ایم — جسمم فدای آمدن تو باد یا امیر

(آپ کی آمد سے ہم مشرف بہ اسلام ہوئے، اس لئے اے امیر آپ کی آمد پر جسم فدا ہے)

خواہم کہ روز حشر شفاعت مرا کنی — ہر چار عنصر فدای اسم تو باد یا امیر

(میں چاہتا ہوں کہ روز قیامت آپ میری شفاعت کریں گے اس لئے چاروں عنصر (تمام جسم) آپ کے نام پر قربان ہوں

قطبی اگرچہ کرد گناہان زحد و عد — آخر مرا نصیب شفاعت تو باد یا امیر

قطبی اگرچہ میں گناہوں کا مرتکب ہوں تاہم اے امیر آپ کی شفاعت میرے نصیب ہو۔

سالک راہ کیلئے حضرت امیر کبیر رضی اللہ عنہ کی چند ہدایات و خاتمہ کتاب: اے رفیق

د ہرگز بہ مطلب او کار نکند کہ زوال کمال درہمان خواہد بود اللہ تبارک و تعالیٰ فرمود کہ ہیچ ذرہ نیافریدیم مگر برای عبادت و معرفت اگر بندہ بہوای نفس ہر سونگ و دو کند در ذلت آخرت افتد کما قال جل جلالہ فی الکتاب الکریم فذکر فان الذکری تنفع المومنین و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مفسران جہان تحریر این معنی نمودند کہ خدا تعالیٰ نیافرید آدمی را و جن را مگر برای عبادت خود و آنجماعہ کہ ایمان آوردند بسوی پیغمبران

جان کہ جناب بیادت نے زبان مبارک سے فرمایا: "سالک راہ خدا کے مسافر کو چاہئے ایک دل سے خدا کو پہچانے نہ کہ ہزار ٹکڑے کرے اور ہر ٹکڑا ایک خاص مقصد پر لگا دے۔ نفس امّارہ (سرکش طبیعت) کو چٹان سے ٹکرا کر ہرگز مطلب آری نہ کرے ورنہ اسی وقت زوال رونما ہو جائیگا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے ہر ایک ذرّہ عبادت و معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر بندہ نفس کی اطاعت میں ادھر ادھر دوڑیگا تو آخرت کی ذلت میں پڑ جائیگا۔ کتاب کریم میں التذکیر لکھا ہے) فذکر فانّ الذکری تنفع المومنین وَمَا خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون (نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ بخشتی ہے اور میں نے جن اور انسان محض عبادت کے لئے پیدا کئے ہیں) مفسرین نے اس آیت کے معنی لکھے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آدمی اور جن کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ مومن ہمارے پیغمبر اور ہماری کتاب کے گرویدہ ہیں اور شب و روز ذکر کرتے ہیں۔ جنکا نفع آدمیوں کو ہوگا۔ عرفا (خدا کے شناسا لوگ) نے اس آیت کے

و بسوی کتاب ما گرویده شدند. در شب و روز ذکر بگویند که
نفع آن به مردم خواهد بود و عرفا چنان معنی این تقریر نموده اند
که بیافریدیم هیچ چیز را مگر برای معرفت و ذکر خود چنان گویند
که خبر به هیچ متنفس نرسد و بیکدل در ذکر حق کوشند تا به مطلب
محبوب حقیقی خود برسند چنانچه نیز خبر داده است که ففروا الی
اللّٰہ یعنی فرار کنید بسوی خدای خود بذکر و فکر نه چنانکه در زبان
ذکر حق گوئی و بدل فکر دیگری هر سالک میخواهد که پای در سلوک
نهد طریق ما قبول کند که قوی تر است از طرائق دیگر اگر پیش واصل
این طریق تائب شود بمجرد شغل صاحب حال و قابل انوار ملک
و ملکوت خواهد شد و اگر سالها در طریق دیگر باشد بآن مطلب نرسد خواهد

معنی یوں بیان کئے ہیں "خدا نے ہر ایک چیز کو معرفت کے لئے پیدا کیا ہے"، اور
اپنا ذکر اس طرح ادا کریں کہ کسی بھی متنفس کو خبر نہ ہو سکے۔ ایک دل سے ذکرِ حق
میں کوشاں ہوں۔ تاکہ مطلوبِ حقیقی تک رسائی ہو سکے"۔ نیز ارشادِ باری ہے فَفِرُّوْا
اِلَى اللّٰهِ (لوگو اپنے خدا کی جانب ذکر و فکر کے ذریعہ بھاگو، یہ نہ ہو کہ زبان سے تو
ذکرِ حق ہو، مگر دل کسی اور فکر میں ہو)۔ ہر سالک جو سلوک میں قدم رکھتا ہے، اُسے
ہمارا طریقہ اختیار کرنا چاہئیے، کیونکہ دیگر طریقوں سے یہ طریقہ زیادہ قوی ہے
جو شخص بھی اِس طریقہ کے واصل کے روبرو تائب ہوگا، محض اشتغال اور
توجہ کے ذریعہ ہی صاحب حال و قال اور واقف ملک و ملکوت ہو جائیگا۔
جب کہ دیگر طریقوں کے ذریعہ برسوں میں بھی یہ کیفیت نصیب نہ ہو گی۔ اس

چنانچه این فقیر اول نه طریق شطاریه تایب بودم و منکر حال فریق کبرویه هرگاه شخصی بسماع بر میخاست من در منع غیبت آن میکوشیدم و سخنهای ناسزا بر زبان میرفت روزی در خدمت حضرت قطب الواصلین سید عبدالله برزش آبادی حاضر بودم جماعه از خوش خوانان در انجا بودند و حضرت شیخ مانع شد که بحضور مولانا حیدر نخوانند که این منکر سماع است و مرد بیست متشرع چون این سخن بزبان مبارک فرمود در من رفتنی پیدا شد و گریه و زاری روداد تا تمام عمر مارا آن حال نشده بودی اختیار شدم و توبه کردم و گرفتم و شش ماه در خلوت شدم چون از خلوت برون آمدم مارا

کی اہم ترمثال اس فقیر (مولانا حیدر بدخشی مؤلف پیش نظر منقبت الجواہر) کی ہے کہ پہلے طریقۂ شطاریہ میں تائب تھا اور فریق کبرویہ کا منکر احوال تھا جو شخص بھی سماع کے لئے اٹھتا تھا روکتا اور غیبت میں کوشاں رہتا اور برے الفاظ زبان سے جاری ہوتے تھے۔

ایک روز قطب الواصلین سید عبداللہ برزش آبادیؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ قوالوں کی ایک جماعت وہاں موجود تھی۔ حضرت شیخ مانع ہوئے اور بولے کہ مولانا حیدر کے سامنے کچھ نہ گاؤ، کیونکہ منکر سماع ہے، ساتھ ہی مرد متشرع (شریعت کا پابند) ہے۔ یہ کلام سُنکر رقت پیدا ہوئی، گریہ و زاری سے وہ کیفیت پیدا ہوئی کہ تمام عمر نہ ہوئی تھی۔ بے اختیار ہوکر توبہ کی چھ ماہ تک (خلوت) گوشہ نشینی میں تھا۔ جب باہر نکلا تو اجازت بیعت ملی چنانچہ دس برس تک خدمتِ شیخ میں تھا۔ یہ چند خوارق عادات

رخصت بیعت دادند و مدت دو سال در خدمت شیخ خود بودم
و این چند سخن که از خوارق عادات آنجناب بابت و آن کاشف
اسرار حقیقت و آں واقف احوال معرفت و آں سالک اقوال شریعت
از زبان مبارک شیخ بزرگوار شنیدہ درین بیان جمع آوردیم
و مدح گوی آنحضرت شدیم اگرچہ این کلام لائق بآنجناب نبود
اما بواسطہ معتقدان طریق در حیز تحریر در آوردیم تا خوانندہ و
شنوندہ در مذمت این طریق نکوشند کہ فردای قیامت
در عرصات نابینا برانگیزند چنانچہ اللہ تبارک و تعالےٰ در قرآن مجید
و فرقان حمید خبر دادہ است کہ وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى
ای بسا منکران این طریق وای برحال آنجماعہ خواہد بود ہر کہ

جن کا تعلق واقف احوال معرفت اور سالک اقوال شریعت جناب بابرکت سے
ہے اور جو شیخ بزرگوار (سید عبداللہ برزش آبادیؒ) کی زبان سے مسموع ہوئے
ہیں یہاں جمع کرکے مدح گوئے آنجنابؓ ہوا ہوں - یہ گفتگو اگرچہ لائق آنجنابؓ
نہ تھی، تاہم بسبب اعتقاد معرض تحریر میں لائی گئی ہے، تاکہ پڑھنے اور سننے والے
طریقۂ کبرویہ کی مذمت نہ کریں، ورنہ کل کو روز قیامت نابینا اٹھیں گے
جیسا کہ قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے خبر دی ہے
وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (اور ہم روز قیامت اُسے اندھا
اُٹھائیں گے) یعنی اس طریقہ کے منکروں پر انتہائی افسوس ہوگا، منکر کے
ایمان میں رخنہ پیدا ہو جائیگا، روزِ قیامت کوئی اُس کا ہاتھ پکڑلے

دم آنکار در زنده داریمان از رخنه خواهد شد و در در دزچیز اورا
ہیچکس دست نخواہد گرفت این قدر بس خردمند بود آنرا و
اگرچہ این فقیر کلمۂ چند از روی بے ادبی در تحریر قلم آورد اما
شیخ نورالدین جعفر بدخشی و مخدوم قوام الدین بدخشی در تعریف
آنجناب سیادت چیزہا بیرون از حد و بیان گفتہ اند گفتہ این فقیر
کجا لایق و سزاوار بودہ باشد۔

گر شمۂ منقبت شاہ ہمدان میگویم — پر می شود زمین و بر آسمان میگویم
آنانکہ شدند معتقد او از دل و جان — خوشتر ز شہانند بہتر از آن میگویم
آنکس کہ طریقۂ توبہ او اول خواند — او عارف حق گشتہ و اصل از آن میگویم

والا نہ ہوگا۔ عقلمند کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ یہ فقیر (مولانا حیدر بدخشی) اگر
چہ چند کلمات از روئے بے ادبی معرض تحریر میں لایا ہے) لیکن شیخ نورالدین جعفر
بدخشی رح اور مخدوم قوام الدین بدخشی رح نے جناب سیادت رض کی تعریف حد و بیان
سے باہر کی ہے، اس بناء پر اس فقیر کا قول کہاں لایق و مناسب ہوگا:

گر شمۂ منقبت شاہ ہمدان میگویم — پر می شود زمین و بر آسمان میگویم
(اگر شاہ ہمدان کی منقبت (تعریف) ذراسی بھی کہوں تو زمین بھر جائیگی اور یہ بات آسمان پر بھی کہونگا)
آنانکہ شدند معتقد او ز دل و جان — خوشتر ز شہانند بہتر از آن می گویم
(جو لوگ دل و جان سے آپ کے معتقد ہیں وہ نہ صرف بادشاہوں سے اچھے بلکہ ان سے بھی بہتر کہتا ہوں)
آنکس کہ طریق توبہ او اول خواند — او عارف حق گشتہ واصل از آن ہی گویم
(جس نے پہلے پہل اُن کے طریقہ پر توبہ پڑھی۔ عارف حق ہوگیا، اُسے واصل (خدا کے پاس پہنچنے والا) کہتا ہوں)

بااللہ کہ مرا جائے دہد تحت لوائی تو در آخر — مقصود ہماں بودہ و برتر ازاں می گویم

حیدر چہ قدر ہست کہ شد بمدح تو — ہر روز و شب اگر ذکر شاہ ہمداں می گویم

پیغمبر آخر زماں در شان تو دادہ خبر — بپذیر لیکن ایں قدر نواز فقیر مدح گو

آں بوسعیدی از حبش آمد برای دیدنت — از حکم آں خیر البشر زاں گشتہ بر تو مدح گو

ہر کسکہ در شک و گماں افتد زمانہ اندر — آخر شود معجز بیاں ہمچو فقیر مدح گو

بااللہ کہ مرا جا دہد تحت لوائی تو در آخر — مقصود ہماں بودہ و برتر ازاں می گویم

(سجدہ وہ مجھے اپنے جھنڈے کے نیچے جگہ دیں گے اور چونکہ مقصود یہی ہے اس لیے اس سے اعلیٰ و برتر کہتا ہوں)

حیدر چہ قدر ہست کہ شد بمدح تو[1] — ہر روز و شب اگر ذکر شاہ ہمداں می گویم

(حیدر کی کیا طاقت ہے جو آپ کی مدح میں کوشش کرے اگر رات دن بھی ذکر شاہ ہمداں کرے)

نیز:۔

پیغمبر آخر زماں در شان تو دادہ خبر — بپذیر لیکن ایں قدر نواز فقیر مدح گو

(پیغمبر آخر زمانؐ نے آپ کے متعلق خبر دی ہے۔ اس فقیر مدح گو سے نوازنا ہی قبول کریں)

آں بوسعیدی از حبش آمد برای دیدنت — از حکم آں خیر البشر زاں گشتہ بر تو مدح گو

(ملک حبشہ سے ابو سعید معمرؒ آپکی زیارت کے لئے خیر البشر کی حکم سے آئے اسلئے آپ کی مدح واجب ہو گئی)

ہر کسکہ در شک و گماں افتد زمانہ اندر — آخر شود معجز بیاں ہمچو فقیر مدح گو

(زمانے میں جو شخص بھی آپ کے متعلق شک و گماں میں پڑا وہ اس فقیر مدح گو کیطرح معجز بیاں بن گیا)

---

[1] اس مصرعہ کا ایک نسخہ یہ بھی ہے: "حیدر چہ قدر ہست ہمیں فخر بس مرا"
(حیدر کی کیا طاقت ہے، یہی فخر مجھے کافی ہے) ۔۔۔ مترجم

گر منکر حالت شوند در عالم قالت شوند — بسیار حیران می شوند همچون فقیر مدح گو

اظهر بدی از شمس هم اعرف تو بدی از قمر — ربط قلوبی در شمر از این فقیر مدح گو

یا امام المحترم ارحم علینا بالکرم — فردای حشرم دستگیر از این فقیر مدح گو

عاجز زبانم در بیان، قاصر قلم شد از عیان — آخر ببخشای گناه از این فقیر مدح گو

در بارگاه خانقاه گرچه بدم جاروب کش — ادائے خدمت کے شود از این فقیر مدح گو

شاه بدخشان بوده ماه خراسان تر هم — بنما هلال روی خود بر این فقیر مدح گو

گر منکر حالت شوند در عالم قالت شوند — بسیار حیران می شوند همچون فقیر مدح گو

(آپ کے منکر حال عالم قال میں جاکر اس مدح گو فقیر کی طرح بہت حیران ہوتے ہیں)

اظهر بدی از شمس هم اعرف تو بدی از قمر — ربط قلوبی در شمر از این فقیر مدح گو

(آپ سورج سے بھی زیادہ ظاہر اور چاند سے زیادہ معروف تھے۔ اس فقیر مدح گو سے دلی ربط ہے؟)

یا امام المحترم ارحم علینا بالکرم — فردای حشرم دستگیر از این فقیر مدح گو

(اے ہمارے امام المحترم، کرم سے ہم پر رحم کیجیے اس فقیر مدح گو کی کل روز قیامت دستگیری کیجیے)

عاجز زبانم در بیان قاصر قلم شد از عیان — آخر ببخشای گناه از این فقیر مدح گو

(زبان بیان سے عاجز ہے۔ قلم شدت سے قاصر ہے اس لیے بالآخر اس مدح گو فقیر کے گناہ بخش دیجیے)

در بارگاه خانقاه گرچه بدم جاروب کش — ادائے خدمت کے شود از این فقیر مدح گو

(اگرچہ آپ کی خانقاہ کی ڈیوڑھی کا جھاڑو دینے والا تھا، پھر بھی اس فقیر سے آپ کی خدمت ادا نہ ہو سکی)

شاه بدخشان بوده ماه خراسان تر هم — بنما هلال روی خود بر این فقیر مدح گو

(آپ شاہ بدخشان اور ماہ خراسان ہیں۔ اس فقیر مدح گو کو بھی چہرے کا ہلال دکھائیے)

از انبیا و اولیاء و زچار یار باصفا | خواہی شفاعت از خدا بر این فقیر مدح گو

از اولیا برتر توئی وز اصفیا بہتر توئی | زاں شد لقب شاہ علی گفت این فقیر مدح گو

ابن علی نامش علی تعریف او آمد ولی | فرمودہ در شانش نبی گفت این فقیر مدح گو

مداح توحید رشدہ بر درگہت مضطر شدہ | تقصیر ہا بے حد شدہ از این فقیر مدح گو

تاریخ این جستم ز خود ناگاہ گفتا ہاتفی | از عقل رفت این گفتگو "گفتم بگیر این مدح گو"

والله یهدی من یشاء الی صراط المستقیم

از انبیا و اولیاء و چار یار با صفا | خواہی شفاعت از خدا بر این فقیر مدح گو

(نبیوں، ولیوں اور چار یار با صفا کے طفیل اس فقیر مدح گو کی شفاعت خدا سے مانگئے)

از اولیا برتر توئی وز اصفیا بہتر توئی | زاں شد لقب شاہ علی گفت این فقیر مدح گو

(آپ اولیاء و اصفیاء سے برتر و بہتر ہیں اسی لئے اس فقیر مدح گو کے نزدیک آپکا لقب "شاہ علی" ہے

ابن علی نامش علی تعریف او آمد ولی | فرمودہ در شانش نبیؐ گفت این فقیر مدح گو

(علی کا بیٹا جس کا نام علی ہے اور ولی تعریف ہے۔ اس فقیر مدح گو کے مطابق یہ

الفاظ اس کی شان میں نبیؐ نے کہے ہیں)

مداح توحید رشدہ بر درگہت مضطر شدہ | تقصیر ہا بے حد شدہ از این فقیر مدح گو

(حیدر آپ کا مداح (تعریف کنندہ) ہے آپ کی درگاہ پر لاغر ہوا ہے۔ اس مدح گو

فقیر سے بے حد کوتاہیاں ہوئی ہیں)

تاریخ این جستم ز خود ناگاہ گفتا ہاتفی | از عقل رفت این گفتگو "گفتم بگیر این مدح گو"

(میں نے آپ سے اسکی تاریخ تصنیف تلاش کی کہ فرشتہ غیبی اچانک بول پڑا کہ

عقل سے یہ گفتگو نکلی میں نے کہا اے مدح گو اسے پکڑ۔ واللہ یھدی من یشاء

الی صراط المستقیم (خدا تعالے جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے)

الحمد للہ این کتاب منقبت الجواہر از تصنیفات حضرت ملا حیدر
بدخشی کہ بود واسطہ مرید حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رض
است و این کتاب مشتمل بر فضائل و کمالات و کرامات جناب
امیر کبیر علی ثانی رض است از دست حقیر فقیر میر محمد ولد میر محمد شاہ
نوشہری بتاریخ سلخ ماہ محرم سنہ ۱۲۸۱ھ ہزار دو ہشتاد و یک تحریر
یافت

الحمد للہ یہ کتاب "منقبت الجواہر" مصنفہ ملا حیدر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔
جو دو واسطوں سے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ
کے مرید تھے، آپ کے فضائل و کمالات پر مشتمل ہے۔ فقیر حقیر میر یوسف
ولد میر محمد شاہ نوشہری کے ہاتھ بتاریخ سلخ (آخری دن) محرم
سنہ ۱۲۸۱ھ (بارہ سو اکاسی ہجری) = ۵، جولائی، منگلوار سنہ ۱۸۶۴ء کو
تحریر پذیر ہوئی۔

آج بتاریخ ۱۳، دسمبر روز منگل سنہ ۱۹۸۳ء مطابق ۷ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۴ھ
قمری کو راقم محمد ابراہیم نے کتاب "منقبت الجواہر" کے اردو ترجمہ سے
فراغت پائی

(محمد ابراہیم کوندبل، رعناواری۔ سرینگر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد خدا و نعتِ رسول صلعم زیبا اشاعت کتاب منقبتُ الجواہر کا اردو ترجمہ مع فارسی متن مکمل ہو کے عوام الناس کو فیضیاب کرنے کے لئے دستیاب ہو رہی ہے حضرتِ امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضہ کی ذاتِ بابرکت سے عالم اسلام خاصکر مسلمانانِ کشمیر بخوبی واقف ہیں۔ مگر کتاب ہذا سے حضرت علی ثانی امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضہ اُس بلند و اعلیٰ مقام کی واقفیت حاصل ہوتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں عطا فرما کر عالم ربانی، غوثِ صمدانی، شاہبازِ لامکانی، امیر کبیر، شاہ سر ہمدان باذن اللہ علی ثانی و محبوب سبحانی جیسے بے نظیر مسند ارشاد پر متعین فرمایا۔ یہی وہ مقام ہے جس پر فائز ہو کر اولیاء کرام اپنے وجود سے نکل کر ذات باری تعالیٰ سے ہمکنار ہو کر صاحب قدرت و عظمت و بصیرت بن جاتے ہیں اور مشیتِ ایزدی سے گمراہوں کے رہبر، مردوں کے مسیحا، بیماروں کے طبیب اور مفلسوں کو گنج قدرت سے مالا مال کرنے کے اہل بنتے ہیں۔ اس ضمن میں جناب حضرت علی ثانی اپنی تصنیف رسالۂ ہمدانیہ (اردو ترجمہ صفحہ ۲۷) میں فرماتے ہیں

"اللہ برگزیدہ بنانے کیلئے جس کسی کو چاہے چن لیتا ہے۔ پھر اسکے وجود کو خدا" بخلعت کُنتُ سَمعَهٗ وَ بَصَرَهٗ وَلِسَانَهٗ مزین گرداند" یعنی میں (خدا) اس کا کان، آنکھ اور زبان بن گیا ہے لباس سے زینت دیتا ہے۔ ای عزیز جو سالک اس مقام پر پہنچ جائے جو کچھ دیکھے خدا کی نظر سے دیکھے گا اور جو کچھ کہیگا خدا کی زبان سے کہیگا اور جو کچھ جانتا ہو خدا کی وجہ سے جانیگا"

الغرض کتاب ہذا میں ان تمام حالات، کشف و کرامات کی نشاندہی ہوتی ہے جو حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی رضہ نے لوگوں کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کے نور سے منور کرنے اور اُن کی سماجی، اقتصادی، تمدنی اور تہذیبی حالت سدھارنے کیلئے انجام دیئے ہیں۔ وہ روئے مسکون پر جہاں کہیں بھی تشریف فرما ہوئے ان کی نظر کرم سے ہزاروں بندگانِ خدا حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ جہاں تک کشمیر میں ترویج اسلام کا تعلق ہے تاریخ گواہ ہے کہ یہاں پر ظلم و ستم، غربت، افلاس، فسق و فجور کی تاریکیوں سے نجات دلانے اور بیک وقت زائد ۳۷۰۰۰ ہزار لوگوں کو دین حق "اسلام" پر گامزن کرنیکا فخر صرف حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی رضہ کو ہی حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر میں آپ رضہ کو "بانی اسلام کشمیر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی نے کشمیر میں ترویج اسلام کے ساتھ ساتھ بصیغہ ایمان سے صنعت و حرفت کے مختلف میدان میں ماہرین

کو بھی کشمیر میں لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے لاکر مامور فرمایا ۔ اس اقدام سے لوگوں کو ذرائع آمدنی کے معقول وسائل دستیاب ہوئے ۔ ان ہی اقدامات کو زیر نظر لاکر علامہ اقبال ؒ در مدح حضرت شاہ ہمدان علی ثانی رضؓ ان اشعار میں اپنی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہیں ؎

سید السادات سالار عجم ۔ دست او معمار تقدیر امم
"تا غزالی درس اللہ ہو گرفت ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آن کشور مینو نظیر میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آن شاہ دریا آستین داد علم و صنعت و تہذیب و دین
آفرید آن مرد ایران صغیر با ہنرہائے غریب و دلپذیر
یک نگاہ او گشاید صد گرہ خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

کتاب ہذا حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی رضؓ کے دو واسطوں سے خلیفہ حضرت ملا حیدر بدخشی رحؒ کی تصنیف ہے ۔ انہوں نے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضؓ کی رفعت کی بلندی کو پہچان کر اس کتاب کا عنوان بجا طور پر "منقبت الجواہر" رکھا ہے ۔ لفظی معنی میں اس کا مطلب "انمول جواہر کی تعریف" ہے ۔ اس طرح وہ حضرت علی ثانی رضؓ کو انمول جواہر کے نام سے کتاب ہذا میں ان کی عظمت و شان سے متعلق واقعہ نگاری کرتے ہیں ۔

اس کتاب کا فارسی نسخہ ہمیں جناب پروفیسر محمد طیب کاملی صاحب نے اپنے ذاتی کتب خانہ سے فراہم کیا ۔ اس احسان کے لئے میں انجمن موذنین کی جانب سے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی میں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب کا بھی بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کتاب ہذا کا اردو ترجمہ کرنے کا کام قبول کر کے عوام الناس کو مستفید ہونے کا موقع بہم پہنچایا ۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں جناب غلام محمد صاحب وفائی کا یہاں ذکر نہ کروں جنہوں نے کتاب ہذا کے اردو ترجمہ اور فارسی عبارت کی تصحیح کی اور یہاں اس کی اشاعت کے قابل بنایا ۔ اس ضمن میں راقم جناب علی محمد نقال ہمدانی صاحب ، جناب شمیم احمد صاحب ڈی ۔ ای ۔ او ، فیاض احمد ہمدانی اور ماسٹر محمد حسین نقاش کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں بھرپور تعاون دیا ۔

میں انجمن موذنین کی جانب سے آرگنائزر محمد امین ہمدانی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مختلف مشکلات کے باوجود اس کتاب کی اشاعت پایۂ تکمیل تک پہنچائی ۔ مالی مشکلات پر قابو پانے کے لئے انہوں نے اپنے دیگر رفقاء پیر احمد شاہ کبیری ۔ پیر محمد امین شاہ موذن ، پیر غلام نبی ، پیر غلام رسول موذن ، پیر مسعود احمد مسعودی کے ہمراہ چندہ جمع کرنے کی جو مہم چلائی وہ بھی انہوں نے بخوبی اور دیانت داری سے انجام دی ۔ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ متذکرہ بالا سب حضرات کو اور ان عقیدت مندوں کو جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے فراخدلی سے چندہ فراہم کیا اجر عظیم عطا فرمائے ۔

جہاں تک انجمن ہذا کی سابقہ کارکردگی کا تعلق ہے میں انجمن کے تمام اراکین خاص کر آرگنائزر کی انتھک کوششوں کو سراہتا ہوں جس کے نتیجہ میں انجمن نے گذشتہ چند برسوں میں درج ذیل تصانیف و دیگر کتابیں عوام کے استفادہ کے لئے شائع کی ہیں ۔

۱ ۔ چہل اسرار ۲ ۔ رسالۂ ہمدانیہ ۳ ۔ سید گل ۴ ۔ نالہای بیدلان ۵ ۔ مکتوبات ۔ ۶ رسالہ حل مشکل

امید ہے اس مشن کو آگے لیجانے میں عقیدت مند حضرات بھرپور تعاون دیکر مشکور فرمائینگے ۔

المخلص :۔ علی محمد ہمدانی موذن ۔ پریزیڈنٹ انجمن موذنین بقعۂ عالیہ خانقاہ فیض پناہ ۔

WORKING COMMITTEE

Anjuman-i-Mouzeneen

KHAN KHAI MOULLA SRINAGAR.

—0—

1.	KH ALI MOHD HAMDANI	President
2.	KH. MOHD YOUSUF HAMDANI	Vice President
3.	KH. PEER GH. NABI KHUSHKHAWN	-do-
4.	KH. ALI MOHD HAMDANI BAQAL	Gen. Secy.
5.	KH. SHAMAS-UD-DIN HAMDANI	Seceretary
6.	KH PEER MASOOD AHMAD MASOODI	Pub. Secy
7.	KH. PEER GH RASOOL	Cashier
8.	KH. PEER MOHD AMIN SHAH HAMDANI	Member
9.	KH. AHMAD SHAH KABIRI	Member
10.	KH GH. NABI HAMDANI	Member
11.	KH RIVAZ AHMAD HAMDANI	Member
12.	MOHAMMAD AMIN HAMDANI	(Organisor)

BINDING BY :- Raheem Printing Press,